سکھ گورو صاحبان

اور

مُسلمان

ایک تاریخی جائزہ

راقم

عباداللہ گیانی

سکھ گورو اور مسلمان

(۱) گورو نانک جی اور مسلمان

سکھ دنیا، سری گورو نانک جی مہاراج کو اپنا پہلا گورو اور سکھ دھرم کا بانی تسلیم کرتی ہے۔ آپ سنہ ۱۵۲۶ بکرمی[1] (مطابق سنہ ۱۴۶۹ء) میں رائے بھوئے کی تلونڈی جسے آج کل ننکانہ صاحب[2] کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ پتا کالو جی کے گھر ماتا ترپتا جی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ ایک سکھ ودوان نے ایک تاریخی کتاب کے حوالہ سے یہ بیان کیا ہے کہ آپ کی پیدائش ایک مسلمان بزرگ کی بشارت سے ہوئی تھی۔ جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ:

---

[1] سکھ ودوانوں میں گورو نانک جی کی تاریخ پیدائش ایک اختلافی مسئلہ ہے۔ چنانچہ ایک گروہ تسلیم کرتا ہے کہ گورو نانک جی کاتک شدی پورن ماشی سنہ ۱۵۲۶ کو پیدا ہوئے تھے۔ اور دوسرا گروہ جن میں اکثریت سکھ محققین کی ہے یہ خیال کرتا ہے کہ گورو جی کی پیدائش یکم بیساکھ سنہ ۱۵۲۶ بکرمی کو ہوئی تھی۔ سکھ دنیا عام طور پر گورو نانک جی کا جنم دن کاتک شدی پورن ماشی کو ہی مناتی ہے۔ اور اہل علم سکھوں کے نزدیک یہ درست نہیں۔ ان کے نزدیک گورو جی کاتک شدی پورن ماشی کو پیدا نہیں ہوئے اس لیے گورو جی کا جنم دن بیساکھی کے دن منانا چاہیئے۔

[2] گورو نانک جی کی جائے پیدائش کے بارہ میں بھی سکھوں میں دو نظریے ہیں۔ اور دوسرا نظریہ یہ ہے کہ گورو جی اپنے ننہال میں پیدا ہوئے تھے۔ اور اسی وجہ سے ان کا نام نانک تجویز کیا گیا تھا۔ کیونکہ پنجاب کے دیہات میں یہ عام رواج ہے کہ جو بچہ اپنے ننہال میں پیدا ہو اس کا نام نانک رکھا جاتا ہے۔ (ملاحظہ ہو تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۰۸ - الہام ... گورو خالصہ ہندی صفحہ ۷۸ مختصر و مکمل تواریخ گورو خالصہ ہندی صفحہ ۸۷ گور بودھ نرنے صفحہ ۷۳ گورپرنالی صفحہ ۹۱ جنم ساکھی سودھی مہربان جی صفحہ ۹ ہسٹری آف دی سکھز مسٹر کننگھم صفحہ ۳۹ سکھ اتہاس مسٹر کننگھم صفحہ ۸۲ رسالہ گورمت سندیش اگست سنہ ۱۹۶۶ء گورو رام سنگھ صفحہ ۲۳۔

گورو جی کے ننہال میں موضع ڈیرہ چاہل کے نام پر ایک گوردوارہ بھی آپ کی جائے پیدائش کی یادگار ...

"ایک مسلمان فقیر نے گورو نانک جی کے والد کو آپ کی پیدائش کی بشارت دی تھی۔"[1]

ہم مسلمان نہ آج بلکہ شروع سے ہی گورو جی کو برگزیدہ اور خدا رسیدہ انسان، تصور کرتے ہیں۔ اور ان کی عزت اور احترام کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ایک سکھ ودوان باوا گنیش سنگھ جی نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:-

ترک اولیا بھنے انو یا[2]

نیز مشہور سکھ صحافی سردار امر سنگھ جی آنجہانی نے ایک مرتبہ یہ لکھا تھا کہ:-

"مسلمان حضور دگورو نانک جی، کو ولی اللہ لیتے ہیں"[3]

سکھ کتب سے یہ امر واضح ہے کہ رائے بھوئے کی تلونڈی کا مسلمان رئیس رائے بلار گورو جی کو ولی اللہ تسلیم کیا کرتا تھا۔[4] مولوی قطب الدین صاحب نے جس سے گورو جی نے اپنے بچپن میں فارسی تعلیم حاصل کی تھی۔ گورو جی کے ولی اللہ ہونے کی شہادت دی تھی[5] سلطان پور کے نواب دولت خان لودھی نے بھی گورو جی کو ولی اللہ ہی تسلیم کیا تھا۔[6] ایک مسلمان بزرگ شیخ برہم (ابراہیم) جی نے جنہیں سکھ کتب میں فرید ثانی کا لقب دیا گیا ہے۔ گورو جی کو ولی اللہ ہی مانا تھا۔[7] بابر بادشاہ بھی گورو جی کی بزرگی اور ولایت کا معترف تھا۔[8] اور میاں مٹھا نے، بھی گورو جی کو ولی اللہ یقین کیا تھا۔[9]

سکھ مؤرخین اور سکھ مصنفین اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ گورو جی کا احترام کرنے والے مسلمان ہر زمانہ میں ہوتے رہے ہیں۔ نیز ان کا دائرہ صرف پاکستان یا ہندوستان کی حد تک ہی محدود نہیں - بلکہ دوسرے اسلامی ممالک میں بسنے والے مسلمان بھی گورو جی کو ایک برگزیدہ انسان تسلیم کرتے ہیں۔[10] نیز مشہور سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ جی نے بغداد کے لوگوں سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ:-

"اکثر راست گو حجاج کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ یہاں (بغداد میں) ایک مکان بھی گورو نانک جی ... کی یادگار میں بنا ہوا ہے۔ جس کو نانک پیر کے نام سے پکارتے ہیں۔ اور وہاں عموماً لوگ ان کو مسلمان پیر خیال کرتے ہیں"[11]

---

[1] رسالہ سنت سپاہی امرتسر نومبر سنہ ۱۹۵۶ء۔ [2] گورو نانک سودھ جودھ سے جنم ساکھی صفحہ۔ [3] اخبار شیر پنجاب ۱۹ نومبر سنہ ۱۹۴۵ء۔ [4] جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۳۸ جنم ساکھی بھائی بالا گورمکھی صفحہ ۴۹ گورو دوارے درشن صفحہ ۱۳ [5] جنم ساکھی بھائی منی سنگھ صفحہ ۱۰۳ نانک پرکاش پوروردھ ادھیائے ۹۔ تواریخ گورو خالصہ بنچا صفحہ ۵۶ - صفحہ ۶ تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۲۹ [7] جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۴۱۱ - [8] تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۴۹ اتہاس سکھ گورو صاحبان صفحہ ۸۵ [9] جنم ساکھی بھائی بالا ...

گورو نانک جی کی عزت کرنے والے مسلمانوں میں ہر طبقہ کے لوگ شامل ہیں۔ چنانچہ حضرت اورنگ زیب محی الدین شہنشاہ ہند جی گورو جی کا احترام کیا کرتے تھے اور گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اک مرتبہ گورو وہر رائے جی کو اک چٹھی لکھی تھی اس میں گورو جی سے متعلق مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا تھا کہ:۔

"نانک شاہ سچے فقیر خدا رسیدہ اور صلح کل تھے۔ ان کے اندر ہندوؤں والی ضد نہ تھی۔ انہوں نے مکے کا حج کیا تھا۔ اور مسلمانوں سے امید بہت رہے تھے"[1]

شاعر مشرق علامہ اقبال نے گورو نانک جی سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ:۔

بت کدہ پھر بعد مدت کے مگر روشن ہوا
نور ابراہیم سے آذر کا گھر روشن ہوا!
پھر اٹھی آخر صدا توحید کی پنجاب سے
ہند کو اک مرد کامل نے جگایا خواب سے[2]

سلسلہ احمدیہ کے بانی حضرت میرزا غلام احمد قادیانی (علیہ السلام) نے بھی گورو نانک جی کی عزت اور احترام سے متعلق اپنی مختلف کتب میں بہت کچھ لکھا ہے۔ اور سکھ کتب کے متعدد حوالہ جات پیش کر کے انہیں خدا رسیدہ بزرگ بیان کیا ہے چنانچہ ایک مقام پر آپ نے فرمایا ہے کہ:۔

بود نانک عارف مرد خدا!! راز ہائے معرفت را وہ کشا[3]

یعنی۔ گورو نانک صاحب عارف اور مرد خدا تھے۔ اور معرفت کی راہوں کو کھولنے والے تھے
ایک اور مقام پر آپ نے یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"ہمیں باوا صاحب کی بزرگیوں اور عزتوں میں کچھ کلام نہیں۔ اور ایسے آدمی کو ہم درحقیقت خبیث اور ناپاک طبع سمجھتے ہیں جو ان کی شان میں کوئی نالائق لفظ منہ پر لاوے یا توہین مرتکب ہووے"[4]۔

یعنی:۔ "میں سکھ صاحبان سے اس بات میں اتفاق رکھتا ہوں کہ بابا نانک صاحب درحقیقت خدا تعالےٰ کے مقبول بندوں میں سے تھے۔ اور ان لوگوں میں سے تھے جن پر الٰہی برکتیں نازل ہوتی ہیں اور خدا تعالےٰ کے ہاتھ سے صاف کئے جاتے ہیں۔ میں ان لوگوں کو شریر اور کمینہ طبع سمجھتا ہوں جو ایسے بابرکت لوگوں کو توہین اور ناپاکی کے الفاظ سے یاد کریں"[5]

---

[1] تواریخ گورو خالصہ گورو لوکھی ص۷۶۳ [2] بانگ درا [3] ست بچن ص۳
[4] ست بچن ص۱۰۹ [5] تبلیغ رسالت جلد ۴

ان حوالہ جات سے یہ واضح ہے کہ ہر زمانہ اور ہر طبقہ کے مسلمان گورو نانک جی کو عزت اور احترام کی نظر سے دیکھتے آرہے ہیں۔

گورو نانک جی اور ان کی قوم

یہاں یہ بیان کر دینا بھی نامناسب نہ ہوگا کہ جہاں مسلمانوں نے ہمیشہ گورو نانک جی کا احترام کیا اور انہیں برگزیدہ اور خدا رسیدہ انسان تسلیم کیا مگر وہاں اکثر ہندوؤں نے نظریاتی اختلاف کی بنا پر ان کی مذمت کی۔ اور اس مذمت کا سلسلہ ابھی تک ختم نہیں ہوا۔ بلکہ، بدستور جاری ہے۔ گورو جی نے خود ہی ہندوؤں کے اس ناروا سلوک کو نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ چنانچہ مروجہ مطبوعہ گورو گرنتھ صاحب میں آپ کا یہ شبد اس امر پر بخوبی روشنی ڈالتا ہے۔ جیسا کہ گورو جی فرماتے ہیں کہ:۔

کوئی آکھے بھوتنا کو کہے بے تالہ
کوئی آکھے آدمی نانک وچارہ
بھیا دیوانہ شاہ کا نانک بورانا!
ہوں ہر بن اور نہ جانا[1]

یعنی گورو جی فرماتے ہیں کہ کوئی مجھے بھوتنا (شیطان) کہتا ہے اور کوئی بے تالہ (پاگل) خیال کرتا ہے۔ اور کسی کے نزدیک میں ایک مظلوم انسان ہوں۔ ہاں۔ ہاں، میں بیشک مجنون ہوں۔ مگر میرا یہ جنون عام پاگلوں سا نہیں ہے۔ بلکہ یہ میرے خالق اور مالک کی ذات بابرکات تک ہی محدود ہے۔ میں اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کو، جانتا پہچانتا ہی نہیں۔ میرا اوڑھنا اور بچھونا سب کچھ اللہ تعالےٰ کی ذات بابرکات ہی ہے۔

گورو گرنتھ صاحب کے پراچین قلمی نسخوں میں اور چھاپہ پتھر کے مطبوعہ گورو گرنتھ صاحب میں گورو نانک جی کا بیان کردہ ایک یہ شبد بھی درج ہے کہ:۔

الس کلمون بنج بھیتیوں کیونکر رکھاں پت
جے بولاں تاں آکھیئے بڑ بڑ کرے بہت
چپ کراں تاں آکھیئے ات گھٹ ناہیں مت
جے بہاں تاں آکھیئے بیٹھا ستھر گھت
جے نواں تاں آکھیئے جیڑا کرے بھگت
کوئی ملیں نہ میوتی ستھے کڈھاں چھت

---

[1] گورو گرنتھ صاحب راگ مارو محلہ ا ص۹۹۱

ایتھے اوستھے نانکا کرتا رکھے پت[6]

گورو نانک جی کے بیان کردہ اس شبد کا ایک ایک لفظ تلخ حقیقت کو واضح کر رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں نے گورو جی کے قول اور فعل کو اعتراضات کا نشانہ بنایا تھا۔ اگر وہ کسی سے دل کی کہتے تھے تو لوگ شور مچا دیتے تھے کہ کیا فضول بڑبڑ شروع کر دی ہے۔ اگر آپ خاموش بیٹھ جاتے تھے تو لوگ کہتے تھے کہ اسے تو بات کرنا بھی نہیں آتا۔ یہ تو پرلے درجے کا بے وقوف ہے۔ اگر گورو جی لوگوں میں ڈٹ کر بیٹھ جاتے تھے۔ تو لوگ یہ اعتراض کرنا شروع کر دیتے تھے۔ کہ یہ جی قبضہ جما کر بیٹھ گیا ہے۔ اور ہلنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ حتیٰ کہ گورو جی کی عبادت کو بھی ان شرارت پسندوں نے ان اعتراضات کا نشانہ بنایا تھا اور شور مچایا تھا کہ ہمارے خوف کی وجہ سے عبادت میں مصروف ہے۔ اور ہم پر یہ اپنی عبادت کا سکہ جمانا چاہتا ہے گورو جی نے اس شبد کے آخر میں فرمایا ہے کہ اب تو اللہ تعالےٰ ہی ہے۔ جو ان لوگوں سے ہماری عزت بچا سکتا ہے اور دین و دنیا میں سرخرو کر سکتا ہے۔ ورنہ ان لوگوں کے نزدیک تو میری ہر حرکت قابلِ مذمت اور قابلِ ملامت ہے۔

الغرض گورو جی کے ان ہر دو شبدوں سے یہ امر واضح ہے کہ اہل ہنود نے انکی بے حد مخالفت کی تھی۔ اور بھوتنا (شیطان) اور بے تالا (پاگل) وغیرہ ناموں سے موسوم کیا تھا۔ نیز ان کے چلنے پھرنے اٹھنے بیٹھنے اور بولنے چالنے اور چپ رہنے پر بھی اعتراضات کئے تھے۔ حتیٰ کہ ان کا اپنے رب العزت کی عبادت کرنا بھی اعتراضوں کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ اور اس پر بھی آوازے کسے گئے تھے۔

گورو نانک جی کا ہندوؤں سے نظریاتی اختلاف

سکھ کتب سے یہ امر بھی واضح ہے کہ گورو جی کے زمانے کے اکثر ہندوؤں نے، گورو جی کو "تپت" "کوراہیا" اور "گمراہ" وغیرہ قرار دے کر اپنا دل ٹھنڈا کیا تھا۔ اس مخالفت کی اصل وجہ ہندوؤں کا ان سے بنیادی نظریاتی اختلاف تھا۔ ہندو قوم سر سے پاؤں تک شرک میں غرق تھی۔ اور . . . بے شمار دیوتاؤں کی مورتیاں پوجنا ذریعہ نجات تصور کرتی تھی۔ لیکن گورو جی توحید کے پرستار تھے اور شرک کو سراسر ضلالت اور گمراہی تصور کرتے تھے

[6] ۔ گورو گرنتھ صاحب چھاپہ پتھر صفحہ ۱۶۳ و پراچین بیڑاں صفحہ ۳۵۲ ۔

گویا خدا تعالےٰ کے مقرب بننے کا ہندو فلسفہ گورو جی کی تعلیمات سے بالکل متضاد تھا۔

گورو جی کا توحید باری تعالےٰ سے متعلق یہ نظریہ تھا کہ:۔

الکھ اپار اگم اگوچر نہ تس کال نہ کرما ۔۔۔ جات اجات اجونی سنبھو نہ تس بھاؤ نہ بھرما
ساچے سچیار وِٹھوں قربان ! ۔۔۔ نہ تس روپ ورن نہیں ریکھیا ساچے شبد نیسان
نہ تس مات پتا ست بندھپ نہ تس کام نہ ناری
اکل نرنجن اپر پر سگل جوت تمہاری[1]

ایک اور مقام پر گورو جی کا یہ ارشاد ہے:۔

ایکو سمرو نانکا جل تھل رہیا سمائے ۔۔۔ دوجا کاہے سمریئے جمے تے مر جائے[2]

یعنی ۔ خدا تعالےٰ وہ ہستی ہے۔ جس کا نہ کوئی باپ ہے اور نہ ماں۔ نہ اسے کسی نے جنا اور نہ اس نے کسی کو جنا ہے۔ وہ لم یلد و لم یولد ہے۔ وہی ایک عبادت کے لائق ہے۔ کسی دوسرے کی عبادت کرنا جو پیدا ہوتا اور مر جاتا ہے۔ ہرگز ہرگز مناسب نہیں ہے۔

اسی طرح مورتی پوجا سے متعلق گورو جی کا یہ نظریہ تھا کہ:۔

گھر نارائن سبھا نال ! ! ۔۔۔ پوج کرے رکھے نہ وال ۔
کنگو چنن پھول چڑھائے ۔۔۔ پیریں پے پے بہت منائے
مانو آ منگ منگ پیہنے کھائے ۔۔۔ اندھی کمیں اندھ سزائے !
بھکھیاں دے نہ مردیاں رکھے ۔۔۔ اندھا جھگڑا اندھی ستھے[3]

ہندو قوم ذات پات کے بندھنوں میں بہت بری طرح جکڑی ہوئی تھی۔ ان میں کوئی اونچ تھا اور کوئی نیچ۔ نیز چھوت چھات کا سوال بھی خوب زوروں پر تھا۔ مگر گورو جی مساوات کے حامی تھے۔ ان کے نزدیک کسی بھی شخص کو پیدائش لحاظ سے کوئی فضیلت حاصل نہ تھی۔ اس بارہ میں گورو جی کا یہ نظریہ تھا کہ:۔

ذات جنم نہ پوچھیے سچ گھر لیہو بتائے ۔۔۔ سا ذات سا پت ہے جیہے کرم کمائے[4]

یعنی ۔ انسان کے جس قسم کے اعمال ہوں گے۔ وہی اس کی ذات ہو گی۔ پیدائش سے ذات پات کا سوال درست نہیں ہے۔

[1] ۔ گورو گرنتھ صاحب راگ سورٹھ محلہ صفحہ ۵۹۷ ۔ [2] ۔ نانک پرکاش صفحہ ۹۳ ۔ تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۱ نانک پرکاش اتراردھ
[3] ۔ جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۳۹۰ ۔ [4] ۔ گورو گرنتھ صاحب راگ سارنگ کی وار۔ محلہ ۱ صفحہ ۱۲۴۰ ۔
[5] ۔ گورو گرنتھ صاحب، راگ پربھاتی محلہ ۱ صفحہ ۱۳۳۰

گورو نانک جی کی تعلیم کا سرسری نظر سے مطالعہ کرنے والے لوگ بھی اس سے آگاہ ہیں کہ گورو جی ہندو مذہب کے معتقدات اور رسومات سے سراسر بیزار تھے۔ اور باوجود ہندو قوم میں پیدا ہونے اور پرورش پانے کے انہیں ویدک دھرم سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ جیسا کہ ایک سکھ ودوان پنڈت کرتار سنگھ جی داکھا کا بیان ہے کہ:۔

"بیشک گورو نانک دیو جی کی کل بیدی تھی۔ مگر اتنی بات سے انہیں ویدک دھرمی تسلیم کر لینا پرلے درجے کی بیوقوفی ہوگی۔ جبکہ ان کے دل میں ویدوں کے خلاف وائے ہے"۔ [1]

ایک اور سکھ ودوان پروفیسر پریتم سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

گورو نانک دیو جی نے ہندو مت کی پرچلت دوجگی (DUALITY) ترے مورتی (TRINITY) اور بہو دیو پوجا (POLYTHEISM) کا رد کیا اور خدائے واحد کی ہستی تو تسلیم کیا برہمنوں نے تریے مورتی (تثلیث) کو تسلیم کیا برہما وشنو اور شو اور انکے علاوہ سینکڑوں اَن دیوتوں کی پرستش کروائی۔ گورو نانک جی نے ان سب خیالات کا رد کیا . . . . . گورو نانک جی فرماتے ہیں کہ اکال پورکھ سب دیوی دیوتاؤں سے بلند و بالا ہے۔ یہ خیال غلط ہے کہ برہما وشنوں اور شو تین الگ الگ شکتیاں ہیں [2]

گورو نانک جی کو ہندو قوم سے اگر کوئی تعلق تھا تو صرف یہ کہ ان کی پیدائش اسی قوم میں ہوئی تھی ورنہ ویدک تصورات۔ تخیلات۔ نظریات۔ معتقدات اور رسومات کے وہ یکسر مخالف تھے۔ اور انہیں ویدک دھرم سے کسی قسم کا بھی کوئی تعلق نہ تھا۔ اسی نظریاتی اختلاف کی بنا پر بھی ہندو قوم کی اکثریت ان سے اختلاف کیا۔ اور آج تک انہیں برا مانتی ہے ہندو دھرم کے بہت بڑے اور مشہور ریفارمر پنڈت دیانند جی نے بھی انہیں ویدک دھرم کے خلاف نظریات کا اظہار کرنے پر ہی کوسا ہے۔ پنڈت جی کے حسب ذیل ارشادات آج بھی آریہ سماج کی بائیبل ستیارتھ پرکاش" کی زینت ہیں۔ آج بھی سارا آریہ سماج گورو نانک جی کو وہی کچھ خیال کرتا ہے۔ جو اس کے پیشوا پنڈت دیانند جی نے ان سے متعلق ستیارتھ پرکاش میں بیان کیا ہے چنانچہ پنڈت جی نے لکھا ہے کہ:۔

---

[1] ۱۔ گرمکھ خالصہ صفحہ ۱۱۰۔
[2] ۲۔ سکھ دیچار دھارا صفحہ ۲۵ تا ۲۹

"نانک جی کا مدعا تو اچھا تھا لیکن علمیت کچھ بھی نہیں تھی ہاں زبان اس ملک کی جو کہ گاؤں کی ہے اس کو جانتے تھے وید آدی شاستر کچھ بھی نہیں جانتے تھے اگر جانتے ہوتے تو نربھے لفظ کو نربھو کیوں لکھتے . . . . . چاہتے تھے کہ سنسکرت میں بھی قدم رکھوں لیکن بغیر پڑھے سنسکرت کیسے آ سکتی ہے۔ ہاں ان گواروں کے سامنے کہ جنہوں نے سنسکرت کبھی سنا بھی نہیں تھی۔ سنسکرتی بنا کر سنسکرت کے بھی پنڈت بن گئے ہوں گے۔ یہ بات اپنی شہرت کی خواہش کے بغیر کبھی نہ کرتے ان کو اپنی شہرت کی خواہش ضرور تھی نہیں تو جیسی زبان جانتے تھے کہتے رہتے اور یہ بھی کہہ دیتے کہ میں سنسکرت نہیں پڑھا جب کچھ خود پسندی تھی تو عزت و شہرت کے لئے کچھ دمبھ بھی کیا ہوگا"۔ [1]

گورو نانک جی سے متعلق پنڈت دیانند جی کا یہ بیان کسی تشریح کا محتاج نہیں ہے۔ اس سے واضح ہے کہ پنڈت جی کے نزدیک گورو نانک جی کوئی بلند درجہ کے روحانی انسان نہ تھے محض دنیادار تھے اور انہوں نے ریاکاری سے کام لیا تھا اور مکر بھی کیا تھا۔ تاکہ وہ لوگوں پر اپنا تقدس ظاہر کر کے انہیں اپنے دام میں پھنسا سکیں۔ اب ظاہر ہے ایک سچا آریہ سماجی جو صدق دل سے پنڈت جی کو اپنا راہبر پیشوا اور مہان رشی تصور کرتا ہے اور ان کی تعلیمات اور تصنیفات کو اپنے لئے مشعل راہ تسلیم کرتا ہے وہ زبان سے خواہ کچھ ہی کیوں نہ کہے دل سے وہ کبھی بھی گورو جی کو ایک مقدس انسان تصور کر کے انہیں عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا اور نہ اس کے دل میں گورو جی سے متعلق محبت اور احترام کے جذبات پیدا ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ اس صورت میں اسے یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ پنڈت دیانند جی نے گورو جی سے متعلق جن باتوں کا اظہار کیا ہے وہ سراسر غلط بے بنیاد اور ناپاک ہیں اور وہ محض پنڈت دیانند جی کے بغض عناد۔ تعصب اور جہالت کا نتیجہ ہیں۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ کوئی بھی سچا آریہ سماجی گورو نانک جی کے احترام کی خاطر اپنے رشی پنڈت دیانند جی کی عزت قربان کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا اگر وہ ایسا کرتا ہے تو یقیناً منافقت سے کام لے رہا ہے۔

اسی آریہ سماجی نظریہ کی بنا پر ایک سکھ ودوان سنت دیال سنگھ جی نے کہا تھا کہ:۔

"میں صاف الفاظ میں کہتا ہوں کہ جب تک آریہ سماج کی بنیادی کتاب ستیارتھ پرکاش میں سوامی دیانند کے مندرجہ ذیل الفاظ ہیں کہ:۔

"نانک نے میٹھے ریٹھے نہیں کہے تھے ہاں میٹھی قلم کی پیوند ہوگی یا نہیں

---

[1] ستیارتھ پرکاش سملاس ۱۱

گھوڑا ہوگا۔ نانک جی اپنی ماں پر تشٹھا چاہتے تھے اسی لئے انہوں نے دمبھ دچھا جو مورکھوں کا نام سنت ہوتا ہے وے دیچارے ویدوں کو بھی کبھی نہیں جان سکتے سنسکرت پڑھے نہیں تھے جس کے لئے وید کے وردھ بولتے تھے۔ جو نانک جی ویدوں کا مان کرتے تو ان کا سمپردائے نہ چلتا نہ وہ گورو بن سکتے تھے۔ موجود ہیں۔ اتنی دیر آریہ سماجی سکھ قوم کو کبھی پیار کی نظر سے نہیں دیکھ سکتے تھے۔"[1]

ان آریہ سماجیوں کے مقابلے میں علامہ اقبال کی یہ آواز کہ

"ہند کو اک "مردِ کامل" نے جگایا خواب سے

مسلمانوں کے کانوں میں گونج رہی ہے بھلا کوئی مسلمان گورو نانک جی کی روحانی عظمت اور تقدس سے انکار کرنے کی جرأت کر سکتا ہے گورو نانک جی سے متعلق یہ دو نظریے ہمیشہ اہلِ فکر کو دعوت دیتے رہیں گے ایک نظریہ پنڈت دیانند کا ہے کہ گورو جی دمبھی (مکار) تھے اور دوسرا نظریہ مسلمانوں کا ہے کہ وہ "مردِ خدا" اور "مردِ کامل تھے" جنہوں نے توحید کا سبق دے کر غفلت میں کھوئے ہند کو بیدار کر دیا۔

ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

ہندوؤں کی مخالفت کا بنیادی سبب یہ ہے کہ گورو جی کا ویدک دھرم سے نظریاتی اختلاف تھا۔ اور مسلمانوں سے گورو جی کو نظریاتی اتحاد تھا۔ اسی وجہ سے مسلمان گورو جی کو "مردِ خدا" اور "مردِ کامل" سمجھ کر ہمیشہ اپناتے رہے مناسب ہوگا اگر ہم یہاں گورو نانک جی کی تعلیمات کے ان اہم نکات پر ایک سرسری نظر ڈالیں جن سے ہندو چراغ پا ہو جاتے ہیں۔

گورو نانک جی اور وید

ہندو قوم ویدوں کی دلدادہ ہے اور وہ انہیں ایشوری گیان تسلیم کرتی ہے اور اس کے مقابلہ پر دوسرے تمام مذاہب کی کتب سماویہ کو ہیچ سمجھتی ہے اور "ناستکو وید نندک" کا نعرہ لگاتی ہے مگر گورو جی انہیں گمراہی سے بھری اور خدا تعالیٰ سے دور لے جانے والی کتب تسلیم کرتے تھے جیسا کہ سکھ ودوان پنڈت کرتار سنگھ جی (دکھا دا انبھان) کا بیان ہے کہ:-

"گورو نانک جی نے ویدوں کو واد (جھگڑا فساد) پھیلانے والے گن ہوں کو تلقین کرنے والے تھے گی رو سپہ اور خدا تعالیٰ سے دور لے جانے والے بتا کر جگہ جگہ ان کا

[1] بابا نانک دا اٹل پنتھ صفحہ ۳۰

رد کیا ہے۔ اور ان کے مطابق عمل کرنے والے کو من مکھ اگیانی (جاہل) بھولے ہوئے (گمراہ) جم ڈنڈ سہنے والے اور جھوٹے بیان کیا ہے۔"[1]

گورو گرنتھ صاحب میں متعدد ایسے شبد موجود ہیں جن میں کھلے بندوں ویدوں کی مذمت کی گئی ہے چنانچہ ایک مقام پر گورو صاحب فرماتے ہیں کہ:-

بندھن بید باد اہنکار   بندھن بنسے موہے دکار

نانک رام نام سرنائی   ست گور راکھے بندھ نہ پائی[2]

ایک اور مقام پر گورو جی نے ویدوں سے متعلق اپنا نظریہ مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے کہ:-

برہمے گرب کیا نہیں جانیا   وید کی بپت پڑی پچھتانیا[3]

سری گوبند سنگھ جی نے گورو نانک جی کے اس نظریے کی تشریح "یہ ہندو دھرم کی مقدس کتاب سمرتیوں اور ویدوں سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ:-

جے سمرتن کے بھئے انوراگی   تن تن کریا برہم کی تیاگی

جن من ہر چرنن ٹھہرائیو   تے سمرتن کے راہ نہ آئیو

...   .

جن کی لو ہر چرن لاگی   تے بیدن تے بھئے تیاگی[4]

یعنی جو لوگ سمرتیوں کے مطابق عمل کر رہے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ سے بہت دور ہیں۔ جن لوگوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ بس رہا ہے۔ وہ سمرتیوں کے قریب بھی نہیں پھٹکتے اور جن لوگوں کی لو اپنے رب العزت سے لگ جاتی ہے وہ پھر ویدوں پر عمل نہیں کرتے۔ اس کے برعکس قرآن شریف سے متعلق گورو نانک جی کا یہ نظریہ تھا کہ:-

کل پروان کتیب قرآن   پوتھی پنڈت رہے پران

نانک ناؤں بھیا رحمان   کر کرتا تو ایکو جان[5]

یعنی کلجگ کے زمانہ کے لئے صرف قرآن شریف ہی منظور شدہ کتاب ہے دوسری تمام پوتھیاں اور جملہ پوران سب منسوخ ہو گئے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت

[1] کھڑگ خالصہ صفحہ ۱۱۸   [2] گورو گرنتھ صاحب راگ بسنت محلہ ۱ صفحہ ۲۱۶

[3] گورو گرنتھ صاحب راگ گوڑی محلہ ۱ صفحہ ۲۲۴   [4] سری دسم گرنتھ صفحہ ۱۵

[5] گورو گرنتھ صاحب راگ رام کلی محلہ ۱ صفحہ ۹۰۳

جلوہ گر ہے۔ یعنی قرآن شریف کے نزول اور ظہور کا تعلق "الرحمٰن علم القرآن"
کے خداوندی ارشاد کے مطابق رحمٰن خدا تعالےٰ کی طرف سے ہوا ہے اور یاد رکھو کہ رحمٰن اور
کرتارپورکھ میں کوئی فرق نہیں ہے یہ ایک ہی ہستی کے دو نام ہیں۔

ولائت والی جنم ساکھی میں قرآن شریف سے متعلق گورو جی کا یہ ارشاد درج ہے کہ :-

قرآن کتیب کمائیے بھو وٹ ات تن لائیے
سچ بوجھن آن جلائیے بن تیل دلیا ایوں سبلے
کر چانن صاحب ایوں ملے [1]

گورو نانک جی نے اپنے اس ارشاد کی خود ہی تشریح یوں بیان کی ہے کہ :-

"گورو نانک جی نے کہا کہ شیخ جی جو قرآن کہتا ہے اس پر عمل کرو اور
خدا تعالےٰ سے ڈرو۔ ڈرتے ڈرتے صراط مستقیم پر چلو۔ قرآن شریف کے
احکامات پر عمل کرو اور یہ بھاؤ اس میں بتی بناؤ۔ اور قرآن شریف
پر جو عمل ہوگا وہ اس میں تیل ہوگا۔ یہ (دیا) بتی ہوئی۔ اور خدا تعالےٰ
کا سچا نام اسے آگ کی مانند ہوگا اور اس طرح جوت جگ اٹھے گی اور
چراغ روشن ہو جائے گا پھر اندر منور ہو جائے گا۔ اور اس عالم کائنات کا
مالک اس کے دل میں آ جائے گا۔ اور اس کی نظر بہت وسیع ہو جائے
گی۔ اس طرح بغیر تیل کے چراغ روشن ہو جائے گا اور پھر اسے خدا تعالےٰ
مل جائے گا۔" [2]

جنم ساکھی بھائی بالا کے ایک مقام پر گورو جی نے قرآن شریف کے متعلق یہ فرمایا ہے کہ :-

توریت کونڈاں بھالیاں ترہے سودھے بھید
توریت انجیل زبور ترے پڑھ سن ڈٹھے وید
رہیا قرآن کتیبڑے کلجگ میں پروان [3]

یعنی گورو نانک جی فرماتے ہیں کہ میں نے ہر طرف ڈھونڈ کی اور بہت تحقیق سے کام لیا
میں نے توریت انا جیل اور زبور تینوں کتب کی خوب چھان بین کی ہے اور ویدوں کو بھی خوب پڑھا۔

ف۱ جنم ساکھی ولائت والی صفحہ ۱۶۹ جنم ساکھی سوڈھی مہربان والی صفحہ ۴۹۴ میکالف والی صفحہ ۱۷۰ جنم
ساکھی بھائی بلے والی صفحہ ۲۶۳۔ جنم ساکھی اردو صفحہ ۲۶۹ جنم ساکھی چھوٹی صفحہ ۳۷۵
ف۲ جنم ساکھی بھائی بالا چھوٹی صفحہ ۳۷۵ ف۳ جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۰۴

سنا اور دیکھا ہے۔ میری اس تمام تحقیق اور چھان بین کا نتیجہ یہی ہے کہ موجودہ کلجگ کے زمانہ کے
لئے قرآن شریف ہی منظور شدہ اور قابل عمل کتاب ہے۔

ایک مقام پر گورو جی نے فرمایا ہے کہ :-

تریہے حرف قرآن دے تریہے سپارے کیں تس وچ بہت نصیحتاں سن کر کرو یقین [1]

گورو جی کا بیان کردہ کلام اس پر گواہ ہے کہ گورو نانک جی قرآن شریف کی بکثرت تلاوت فرمایا
کرتے تھے کیونکہ گورو جی نے اپنے کلام میں اکثر قرآن شریف کے نظریات بیان کئے ہیں۔ لالہ کنھیا لال جی
بیان کرتے ہیں کہ جب گورو جی کا وصال ہوا تو اس وقت مسلمانوں نے گورو جی کو اسلامی طریق پر دفن کرنے
کا مطالبہ اس بناء پر کیا کہ گورو جی کا بیان فرمودہ کلام قرآن شریف کی آیات اور احادیث نبویہ میں
بیان کردہ مضامین پر مشتمل ہے چنانچہ لالہ جی بیان کرتے ہیں کہ :-

"بعد وفات اس کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں در باب جلانے یا دفن کرنے نعش اس
کی سخت تنازعہ برپا ہوا۔ کیونکہ مسلمان اس کو جانتے تھے کہ یہ فقیر خدا پرست ہے اقوال اس
کے مطابق آیت قرآن و حدیث پیغمبر کے ہیں۔ جلا دینا ایسے معقول شخص کا سراسر
بے ادبی ہے۔" [2]

گورو جی کے زمانہ کے مسلمانوں کی یہ شہادت کہ گورو جی کا بیان کردہ کلام قرآن شریف کی آیات
اور احادیث نبویہ کے مضامین پر مشتمل ہے قابل غور ہے کیونکہ ان لوگوں نے گورو جی کی بانی براہ راست ان سے
سنی تھی۔

سکھ تاریخ سے یہ امر واضح ہے کہ گورو نانک جی اپنے پاس قرآن شریف رکھا کرتے تھے اور اس کی
تلاوت کیا کرتے تھے چنانچہ سکھ کتب میں مرقوم ہے کہ جب گورو جی مکہ معظمہ گئے تو ان کے پاس قرآن شریف
تھا۔[3] اور گورو جی کا یہ قرآن شریف گورو ہرسہائے ضلع فیروزپور میں بطور یادگار کے رکھا ہوا تھا۔ جیسا کہ
ایک سکھ اخبار کا بیان ہے کہ :-

"گورو ہرسہائے (ضلع فیروزپور) میں ایک قرآن شریف رکھا ہوا ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ یہ
وہ قرآن شریف ہے جسے گورو نانک صاحب مکہ مدینہ کے سفر میں اپنے ساتھ لے گئے تھے۔" [4]

گورو جی کا چولہ جو ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور کے بیدیوں کے قبضہ میں ہے گورو جی کی قرآن شریف سے محبت واضح
کر رہا ہے کیونکہ اس پر قرآن شریف کی مقدس آیات درج ہیں سکھ کتب سے واضح ہے کہ یہ چولہ گورو جی کو خدا تعالےٰ
کی طرف سے بطور خلعت کے ملا تھا اور گورو جی اسے پہنا کرتے تھے۔ ذیل میں ہم اس کا وہ خاکہ پیش کئے دیتے ہیں۔

ف۱ جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۲۱ ف۲ تاریخ پنجاب ایڈیشن اول صفحہ ۱۱
ف۳ جنم ساکھی اردو صفحہ ۱۲۹ ف۴ اخبار خالصہ سماچار امرتسر ۸ اکتوبر ۱۹۳۱ء

جب پاکستان بننے سے قبل چوہدری کرتار سنگھ ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر نے اپنے جغرافیہ ضلع گورداسپور کے صفحہ ۱۰۶ پر درج کیا ہے اور یہ جغرافیہ ان دنوں (یعنی ۱۹۲۵ء) میں ضلع گورداسپور کے پرائمری سکولوں کی تیسری جماعت میں پڑھایا جاتا تھا۔ اور گورنمنٹ آف انڈیا سے رجسٹری شدہ تھا۔ اور اس جغرافیہ کو شائع کرنے والے لالہ لکھمی راج دگل رجسٹرڈ کتب فروش بٹالہ تھے۔

ادھر آؤ دیکھیں یہ تصویر ہے ✿ یہی پاک چولہ جہانگیر ہے

چولہ بابا نانک صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الحمد للہ رب العالمین ۔ الرحمٰن الرحیم ۔ مالک یوم الدین ۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین ۔ اھدنا الصراط المستقیم ۔ صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ۔ آمین

گورو جی کا قرآن شریف اپنے پاس رکھنا اور قرآن شریف کی آیات والا چولہ زیب تن کرنا اور اپنے کلام میں قرآن شریف کی آیات میں بیان کردہ مضامین کو جمع کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ گورو جی کو قرآن شریف سے بہت محبت تھی اور ان کی قرآن شریف کی اس محبت کی بنا پر ہی گورو جی کے زمانہ کے لوگوں نے انہیں اپنا ایک بزرگ تصور کیا تھا اور اب تک مسلمان ان کا احترام کرتے چلے آرہے ہیں۔

سکھ تاریخ سے یہ امر واضح ہے کہ گورو نانک جی کے دل میں قرآن شریف سے متعلق نہایت محبت اور احترام کے جذبات تھے۔ اور قرآن شریف کی تلاوت کو کار ثواب تسلیم کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ان کا یہ ارشاد گورو گرنتھ صاحب میں موجود ہے:۔

سوئی قاضی جن آپ تجیا اک نام کیا آدھار!
ہے بھی ہوسی جائے نہ جاسی سچا سرجن ہار
پنج وقت نماز گذارے پڑھے کتیب قرآنا
نانک آکھے گور سدہی رہیو پینا کھانا [1]

یعنی قاضی وہی ہے جو خودی اور خود روی کو مٹا دے اور صرف خدا تعالےٰ کی ذات بابرکات کو ہی اپنا آسرا بنائے جو حی و قیوم ہے اور موت و حیات سے بالا ہے اور سچا خالق ہے نیز وہ (قاضی) دن میں پانچ وقت نماز ادا کرتا ہے۔ اور قرآن شریف کی تلاوت میں مشغول رہتا ہے۔ گورو نانک جی فرماتے ہیں کہ قبر آوازیں دے کر بلا رہی ہے اور انسان کا کھانا پینا یہاں ہی دھرا رہ جائے گا۔ یعنی انسان کے ساتھ جانے والی چیز خدا تعالےٰ کی عبادت ہی ہے۔

گورو نانک جی کے نزدیک دنیاوی امور کے بارہ میں قرآن شریف کا حلف اٹھانا بھی ناپسندیدہ ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں آپ کا یہ ارشاد سکھ کتب میں موجود ہے:

کھاون قسم قرآن دی کارن دنی حرام
آتش اندر سڑنیں آکھے نبی کلام

گورو جی کے اس ارشاد کا یہی مطلب ہے کہ جو لوگ دنیاوی اغراض کے پیش نظر قرآن شریف کے حلف اٹھاتے ہیں ان پہ یہ واضح رہے کہ ان کا یہ فعل جائز نہیں۔ ایسے لوگ آتش میں جلائے جائیں گے۔ یہ خدا تعالےٰ کے مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا

---

[1] گورو گرنتھ صاحب سری راگ محلہ ۱ ص ۲۴

ارشاد ہے۔ کیونکہ قرآن شریف کے نزول کی یہ غرض ہرگز نہیں کہ لوگ ٹھکے ٹھکے کے لئے اس کے حلف اٹھاتے رہیں۔ بلکہ اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔

ان حوالہ جات سے یہ واضح ہے کہ گورونانک جی کے پاک دل میں قرآن شریف کے لئے بہت محبت تھی۔ اور وہ اسے اس زمانہ کے لئے خدا تعالےٰ کی منظور شدہ کتاب تسلیم کرتے تھے ان کے نزدیک دوسری کتب پوران وغیرہ منسوخ ہو چکی ہیں۔ اب خدا تعالےٰ کو پانے کا ذریعہ صرف اور صرف قرآن شریف ہی ہے اس پر عمل کرنے کے نتیجہ میں انسان کے دل میں نور کا چراغ روشن ہو جاتا ہے جس کی روشنی میں اسے اپنے خالق اور مالک کا دیدار نصیب ہو جاتا ہے۔ اور وہ خدا تعالےٰ اور خدا تعالےٰ اس کا ہو جاتا ہے۔

الغرض گورو جی نے قرآن شریف کے بارے میں جن پاکیزہ خیالات کا اظہار کیا ہے ان کی بناء پر مسلمانوں نے انہیں مردِ خدا اور مردِ کامل تسلیم کیا ہے۔ کیونکہ ہمیشہ محبت کے نتیجہ میں ہی محبت پیدا ہوتی ہے۔

اس بارہ میں گورونانک جی کا اپنا ارشاد ہے کہ :-

" پڑ لوہے کو دھا دے "[۲]

پس یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا میں نہ کبھی محبت کے نتیجہ میں نفرت پیدا ہوتی ہے اور نہ نفرت کا نتیجہ کبھی محبت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے۔ خود ہندوؤں نے اسی بناء پر گورو جی کو پانی پی پی کر کوسا کہ انہیں ہندو دھرم کے عقائد اور رسومات سے نفرت تھی ایک سکھ وودان سردار دریام سنگھ ایم۔اے۔ نے قرآن شریف سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ :-

" مسلمانوں کے دین کی مقدس کتاب کا نام قرآن شریف ہے اس میں وہ تمام احکام اور خدا تعالےٰ کا کلام درج ہے جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔"

" اس میں توحید۔ اخوت۔ اور آزادی کی تعلیم دی گئی ہے۔"[۳]

---

۱ جنم ساکھی بھائی بالا ص۲۲۱ ۲ گورو گرنتھ صاحب محلہ ۱

۳ ہند اتہاس ص۱۶۔

گورونانک جی اور ہندو اوتار

سناتن دھرم سے تعلق رکھنے والے ہندوؤں کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ دنیا کے لوگوں کی اصلاح کیلئے وقتاً فوقتاً درندوں۔ پرندوں اور انسانوں وغیرہ کی شکل میں ظاہر ہوتا رہا ہے اس سلسلہ میں وہ چوبیس اوتاروں کے وجود کے قائل ہیں اور یہ تسلیم کرتے ہیں کہ جب بھی دنیا ضلالت اور گمراہی میں مبتلا ہو جاتی رہی خدا تعالےٰ خود کسی نہ کسی شکل میں ظاہر ہو کر لوگوں کو صراطِ مستقیم پر گامزن کرتا رہا۔ چنانچہ سناتن دھرم کی مشہور معروف کتاب راماٹن میں اس بارہ میں یہ مرقوم ہے کہ :-

جب جب ہوئے دھرم کی ہانی !
باڈھے اسر ادھرم ابھمانی !
کرہیں انیتی جائے نہیں ورنی !
سیند جہ بپر دھین سر کرنی !
تب تب دھر بنہ پرکھ ببدھ سریرا !
ہرہنہ کرپاندھ سجن پیرا ![۱]

گورونانک جی نے اپنے کلام میں ہندو دھرم کے مشہور نظریہ اوتار کا بھی رد کیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ سے متعلق فرمایا ہے کہ وہ اجونی ہے۔ یعنی وہ کسی جون میں جنم اختیار نہیں کرتا۔ گورونانک جی خدا تعالےٰ کو لم یلد ولم یولد تسلیم کرتے تھے جیسا کہ ان کا ارشاد ہے کہ :-

نہ تس مات تپا ست بھرانا[۲]

ایک اور مقام پر آپ نے فرمایا ہے :-

الکھ اپار اگم اگوچر نہ تس کال نہ کرما
جات اجات اجونی سنبھو نہ تس بھاؤ نہ بھرما
ساچے سچیار وٹوں قربان
نہ تس روپ ورن نہیں رکھیا ساچے شبد نشان

---

۱ راماٹن بال کانڈ۔ ۱۳۰

۲ گورو گرنتھ صاحب محلہ ۱

نہ تس مات پتا ست بند ھپ نہ تس کام نہ ناری
اکل نرنجن اپر پرمپر سگلی جوت تہاری [۱]

گوروجی کے اس نظریہ کی تشریح میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ :۔

تو پار برہم پرمیشر جون نہ آدہی
تو حکمی ساجیں سرشٹ ساج سمادہی [۲]

ایک اور مقام پر مرقوم ہے کہ :۔

اوتار نہ جانے انت پرمیشر پار برہم بے انت [۳]

جنم ساکھی بھائی بھالا کے ایک مقام پر اوتاروں سے متعلق گوروجی کا یہ فرمان درج ہے کہ :۔

"برہما بشن مہیش وہ بھی انت پانے کے لئے تھک گئے ہیں اور کسی نے انت نہیں پایا۔ وہ خدا تعالیٰ اپنی قدرت کو خود ہی جانتا ہے۔ بیوقوف دنیا اوتاروں کو خدا تعالےٰ کہتی ہے اور انہوں نے انت نہیں پایا۔" [۴]

سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھ پنتھ پرکاش کے حوالے سے اوتاروں سے متعلق سکھ مذہب کی یہ تعلیم بیان کی ہے کہ :۔

ہندو جنہیں کہت اوتار پرمیشور تن دھارے سار
پرمیشور تھپ پوجت مانت بھجن دھیان انہی کا ٹھانت
سکھ انہیں پرمیش نہ جانے پرمیشور کے سیوک جانے [۵]

الغرض اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ گورونانک جی اوتار واد کے قائل نہ تھے۔ ان کے نزدیک خدا تعالےٰ سے متعلق یہ خیال کرنا کہ وہ بھی انسانوں کی مانند جنم لیتا ہے اور پھر زندگی گزار کر مرجاتا ہے سراسر گمراہی ہے ۔ خدا تعالےٰ ان باتوں سے پاک ہے وہ لم یلد ولم یولد اور حي لایموت ہے۔

اس کے برعکس اسلامی نظریہ نبوّت اور رسالت کے بارہ میں گوروگرنتھ صاحب میں مرقوم ہے کہ :۔

---

[۱] گورو گرنتھ صاحب راگ سورٹھ محلہ ا ص۵۹۷ [۲] گورو گرنتھ صاحب راگ مارو کی وار محلہ ۵ ص۱۰۹۵
[۳] گورو گرنتھ صاحب راگ رام کلی محلہ ۵ ص۸۹۴
[۴] جنم ساکھی بھائی بالا ساکھی ص۱۴۹
[۵] گورمت مارتنڈ ص۵۰۔

اٹھے پہر بھوندا پھرے کھاون سنڈڑے سول
دوزخ پوندا کیوں رہے جاں چت نہ ہوئے رسول [۱]

یعنی جن لوگوں کے دلوں میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عقیدت نہیں ہے وہ اس دنیا میں بھٹکتے پھریں گے اور آٹھوں پہر دکھ اٹھائیں گے نیز مرنے کے بعد ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔

جنم ساکھی بھائی منی سنگھ میں مرقوم ہے کہ گوروجی نے نبوّت اور رسالت کی تشریح کرتے ہوئے یہ فرمایا تھا کہ :۔

"پیغمبر اسے کہتے ہیں جو پیغام لانے والا ہو۔ تمہارا جو رسول ہے وہ خدا تعالےٰ کا پیغام لایا ہے۔ اگر تم لوگ بندگی کرو گے تو جنت کے وارث ہوگے اور اگر بیر اور دشمنی کرو گے تو جہنم میں تمہارا ٹھکانا ہوگا۔" [۲]

گوروجی کے نزدیک وقتاً فوقتاً سوا لاکھ پیغمبر دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے ہیں جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ :۔ [۳]

سوا لاکھ پیغمبر آئے دنیا ماہیں ٭ آپو اپنی نوبتی سبھو چلائے راہ

گورو گرنتھ صاحب میں بھی انبیاء علیہم السلام کی تعداد سوا لاکھ بیان کی گئی ہے جیسا کہ مرقوم ہے کہ :۔

"سوا لاکھ پیکا مبر تاں کے" [۴]

یعنی اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سوا لاکھ پیغمبر ظاہر ہو چکے ہیں۔

گورو نانک جی نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بھی بیان فرمایا ہے جیسا کہ آپ فرماتے ہیں :۔

"میں نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا ! سچے صاحب ! اس سے قبل آپ نے خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ کو دنیا میں بھیجا ہے" [۵]

گورونانک جی کی بیان کردہ ایک سہ حرفی بھی سکھ کتب میں درج ہے۔ اس کے ایک مقام

---

[۱] گورو گرنتھ صاحب ۔ راگ گوڑی کی وار سلوک محلہ ۵ ص۳۲۰
[۲] جنم ساکھی بھائی منی سنگھ جی قلمی نسخہ ورق ۱۱۴
[۳] جنم ساکھی بھائی بالا ص۱۴۳ [۴] گورو گرنتھ صاحب راگ کبیر ص۱۱۴۱
[۵] جنم ساکھی اردو ص۱۵۱ و جنم ساکھی گورمکھی ص۱۳۴

آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر میں یہ بیان کیا ہے کہ :۔

س ۔ صلاحت محمدی مکھ ہی آکھو نت ۔ خاصہ بندہ سجیا سرمتراں ہوں مت[۱]

یعنی پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف ہمیشہ بیان کرتے رہے حضور خدا تعالےٰ کے خاص بندے اور اس کے تمام مقربین کے سردار تھے۔

اسی سہ حرفی میں گوروجی نے لوگوں کو حضورؐ پر ایمان لانے کی تلقین فرمائی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے کہ :۔

م ۔ محمد من توں من کتاباں چار ۔ من خدائے رسول نوں سچا ای دربار[۲]

یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ۔ اور چاروں کتب سماویہ پر یقین رکھو۔ خدا تعالےٰ اور اس کے رسول کو ماننے سے انسان کی رسائی خدا تعالےٰ کے دربار میں ہو جاتی ہے گوروجی نے اسی جنم ساکھی میں قیامت کے ضمن میں یہ فرمایا ہے کہ :۔

" سیئی چھوٹسے نانکا حضرت جہاں پناہ "[۳]

یعنی حشر کے دن وہی لوگ نجات حاصل کر سکیں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ میں ہوں گے گورو نانک جی نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے چاروں خلفائے راشدین کا بھی ذکر کیا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ حضور کے ذریعہ دین کی تکمیل ہو گئی ہے۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ :۔

سن پیغمبر مصطفےٰ تس دے چاروں یار ۔ عمر خطاب، ابوبکر، عثمان علی دیچار
چاروں یار مسلمین چار مصلے کین ۔ پنجواں نبی رسول ہے جن ثابت کیتا دین[۴]

جنم ساکھی بھائی منی سنگھ کے قلمی نسخہ میں گوروجی کا یہ ارشاد درج ہے کہ :۔

" نور خدا (تعالےٰ) کا چاروں یاروں میں بھی اور حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) بھی ایک جیسا ہے "[۵]

گورو نانک جی اور ہندو مذہب کی عبادت

گورو نانک جی کے کلام اور ان کے سوانحی حالات سے یہ امر واضح ہے کہ گوروجی ہندو دھرم کی مقرر کردہ عبادات اور رسومات سے بھی سخت متنفر تھے چنانچہ ہندوؤں کے پوجا پاٹھ سے متعلق آپ نے فرمایا ہے :۔

---

۱ جنم ساکھی ولائت والی ۴۶ ۔ ۲ جنم ساکھی ولائت والی ۲۴
۳ جنم ساکھی ولائت والی ص ۲۵۰ ۔ ۴ جنم ساکھی بھائی بالا ص ۱۹۲
۵ جنم ساکھی بھائی منی سنگھ قلمی ص ۱۱۲ ورق

تیرا نام کری چنناٹھیا جے من اُڑسا ہوئے
کرتی کنگو جے رلے گھٹ انتر پوجا ہوئے
پوجا کیچے نام دھیائے بن ناویں پوجا نہ ہوئے
باہر دیو پکھالیے جے من دھووے کوئے
جوٹھ لہے جے ناںجیے مو کھ پیا نا ہوئے[۱]

ہندو دھرم میں جو پوجا پاٹھ مقرر ہے۔ اس میں سندھیا کو ایک خاص مقام حاصل ہے اس سے متعلق گورو گرنتھ صاحب میں یہ مرقوم ہے کہ :۔

گور پر سادی ویدھا مرے منوآ استھر سندھیا کرے دیچار
نانک سندھیا کرے من مکھی جیو نہ ٹکے مر جمے ہوئے خوار[۲]

یعنی :۔ سندھیا تر پتہ کر ہے گاتری بن بوجھے دکھ پایا[۳]

گورو گرنتھ صاحب کے ان شبدوں میں ہندوؤں کی پوجا پاٹھ اور سندھیا وغیرہ کو پسند نہیں کیا گیا اس کے برعکس گورو نانک جی نے اسلامی عبادات نماز روزہ کی بہت تعریف کی ہے اور اس کی ادائیگی کرنے والوں کا خدا تعالےٰ کو واصل ہونا تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ گوروجی فرماتے ہیں۔

"خصم کی نذر دلہے پسندے جنی کر ایک دھیایا
تہیہ کر رکھے پنج کر ساتھی ناؤں شیطان مت کٹ جائی
نانک آکھے راہ پے چلنا مال دھن کت کو سنجیا ئی"[۴]

یعنی :۔

" وہی لوگ سچے صاحب کی منظور نظر ہیں اور وہی اسے مقبول ہیں۔ جو اس وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرتے ہیں۔ تیس روزے رکھتے ہیں۔ پانچ نمازیں پڑھتے ہیں اس نیت سے کہ شیطانی وساوس سے اللہ محفوظ رکھے۔ نانک صاحب فرماتے ہیں کہ ہم راہ چلتے مسافر ہیں۔ ہم ایک کام کے لئے یہاں ٹھہر سکتے ہیں ہم کو کب فرصت ہے کہ اپنے اعمال یا مال دھن کا حساب سمجھ سکیں۔[۵]

گورو نانک جی نے اپنے اس شبد میں اسلامی عبادات نماز، روزہ بجا لانے والوں کا خدا تعالےٰ

---

۱ گورو گرنتھ صاحب۔ راگ گوجری محلہ ا ص ۴۸۹ ۔ ۲ گورو گرنتھ صاحب راگ بہاگڑا کی وار محلہ ۳ ص ۵۵۳
۳ گورو گرنتھ صاحب راگ سورٹھ محلہ ۳ ص ۶۰۳ ۔ ۴ گورو گرنتھ صاحب سری راگ۔ محلہ ا ص ۲۴
۵ گورو گرنتھ صاحب مترجم اردو ترجمہ ص ۴۲ ۔

کے مقبول ہونا تسلیم کیا ہے۔

جو لوگ نمازیں ادا کرنے میں تساہل برتتے ہیں یا تارک الصلوٰۃ ہیں ان سے متعلق گوردجی نے یہ فرمایا ہے کہ:۔

حضرت جو فرمایا منتوی منجھ کتاب!
بے نمازاں تے سگ بھلے جو راتیں رہن سجاگ
دتی بانگ نہ جاگنی ستے رہے نبھاگ
ہڈ پلیتی تن کے مورکھ ناں لج ناں بھاگ
سنت فرض نہ منیٔ نہ منیٔ امر کتاب
دوزخ اندر ساڑئیں جیوں سیخیں چاڑھ کباب [1]

گوردجی نے اپنے اس بیان میں تارک الصلوٰۃ لوگوں کا جہنم میں جانا بیان کیا ہے اور فرمایا ہے کہ بے نمازوں سے وہ کتے اچھے ہیں جو رات بھر جاگتے رہتے ہیں گوردگرنتھ صاحب میں بے نمازیوں کے بارے میں یہ مرقوم ہے کہ:۔

فریدا بے نمازا کتیا ایہہ نہ بھلی ریت
کبھی چل نہ آیا پنجے وقت مسیت
اٹھ فریدا وضو ساج صبح نماز گذار
جو سر سائیں نہ نویں سو سر کپ اتار
جو سر سائیں نہ نویں سو کیجے کائیں
کنے ہیٹھ جلائیے بالن سنڈے تھائیں [2]

ایک سکھ ودوان نے گوردگرنتھ صاحب کے مندرہ بالا شلوکوں سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"مندرجہ بالا شلوکوں میں فریدجی نے اسلامی نماز پڑھنے کی تلقین کی ہے اور بے نمازیوں کو کتے کے برابر بیان کیا ہے۔ پانچ نمازوں کو پڑھنا لازمی بتاتے ہیں اور تارک الصلوٰۃ کا سر کٹنے (ہنڈیا) کے نیچے جلانے کی سزا تجویز کی ہے [3]

۱ھ جنم ساکھی ولائت والی ص۲۵۰ ۲ھ گوردگرنتھ صاحب سلوک فریدجی ص۱۳۸۱

۳ھ سستہ گور بناں ہور کچی ہے بانی ص۱۱۵

نماز سے متعلق گورونانک جی کا یہ ارشاد بھی سکھ کتب میں موجود ہے:۔

ل لعنت برسے نہاں جو ترک نماز کریں
کچھ تھوڑا ایتا کھٹیا اپنا آپ ونجین [1]

گورونانک جی اور برت

ہندو دھرم کی عبادات میں برت (روزہ) بھی شامل ہے۔ اس بارہ میں گورونانک جی نے یہ فرمایا ہے کہ:۔

ان نہ کھاہے دیہی دکھ دیجے بن گور گیان ترپت نہیں تھیجے [2]

گوردگرنتھ صاحب میں اس بارہ میں یہ مرقوم ہے کہ:۔

چھوڈے ان کرے پاکھنڈ نہ سوہاگن نہ اوہ رنڈ
جگ میں بکتے دودھا دھاری گپتی کھاوے وٹک ساری
انے بناں نہ ہوئے سکال تجئے ان نہ ملے گوپال [3]

ہم مسلمان رمضان شریف کے مہینے میں ۳۰ دن روزے رکھتے ہیں، گورونانک جی نے اسلامی روزوں سے متعلق فرمایا ہے کہ:۔

خصم کی ندر دلہے پسندے جن کر ایک دھیا یا
تیہہ کر رکھے پنج کر ساتھی ناؤں شیطان مت کٹ جائے [4]

سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے گورونانک جی کے اس ارشاد میں مذکورہ ۳۰ اور پانچ سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"یہاں تیس روزوں اور پانچ نمازوں کا ذکر ہے" [5]

الغرض گوردجی نے اپنے اس ارشاد میں بیان فرمایا ہے خدا تعالیٰ کے منظور نظر وہی لوگ ہوتے ہیں جو پانچ وقت نماز ادا کرنے کے ساتھ ہی رمضان شریف کے تیس روزے بھی رکھتے ہیں۔

روزوں سے متعلق گوردجی کا یہ ارشاد بھی سکھ کتب میں موجود ہے:۔

۱ھ جنم ساکھی بھائی بالا ص۲۲۲ و جنم ساکھی ولائت والی ص۲۴۷

۲ھ گوردگرنتھ صاحب راگ رام کلی محلہ ا ص۹۰۵ ۳ھ گوردگرنتھ صاحب راگ گونڈ کبیرجی ص۸۷۳

۴ھ گوردگرنتھ صاحب بھیرو راگ محلہ ا ص۲۴ ۵ھ مہان کوش ص۲۳۶۹

"روزہ بندگی قبول

دس روارے چین مراد ہوئے رہو تجول
مارمنو آ درشٹ یادھیو دوڑ طلب دلیل
تینس[3] دن سیول رنگ راکھو پاک مرداصیل
سرت کا تو راکھ روزہ نرت تجھے چاؤ
آتمے کو نگاہ راکھو ستہ تو علماؤ!
تج سواد ہیج بکار رسنا اندیش من دلگیر
مہر لے من ماہ رکھو کفر تج تکبیر
نام لیہہ بجھائے من ستے ہوئے رہو ٹھردرا!
کہے نانک راکھ روزہ صدق دہی ماہورا[1]

ایک سکھ ودوان سردار جی بی سنگھ جی نے اس مندرجہ بالا شبد میں مذکورہ روزوں اور تکبیر سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ :-

"تکبیر کا مطلب اللہ اکبر کا نعرہ لگانا ہے اس سے گورو جی کو بیر نہیں ہو سکتا۔ اور نہ روزہ رکھنے سے وہ خدا برت روزے رکھ رہے ہیں۔"[2]

جنم ساکھی کے اردو ایڈیشن میں مرقوم ہے کہ :-

"مکہ میں (گورو جی) ایک سال تک برابر مباحثہ کرتا رہا اور کسی کے ہاتھ سے کچھ کھاتا پیتا ہم نے نہیں دیکھا۔ ..... اب بھی یہ روزہ دار ہے۔"[3]

جنم ساکھی بھائی بالا میں گورو جی کا یہ ارشاد درج ہے :-

"سنو پیر بھائی و دیں آکھی نانک شاہ!
چاروں راہ خدا دے سن کر سن میں لاہ
اول راہ شریعتے غسل خیرات نماز!
بھلا منا دن سبھس دا برا نہ منہی کان
روزہ نمازاں بندگی اور ریاضت سار

---

[1] جنم ساکھی ولائت والی ۱۵۱ [2] رسالہ پنجابی ساہت فروری ۱۹۴۴ء
[3] جنم ساکھی بھائی بالا اردو ص ۲۲۲

تن کے عمل پکار سب راہ طریقت دھار۔"[1]

یعنی :-

"طریقت کہتے ہیں کہ نماز روزہ بھی شریعت والوں کی طرح ادا کرنا اور بزرگوں کی خدمت کرنا اور ان سے محبت کرنی۔"[2]

گورو نانک جی اور تیرتھ یاترا

ہندوؤں میں تیرتھ یاترا بھی ایک اہم فریضہ تصور کیا گیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں ان کا یہ نظریہ ہے کہ جب کوئی شخص تیرتھوں پر جا کر اشنان کرتا ہے تو اس کا نہ صرف جسم ہی پاک ہو جاتا ہے بلکہ اس کے جملہ گناہ بھی دھل جاتے ہیں۔ اور وہ اندرونی اور بیرونی طور پر پاک صاف ہو جاتا ہے۔ گورو نانک جی کو ہندوؤں کے اس نظریے سے بھی شدید اختلاف تھا۔ آپ کے نزدیک محض اشنان کرنے سے ہی کسی شخص کو روح کی پاکیزگی حاصل نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ

تیرتھ نہاتا کیا کرے من میں میل گمان
گور بن کن سمجھائیے من راجہ سلطان[3]

ایک اور مقام پر گورو جی نے تیرتھ یاترا سے متعلق یہ فرمایا ہے کہ :-

نہاون چلے تیرتھیں تن کھوٹے من چور!
اک بھاؤ لتھی نہاتیاں دوئے بھا پڑھئیس ہور
باہر دھوتی تو مڑی اندر وس نکور!
سادھ بھلے آن نہاتیاں چور سے چورا چور[4]

گورو نانک جی نے اپنے ان اقوال میں تیرتھوں پہ نہانے سے من کی میل دور ہونے کی نفی کی ہے۔ سچ ہے :-

جسم کو مل مل کے دھونا یہ تو کچھ مشکل نہیں
دل کو جو دھو دے وہی ہے پاک نزد کردگار

اس کے برعکس گورو نانک جی اسلام کے فریضہ حج کو بہت پسند کرتے تھے اور بقول سکھ مورخین کے گورو جی نے ایک مسلمان کی شکل میں مکہ معظمہ جا کر خود یہ فریضہ ادا کیا

---

[1] جنم ساکھی بھائی بالا اردو ص ۱۲۵ [2] جنم ساکھی بھائی منی سنگھ ۲۱۶
[3] گورو گرنتھ صاحب سری راگ محلہ ۱ ص ۶۱ [4] گورو گرنتھ صاحب راگ سوہی کی وار سلوک محلہ ۱ ص ۷۸۹

تھا۔ چنانچہ بعض کتب میں تو یہ بھی مرقوم ہے کہ گورو جی نے مکہ معظمہ کا سفر الٰہی حکم اور منشا کے ماتحت حج کرنے کے لئے اختیار کیا تھا۱؎ نیز سردار من جیت سنگھ جی بی اے ایل ایل بی ایڈیٹر ماہنامہ سنت سپاہی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ کعبہ (مکہ) بیت اللہ ہے ۔۔۔۔ مغرب کی طرف مسلمان بھائیوں کا قابل احترام مکہ اور کعبہ ہے اس لئے اس رخ کا عام ادب کرنا ان کے لئے کوئی بری بات نہیں ۔۔۔۔۔۔ گورو جی کا مقصد کسی اسلامی مریادہ کو توڑنا نہیں تھا اور نہ کسی کا دل دکھانا مقصد تھا ۔۔۔۔۔۔ گورو جی نے پورے ادب اور احترام کے ساتھ مکہ معظمہ کا حج کیا۔ حج شروع کرنے سے پہلے آپ نے حاجیوں کا سا طریق اختیار کیا تھا جس کا ذکر بھائی گورداس جی نے اپنی واروں میں کیا ہے"۔۲؎

مشہور سکھ بزرگ بھائی گورداس جی کے مکہ معظمہ جانے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:۔

بابا پھیر مکے گیا نیل بستر دھارے بنواری
عصا ہتھ، کتاب کچھ کوزہ بانگ مصلےٰ دھاری
بیٹھا جائے مسیت وچ جتھے حاجی حج گزاری۳؎

۱؎ ہماپرکاش قلمی میں گورو نانک جی کے اس سفر اختیار کرنے سے متعلق یہ مرقوم ہے کہ انہیں اس بارہ میں یہ الٰہی ارشاد ہوا تھا کہ
"اب عمل نانک درویش تمہارا چلا ہے آپ کو سمالی کے دنیا اندر آجاؤ۔ سب تھان مقام دنیا اندر جیتے ہیں۔ نوکھنڈ پرتھوی اوپر تن کی زیارت کر کے مدینے کا حج کرو" (ہماپرکاش قلمی ورق ۹۵)
جنم ساکھی بھائی بالا کے قدیمی نسخوں میں بھی یہی مرقوم ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ:۔
"اے نانک ۔۔۔۔۔۔ تم اپنی ذات سے دنیا میں مثال قائم کرو۔ زمین کے نوکھنڈ (حصوں) میں جس قدر متبرک مقامات ہیں سب کی زیارت کرو۔ مکے مدینے بھی جاؤ اور حج کرو" (جنم ساکھی بھائی بالا اردو ص۱۵۲۔ جنم ساکھی گورمکھی ص۱۳۶)
۲؎ رسالہ سنت سپاہی امرتسر اکتوبر ۱۹۶۱ء
۳؎ واراں بھائی گورداس۔ وار پہلی پوڑی ۳۲

یعنی گورو جی نیلے رنگ کا لباس زیب تن کر کے۔ ہاتھ میں عصا لے کر۔ بغل میں کتاب دبا کر۔ اور وضو کے لئے کوزہ اپنے ساتھ رکھ کر اذانیں دیتے ہوئے مکہ معظمہ کی طرف چل دیئے اور وہاں جا کر آپ مسجد الحرام میں بیٹھ گئے۔ جہاں کہ حاجی لوگ حج ادا کرتے ہیں۔

جنم ساکھیوں سے اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ گورو جی مکہ معظمہ کے سفر کو بہت ہی بابرکت تصور کرتے تھے۔ چنانچہ جب گورو جی مکہ معظمہ جا رہے تھے تو راستہ میں آپ نے دیکھا کہ بعض لوگ لغویات میں مشغول ہیں۔ ان لوگوں کی اس حرکت کو دیکھ کر گورو جی نے اپنے ساتھی بھائی مردانہ سے کہا کہ:۔

"ان حاجیوں کو جانے دیں۔ اگر کعبہ کا حج ہمارے نصیب میں ہے تو ہم بھی پہنچ جائیں گے۔ اس راہ میں مہر محبت اور خدمت کرتے ہوئے چلیں تو فیض پا سکتے ہیں اور محبت، ہنسی مسخری اور رنج کرنے سے حج کا ثواب نہیں مل سکتا"۱؎

قرآن شریف میں حج کے سفر کے بارے میں یہ ہدایت دی گئی ہے کہ:۔

فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ۲؎

یعنی حج کے سفر میں لڑائی جھگڑا اور ہنسی مذاق ممنوع ہے۔

سکھ تاریخ سے یہ امر بھی واضح ہے کہ گورو جی نے احرام بھی باندھا تھا۔ جیسے سکھ کتب میں گورو جی کا حاجیوں والا بانا اختیار کرنا بیان کیا گیا ہے چنانچہ مرقوم ہے کہ:۔

"گورو صاحب نے مکہ کے نزدیک پہنچ کر حاجیوں کی صورت بنائی۔ نیلے کپڑے پہنے۔ ایک ہاتھ تسبیح پکڑی۔ سر پہ مصلےٰ اٹھایا۔ بغل میں قرآن دبایا۔ فقیر حاجی بن کر مکہ کی مسجد میں جا بیٹھے کلام اللہ کی صورتیں پڑھنے لگے۔ اور حمد الٰہی گانے لگے"۔۳؎

اس سے واضح ہوتا ہے کہ گورو نانک جی نے مکہ شریف کے نزدیک پہنچ کر احرام باندھا تھا جیسے جنم ساکھیوں اور دوسری سکھ کتب میں گورو جی کا "حاجیوں والا بانا" اختیار کرنا بیان کیا گیا ہے۔

گورو نانک جی نے کعبہ کے طواف سے متعلق اپنا نظریہ مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے:۔

۱؎ جنم ساکھی بھائی بالا اردو ص۱۴۷ جنم ساکھی بھائی بالا گورمکھی ص۱۳۰ و تواریخ گورو خالصہ ص۲۶۴
۲؎ سورۃ البقرہ۔ ع۲۵ پ۲
۳؎ جنم ساکھی بھائی بالا اردو ۱۴۹۔ جنم ساکھی گورمکھی ص۱۳۱ چھوٹی جنم ساکھی ص۱۰۲ سوانح عمری گورو نانک دیو جی ص۷۶۔

مسلمان بھی جب تک کعبہ کے گرد طواف نہیں کرتے حج سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔[۱]

گورونانک جی کے دل میں مکہ معظمہ کا بہت احترام تھا۔ چنانچہ لالہ سوہن لال جی نے اپنی مشہور و معروف تصنیف عمدۃ التواریخ میں گورونانک جی کے مکہ معظمہ کے سفر کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ:۔

"در مکہ معظمہ تشریف آوردند۔ زیارت آں مکان لطف نشان۔ والنواع الانواع انبساط و اصناف اصناف نشاط و گونا گون فرحت و آلاف آلاف مسرت حاصل ساختند با ساکنان آنجا مباحثہ و مناظرہ درباب معرفت و وحدانیت بہ دلائل و براہین مفصلہ موافق قانون اہل فیہ عالیہ علمایان بظہور آمدند۔"[۲]

یعنی گورونانک جی مکہ شریف گئے اور وہاں جا کر آپ نے اس مقدس مقام کی زیارت کی جو اللہ تعالےٰ کی مہربانی کا نشان ہے اور اس طرح مختلف قسم کی خوشیاں قِسم قِسم کا سرور و رنگا رنگ کی فرحتیں اور ہزارہا مسرتیں حاصل کیں۔ اور علمائے اسلام کے بلند مرتبہ گروہ کے طریق پر وہاں کے باشندوں سے معرفت الٰہی اور توحید باری تعالےٰ کے اہم مسائل پر دقیق دلائل اور مشکل براہین کے ساتھ تبادلہ خیال کیا۔

گورونانک جی نے مکہ معظمہ کے بارہ میں یہ فرمایا ہے کہ:۔

"مکہ کی حقیقت کو خدا تعالےٰ ہی جانتا ہے۔ یا کچھ چاروں کتب میں پائی جاتی ہے یہ کعبہ آدجگا سے چلا آرہا ہے۔ اور بہت پاتا تیرتھ ہے"[۳]

جنم ساکھی اردو سے (جسے بھائی دیا سنگھ کتب فروش لوہاری دروازہ لاہور نے ۱۹۰۲ء میں شائع کیا تھا) یہ واضح ہے گورو جی کے دل میں مکہ معظمہ اور حج بیت اللہ کے لئے بہت احترام تھا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ:۔

"جو صدق دل سے آ کر حج کرے اس کے پچھلے تمام گناہ دور ہو جاتے ہیں اور وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے بچہ بے گناہ پیدا ہوتا ہے۔

مردانہ نے کہا کہ ہمارا کیا حال ہوگا ہم تو کراہت سے زیارت کر گئے

---

[۱] جنم ساکھی اردو صفحہ ۱۵۰ [۲] عمدۃ التواریخ دفتر اول صفحہ ۱۲

[۳] جنم ساکھی بھائی بالا اردو صفحہ ۱۵۰۔ جنم ساکھی بھائی بالا گورمکھی صفحہ ۱۳۳

تھے۔ تو گورو جی نے کہا کہ مردانہ اس بات سے باز آ۔ جو کراہت سے اگر زیارت کرے وہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کا چور ہے . . . . مردانہ خوب یاد رکھ جو مکہ شریف کو نہ مانے وہ کافر ہے خواہ کون ہو"[۱]

گورونانک جی اور روح مادہ کی ازلیت

ہندوؤں کے مشہور فرقہ آریہ سماج کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ روح اور مادہ تینوں ہی ازلی ابدی ہیں۔ گویا کہ یہ آریہ سماج کی تثلیث ہے جیسا کہ آریہ سماج کے پنڈت دیانند جی نے اس سلسلہ میں بیان کیا ہے:۔

"انادی پدارتھ۔ (غیر آغاز اشیا) تین ہیں۔ ایک ایشور دوسرا جیو۔ تیسرا پرکرتی۔ یعنی جہان کی علت انہی کو نتیہ (دایمی) بھی کہتے ہیں"[۲]

یعنی:۔

"پرکرتی۔ جیو اور پرمیشر تینوں غیر مولود ہیں یعنی ان کی کبھی پیدائش نہیں ہوتی"[۳]

ایک سکھ ودوان نے پنڈت دیانند جی کے اس نظریہ سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"سوامی دیانند جی نے ستیارتھ پرکاش میں خدا تعالےٰ کا جو سروپ پیش کیا ہے وہ بھی سانکھ میں مذکورہ کپل جی کا ہے۔ یہ خدا تعالےٰ عالم کائنات کا خالق نہیں ہے یہ صرف تخلیق عالم یا آواگون کے اصول کا ڈائریکٹر ہی ہے"[۴]

گورونانک جی کسی قسم کی تثلیث کے قائل نہیں۔ ان کے نزدیک خدائے واحد ہی ازلی اور ابدی ہے اور اسی نے سب عالم کائنات کی تخلیق کی ہے اس نے روح کو بھی پیدا کیا ہے اور مادہ کو بھی ایک وقت ایسا بھی تھا جب کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کوئی بھی چیز موجود نہ تھی۔ چنانچہ گورو صاحب نے ہر قسم کی تثلیث کے رد میں یہ فرمایا کہ:۔

امرت پیاست گورو دیا اور نہ جانا "دُوا" "تیا"

ایکو ایک سو اپر پرمپر پرکھ خدا نے پائیندا[۵]

گورونانک جی نے اپنے اس شبد میں ہر قسم کی تثلیث کا رد کیا ہے

---

[۱] جنم ساکھی اردو صفحہ ۱۵۷ [۲] ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۷

[۳] ستیارتھ پرکاش سملاس ۸ ۔۔

[۴] گورمت درشن صفحہ ۱۰۰

[۵] گورو گرنتھ صاحب راگ مارو محلہ ۱ صفحہ ۱۰۳۴

اور صرف خدائے واحد کو ہی ازلی اور ابدی جانا ہے۔

جنم ساکھی میں گوروجی کا یہ ارشاد ہے :۔

" اوّل صاحب آپ سی ہور نہ دوجا جان " [1]

گورو گرنتھ صاحب کے متعدد مقامات پر خدائے واحد کو ہی ازلی اور ابدی بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر مرقوم ہے کہ :۔

آد انت پربھ اگم اگاہی [2]

یعنی۔ آد (ازلی) اور انت (ابدی) صرف خدا تعالےٰ ہی ہے۔

گورونانک جی فرماتے ہیں کہ ایک وقت ایسا بھی تھا جب کہ روح بھی موجود نہ تھی چنانچہ آپ نے اس وقت کے ذکر میں فرمایا ہے کہ :۔

رنند بند نہیں جیو نہ جندو [3]

یعنی ایک وقت ایسا بھی تھا جب کہ نہ روح تھی اور نہ زندگی

گورو نانک جی نے اپنے کلام میں روح کو حادث تسلیم کیا ہے، چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ :۔

جیو پائے تن ساجیا رکھیا بنت بنائے

جن رچیا تسبیے نہ جانئے اندھا اندھ کمائے [4]

شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب گورو نانک جی کے اس قول کی تشریح میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ :۔

جیو پائے کے معنے کرتے وقت جیو اپائے (یعنی روح کو پیدا کیا) پڑھنا چاہیئے" [5]

یعنی اللہ تعالےٰ نے روح کو بھی پیدا کیا ہے اور جسم کی بھی تخلیق کی ہے۔

گورونانک جی نے روح کا اللہ تعالےٰ کے امر سے پیدا ہونا بیان کیا ہے جیسا کہ ارشاد ہے کہ

حکمی ہوون اکار حکم نہ کہیا جائی

حکمی ہوون جی حکمی ملے وڈیائی [6]

---

[1] جنم ساکھی بھائی بالا ص۲۰۶ [2] گورو گرنتھ صاحب راگ مارو محلہ ۵ ص۱۰۰۵

[3] گورو گرنتھ صاحب راگ رام کلی محلہ ۱ ۔ ص۱۰۳۵

[4] گورو گرنتھ صاحب راگ ماجھ کی وار۔ شلوک محلہ ۱ ۔ ص۱۳۸

[5] شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب ص۱۳۸ [6] گورو گرنتھ صاحب جپ جی۔ پہلی پوڑی ص۱

یعنی :۔ روح اللہ تعالےٰ کے امر سے پیدا ہوئی ہے۔

ان حوالجات سے واضح ہے کہ گورونانک جی کو ویدک دھرم کے بیان کردہ مسئلہ۔ ایشور روح۔ اور مادہ کے ازلی ابدی ہونے سے شدید اختلاف تھا گوروجی کے نزدیک صرف خدائے واحد ہی ازلی ابدی ہے باقی سب چیزیں اسی خدائے واحد کے ذریعہ وجود میں آئی ہیں۔ ایک وقت ایسا بھی تھا جب کہ صرف اور صرف خدائے واحد ہی جلوہ گر تھا

گورونانک جی اور ہندو جب ہم گوروجی کے کلام کا بغور مطالعہ کرتے ہیں تو ہم پر یہ حقیقت بھی منکشف ہو جاتی ہے کہ گوروجی نے جہاں اپنے کلام میں ویدک دھرم کے جملہ عقاید تصورات تخیلات اور رسومات کا رد کیا ہے۔ وہاں ہندوؤں سے متعلق بھی اپنی رائے نہایت آزادی سے بیان کیا ہے یہ درست ہے کہ گوروجی بلحاظ انسان ہونے کے ہندوؤں اور مسلمانوں کو یکساں تسلیم کرتے تھے اور ان میں پیدائشی لحاظ سے اونچ نیچ یا ذات پات کی کوئی تمیز نہیں کرتے تھے۔ لیکن اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ وہ بلحاظ عقائد کے دونوں میں فرق بھی کرتے تھے اور اس بارہ میں گوروجی نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ کسی بغض۔ عناد۔ تعصب یا تنگ نظری پر مبنی نہیں ہے۔ بلکہ اظہار حقیقت ہے جسے گوروجی نے نہایت سادہ عام فہم طریق پر بیان کیا ہے چنانچہ گوروجی فرماتے ہیں کہ :۔

ہندو مولے بھولے اکھوڑ جاہیں

نارد کہیا سے پوج کماہیں

اندھے گونگے اندھ اندھار

پاتھر لے پوجیں مگدھ گنوار

اوئے جے آپ ڈوبے تم کہاں ترن ہار۔

یعنی :۔

" ہندوؤں نے شروع سے ہی خدا تعالےٰ کو بھلا دیا ہے۔ اور گمراہ ہو گئے ہیں جس طرح نارد نے کہا ہے۔ اسیطرح وہ بتوں کی پرستش کر رہے ہیں۔ وہ اندھے بہرے اور ظلمت کا شکار ہیں۔ بے وقوف اور مورکھ پتھروں کی پرستش کرتے ہیں۔ جب وہ خود ڈوب جاتے ہیں وہ دوسروں

---

[1] گورو گرنتھ صاحب راگ بہاگڑا کی وار۔ شلوک محلہ ۱ ص۵۵۵

کو کنارے کیونکر لگا سکتے ہیں؟" ؎

گوروجی نے دوسرے مقام پہ بت پرستوں کو کافر قرار دیا ہے جیسا کہ جنم ساکھی میں ان کا یہ ارشاد موجود ہے کہ:-

کافر ہوئے بت پرست جانن بت خدائے
تس کر کافر آکھین ہوئے رہے گمرائے [2]

یعنی۔ جن لوگوں نے بتوں کو اپنا معبود بنایا ہے۔ وہ کافر ہیں کیونکہ وہ صراطِ مستقیم پہ گامزن نہیں رہے ہیں بلکہ بھٹکے ہوئے ہیں اسی وجہ سے انہیں کافر کہا جاتا ہے
ایک اور مقام پہ گوروجی نے ہندوؤں کے بارے میں کیا خوب فرمایا ہے:-

متھے ٹکا تیڑ دھوتی ککھائی   ہتھ چھری جگت قصائی [3]

یعنی۔ ہندو لوگ ماتھے پر قشقہ لگاتے ہیں۔ اور کمر میں دھوتی پہنتے ہیں گویا بظاہر بہت بے ضرر معلوم ہوتے ہیں مگر ان کی حالت یہ ہے کہ ان کے ہاتھ میں چھری ہے اور دنیا کے قتل کرنے کے ارادے ہیں۔

سری گورو نانک جی کے بیان کردہ اس ارشاد کی تشریح میں سری گورو ارجن جی نے یہ فرمایا ہے کہ:-

دھوتی کھول وچھائے ہیٹھ   گردھپ دانگوں لاہے پیٹ
بن کر توتی مکت نہ پائیے   مکت پدارتھ نام دھیائیے
پوجا تلک کرت اشنانا   چھری کاڑھ لیوے ہتھ دانا
بید پڑھے مکھ میٹھی بانی   جیاں کہت نہ سنگے پرانی
کہہ نانک جس کرپا دھارے   ہردا سدھ برہم بیچارے [4]

گورو نانک جی نے اس سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ:-

نال کراڑاں دوستی کوڑے کوڑی پائے [5]

یعنی۔ کراڑوں (ہندوؤں) کے ساتھ دوستی کبھی سودمند ثابت نہ ہوگی۔ اور اس

---

[1] گورو گرنتھ صاحب مترجم شائع کردہ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی صفحہ ۱۸۳۰
[2] جنم ساکھی بھائی بالا۔ مدینے والی ساکھی صفحہ ۲۱۰ [3] گورو گرنتھ صاحب۔ راگ آسا کی وار سلوک محلہ ۱ صفحہ ۴۷۱
[4] گورو گرنتھ صاحب راگ گوڑی محلہ ۵ صفحہ ۲۰۱
[5] گورو گرنتھ صاحب۔ سلوک واراں تے ودھیک محلہ ۱ صفحہ ۱۴۱۲

کا نتیجہ خسارہ ہی ہوگا۔

گوروجی نے اپنی قوم کی حالت بیان کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ دنیا کی ہر چیز کو اپنی تصور کرتی ہے اور اسے بیوی بچوں اور مال کی ہی محبت ہے اس کے نزدیک اگر کوئی پرائی چیز ہے تو وہ اس کا خالق اور مالک خدا تعالیٰ ہی ہے کیونکہ اس سے اسے کوئی سروکار نہیں۔ جیسا کہ گوروجی فرماتے ہیں کہ:-

کامنی دیکھ کامی بھایا
سگل جگ چھایا   مایا موہ ہے
بیسول ہیتہ دوھایا   ست کنحنی
سب کچھ اپنا اک رام پرایا [1]

جنم ساکھی بھائی بالا [2] ایک مقام پہ گوروجی نے ہندوؤں کے اعمال کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ نصیحت فرمائی ہے کہ کوئی بھی شخص خود کو ہندو نہ کہلائے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:-

جب ہندو کی ہوت سگائی بادی آٹھ مول بہائے
چوکا دیوے بھانڈے دھووے کرم اکری کار کماوے
دام لے کے بیٹی بیچے تس بے پیر کو ملے سزائے
ایسے عمل ہندو کے دیکھے مت کو ہندو نام کہائے [2]

گوروجی کے اس ارشاد کا خلاصہ یہی ہے کہ ہم نے ہندوؤں کے ایسے عمل دیکھے ہیں کہ جن کے نتیجہ میں ہماری یہ نصیحت ہے کہ کوئی بھی شخص ہندو نہ کہلائے۔ گویا کہ گوروجی ویدک دھرم یا ہندو مت سے اس حد تک بیزار تھے کہ وہ کسی کا ہندو کہلانا بھی پسند نہ کرتے تھے

گوروجی نے جہاں اپنے کلام میں ہندوؤں کے ذکر میں یہ بیان کیا کہ وہ اندھے اور گونگے (یعنی صم بکم عمی) ہیں اور ظلمت کا شکار ہیں اور بیوقوف پتھر دلا کر اپنا معبود بنا رہے ہیں۔ وہاں مسلمانوں کی بہت تعریف کی ہے۔ چنانچہ گورو گرنتھ صاحب میں ہندوؤں کو مشرک اور بت پرست بیان کرنے کے ساتھ ہی مسلمانوں کو توحید کے پرستار ظاہر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ایک مقام پہ مرقوم ہے کہ:-

مسلمان کا ایک خدائے [3]

یعنی۔ مسلمان خدائے واحد کا ماننے والا اور توحید کا پرستار ہے۔ اکابنار پہ

---

[1] گورو گرنتھ صاحب راگ پربھاتی محلہ ۱
[2] جنم ساکھی بھائی بالا۔ مدینے والی ساکھی۔ صفحہ ۲۱۵
[3] گورو گرنتھ صاحب راگ بھیروی کبیر جی صفحہ ۱۱۶۰

گورو جی نے لوگوں کو ہندو کہلانے سے روکا ہے اور مسلمان کہلانے کی تلقین کی ہے چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ :-

مسلمان کہاون مشکل جاں ہوئے تاں مسلمان کہاوے
اوّل اول دین کر مٹھا مشکل مانا مال مسادے
ہوئے مسلم دین مہانے مرن جیون کا بھرم چکاوے
رب کی رضائے منے سر اوپر کرتا منّے آپ گواوے
تو نانک سرب جیاں مہر مت ہوئے تاں مسلمان کہاوے [۱]

یعنی مسلمان کہلانا تو آسان نہیں یہ بہت کٹھن منزل ہے لیکن جہاں تک ہو سکے مسلمان ہی کہلاؤ۔ کیونکہ ایک سچا مسلمان سب سے پہلے اولیاء اللہ کے طریق اور دین کو میٹھا سمجھتا ہے یعنی دین کے راستہ میں جو بھی تکلیف آئے اس میں ایک لذت اور راحت محسوس کرتا ہے اور اپنا سب مال و متاع خدا تعالےٰ کے راستہ میں لٹا دیتا ہے۔ مسلمان دین کا ملاح ہے اور موت و حیات کے بھرم کو دور کر دیتا ہے اور اللہ تعالےٰ کی رضا میں ہی دن رات راضی رہتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کو ہی اپنا خالق اور مالک تصور کر کے اپنی خودی۔ خود بینی اور خود پسندی مٹا دیتا ہے۔ گورو نانک جی فرماتے ہیں کہ جس شخص کے یہ خصائل ہوں وہ مسلمان کہلانے کا حقدار ہے۔

گورو جی نے اپنے اس شبد میں ایک مومن مسلمان کے خصائل بیان کرتے ہوئے لوگوں کو اس امر کی تلقین فرمائی ہے کہ مسلمان کہلانا بے شک آسان نہیں ہے لیکن جہاں تک ہو سکے مسلمان ہی کہلاؤ۔ اب گورو جی کے قول "جاں ہوئے تاں مسلمان کہاوے" اور "مت کو ہندو نام کہائے"۔ کے فرق کو ہر شخص آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ کیونکہ اس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ گورو جی کا ہندوؤں اور مسلمانوں سے متعلق بہت مختلف نظریہ تھا۔ جہاں گورو جی اپنے کلام میں لوگوں کو مسلمان کہلانے اور سچے مسلمانوں کے خصائل اختیار کرنے پر زور دیتے تھے۔ وہاں ہندو کہلانے اور ہندوؤں کے سے اعمال بجا لانے سے منع فرماتے تھے۔ اس فرق کی اصل وجہ ہندو دھرم کی مشرکانہ اور عدم مساوات پر مبنی تعلیم اور اسلام کی توحید اور مساوات پر مبنی ہدایت تھی۔

علاوہ ازیں جہاں گورو جی نے ہندوؤں کے ذکر میں

---

[۱] گورو گرنتھ صاحب راگ ماجھ کی وار سلوک محلہ ۱۔ صـ ۱۴۱

"ہتھ چھری جگت قصائی" [۱]

فرما کر ان کی سنگدلی پر روشنی ڈالی ہے۔ وہاں گورو گرنتھ صاحب میں مسلمانوں کا رحم دل ہونا بھی بیان کیا گیا ہے جیسا کہ مرقوم ہے کہ :-

مسلمان موم دل ہووے — انتر کی مل دل کے دھووے
دنیا رنگ نہ آوے نیڑے — جیوں کسم پاٹ گھیو پاک ہرا [۲]

یعنی یہ مسلمان رحم دل ہوتا ہے۔ وہ اپنے دل کی تمام میل کچیل دھو دیتا ہے اور دنیا کا رنگ اس کے قریب بھی نہیں پھٹکتا۔

گورو نانک جی نے ایک اور مقام پر مسلمانوں سے متعلق یہ فرمایا ہے کہ :-

مسلماناں صفت شرعیت پڑھ پڑھ کریں وچار
بندے سے جے پویں وچ بندی دیکھن کو دیدار [۳]

یعنی مسلمان کی صفت شریعت ہے وہ شریعت کے احکامات پر عمل کرتا ہے اور جو کچھ پڑھتا ہے اس پر خوب غور کرتا ہے اور بندہ کہلانے کا وہی مستحق ہے جو خدا تعالےٰ کا دیدار پانے کے خیال سے شریعت کی پابندیاں اور حدود قبول کرتا ہے اور کسی حد کو توڑنے کی کوشش نہیں کرتا۔

اس کے برعکس گورو جی ہندوؤں سے متعلق یہ فرمایا ہے کہ :-

ہندو مولے بھولے اکھوٹی جاہیں — نارد کہیا سے پوج کراہیں [۴]

گورو جی نے ایک مقام پر مسلمانوں سے متعلق یہ بھی فرمایا ہے کہ :-

مسلمان مسادے آپ — صدق صبوری کلمے پاک
کھڑی نہ چھیڑے پڑی نہ جائے — سو مسلمان بہشت کو جائے [۵]

گورو جی نے جنم ساکھی کے ایک مقام پر مسلمانوں اور ہندوؤں کی عملی حالت کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ :-

عملی ہندواں دا گھٹ گیا — ودھ گئے مسلمان [۶]

---

[۱] گورو گرنتھ صاحب راگ آسا کی وار سلوک محلہ ۱ صـ ۴۷۱
[۲] گورو گرنتھ صاحب راگ مارو محلہ ۵ صـ ۱۰۸۴
[۳] گورو گرنتھ صاحب راگ آسا کی وار شلوک محلہ ۱ صـ ۴۶۵
[۴] گورو گرنتھ صاحب راگ بہاگڑے کی وار سلوک محلہ ۱ صـ ۵۵۶
[۵] جنم ساکھی بھائی بالا صـ ۱۴۰ — [۶] جنم ساکھی بھائی بالا صـ ۱۴۸۔

ایک مقام پر گورو جی نے اپنی قوم کی حالت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:-

کشت کنچن سیو بہت دھایا   سب کچھ اپنا اک رام پرایا [1]

یعنی وہ مال و دولت اور بیوی بچوں کی محبت میں گرفتار تھی۔ دنیا کی ہر چیز کو وہ اپنی سمجھتی تھی لیکن اس کے نزدیک اگر کوئی پرائی چیز تھی تو وہ اس کا خالق اور مالک اللہ تعالیٰ تھا جس سے اسے کوئی سروکار نہ تھا۔

گورو جی نے ویدک دھرم کے ودوانوں (پنڈتوں) سے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ بھی بالکل واضح ہیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ:-

جگ میا نا بھرم بھلانا   نا ڈل پنڈت پڑھے گواری
نا ڈل وسارے بید سمالے   بجھ بھولے بکھاری [2]

گورو جی نے اس شبد میں پنڈتوں کے ذکر میں یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کو تو بھلا دیا ہے اور ویدوں کے دلدادہ ہیں۔ وہ زہر کھا رہے ہیں اور گمراہ ہیں۔

ایک اور مقام پر گورو جی نے پنڈت کے بارہ میں یہ فرمایا ہے کہ:-

پنڈت واچے پر تھیال نہ بوجھے ویچار
ان کو متی دے چلیے مایا کا واپار [3]

یعنی:-

پڑھ پڑھ پنڈت باد وکھانے   بھیتر ہوندی وست نہ جانے

گورو جی کے ان ارشادات سے یہ امر واضح ہے کہ ویدوں کے عالم ہندو پنڈتوں سے متعلق ان کے کوئی اچھے خیالات نہ تھے اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ گورو جی کو ان سے نظریاتی اختلاف تھا۔ گورو جی ان کے نظریات کے خلاف تھے اور پنڈت گورو جی کے خیالات اور تصورات کو اپنانے کے لئے تیار نہ تھے۔

اس کے برعکس گورو جی نے مسلمان علماء سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے کہ:-

سوئی قاضی جن آپ تجیا اک نام کیا آدھارو
ہے بھی ہوسی جائے نہ جاسی سچا سرجن ہارو

---

[1] گورو گرنتھ صاحب راگ پربھاتی محلہ ا صفحہ ۱۳۴۲ [2] گورو گرنتھ صاحب راگ مارو محلہ ا صفحہ ۱۰۱۵
[3] گورو گرنتھ صاحب سری راگ محلہ ۳ صفحہ ۵۶ [4]

پنج وقت نماز گزار ہے پڑھے کتب قرآنا
نانک آکھے گور سدیہی رہیو پینا کھانا [1]

یعنی قاضی لوگ اپنی خودی اور خود پسندی کو ترک کر کے اس خدائے واحد کو ہی اپنا سہارا بناتے ہیں جو قائم بالذات اور غیر فانی ہے اور وہ پانچوں وقت نماز ادا کرتے ہیں اور قرآن شریف کی تلاوت میں بھی مصروف رہتے ہیں۔ گورو نانک جی فرماتے ہیں کہ اے لوگو یاد رکھو کہ قبر تمہیں آوازیں دے دے کر بلا رہی ہے۔ ایک دن تمہارا کھانا پینا دھرا دھرایا رہ جائے گا۔ اور تم اس دنیا سے کوچ کر جاؤ گے۔

ان حوالہ جات سے عیاں ہے کہ ویدک دھرم اور اس کے عقیدت مندوں سے متعلق گورو جی کے کوئی اچھے خیالات نہ تھے۔ گورو جی کے نزدیک ویدوں کے ذریعہ دنیا میں رشد و ہدایت کی بجائے گمراہی پھیلی تھی اور لوگ خدا تعالیٰ کا مقرب بننے کی بجائے اس سے دور چلے گئے تھے۔ اور ہندوؤں نے گورو جی کے ان نظریات اور خیالات کی بناء پر انہیں پانی پی پی کر کوسا تھا۔ اور اب تک برابر کوستے چلے جا رہے ہیں۔ گورو جی کے نزدیک بت پرستی اچھی نہیں تھی وہ اسے سراسر ضلالت اور گمراہی تصور کرتے تھے کہ انسان بے جان پتھروں کے آگے اپنے ناک رگڑے۔ جو لوگ بت پرست ہیں وہ گورو جی کے نزدیک کافر ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات پر ایمان اور یقین نہیں ہے۔ گورو جی نے ہندوؤں کو نارد (شیطان) کے چیلے اور پیرو قرار دیا ہے۔ اور دوسرے لوگوں کو اس امر کی تلقین فرمائی ہے کہ "مت کو ہند نام کہلائے"۔ گورو جی روح مادہ کی ازلیت کے بھی قائل نہ تھے۔ اس کے برعکس سکھ تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں کا گورو جی کو عزت اور احترام کی نظر سے دیکھنا اس بات پر مبنی تھا کہ گورو جی کے نظریات اور عقائد اسلام سے کچھ مختلف نہ تھے۔ مشہور ودوان ٹی ایل واسوانی نے اپنے ایک مضمون میں گورو نانک جی سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے کہ:-

"میں خیال کرتا ہوں کہ گورو نانک جی کا مذہب ملاپ اور ایکتا کا مذہب تھا۔ اس لئے انہوں نے اسلام کی تعلیم میں وہ کچھ دیکھا جو دوسرے ہندوؤں کو بہت کم نظر آتا تھا گورو نانک جی کو مسلمانوں سے ملاپ کرنے میں لذت محسوس ہوتی تھی۔ شیخ فرید (ثانی) دس سال تک گورو جی سے مل کر لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا راہ بتاتا رہا۔ بعض مقامات کے ہندوؤں نے گورو جی کے مسلمانوں سے

---

[1] گورو گرنتھ صاحب سری راگ محلہ ا صفحہ ۲۴ -

اس گہرے میل جول پر بڑا بھی بنایا مگر اس انجمن کے اراکین نے اس کی
کوئی پرواہ نہ کی۔[1]

پس سبب یہ حقیقت خود غیر مسلموں کو مسلّم ہے کہ گورو جی نے اسلام کی تعلیم میں وہ کچھ دیکھا تھا جو دوسرے ہندوؤں کو بہت کم نظر آتا ہے اور انہیں مسلمانوں سے میل جول کرنے میں لذت محسوس ہوتی تھی۔ تو اس صورت میں ضروری تھا کہ "لڑ لوہے کو دھارے" کے سنہری اصول کے ماتحت مسلمان بھی گورو جی کو دل سے محبت کرتے اور وہ دوسرے ہندوؤں سے الگ سمجھتے۔ سکھ تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں نے گورو جی کو صدق دل سے اپنایا۔ اور اپنا ایک بزرگ تصور کیا اور عزت کی نظر سے دیکھا۔ جیسا کہ شہنشاہ ہند حضرت محی الدین اورنگ زیب بادشاہ نے ایک مرتبہ اپنی ایک چٹھی میں گورو نانک جی سے متعلق مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا :-

"نانک شاہ کے گھرانہ کو ہم دوسرے بت پرست ہندوؤں کی طرح
نہیں سمجھتے۔ کیونکہ نانک شاہ سچے فقیر خدا رسیدہ اور صلح کل تھے۔ انہوں نے
مکہ معظمہ کا حج بھی کیا تھا۔ اور بہت سی چلہ کشی بھی کی تھی۔ اسلامی ممالک میں
کئی سال پھر کر مسلمانوں سے محبت پیدا کی تھی اور ان سے ان کے بھید برتتے
رہے تھے۔ انہوں نے دوئی کو دور کیا ہوا تھا۔"[2]

اس کے برعکس یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہندوؤں کا ایک خاص طبقہ شروع سے ہی گورو نانک جی کے نظریات کا مخالف رہا ہے۔ اور ان کی تکذیب کرتا رہا ہے آریہ سماج کے بانی پنڈت دیانند جی نے تو اس نظریاتی اختلاف کی بناء پر ہی انہیں (دمبھی مکار) تک کہنے سے دریغ نہ کیا۔ اور آج بھی آریہ سماج پنڈت دیانند جی کی تعلیم کے پیش نظر گورو نانک جی کو پسند نہیں کرتے اور گورو جی کو باوجود ایک ہندو گھرانہ میں پیدا ہونے کے ہندوؤں سے بالکل الگ سمجھتے ہیں جیسا کہ پنڈت گورتار سنگھ جی دا اکھا کا بیان ہے کہ :-

"بے شک گورو نانک دیو جی کی کل بیدی تھی مگر اتنی بات سے انہیں ویدک دھرمی
تسلیم کر لینا پہلے درجہ کی حماقت ہو گی۔ جب کہ ان کے دل میں ویدوں کے خلاف
رائے ہے۔"[3]

---

[1] اخبار موجی امرت سر ۱۸ جنوری ۱۹۳۶ء
[2] تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۶۲
[3] گھرڈگ خالصہ صفحہ ۱۱۱

اور اسلام سے متعلق گورو جی کا جو نظریہ تھا اس سے متعلق ایک سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ :-

"گورو جی نے ۔ ۔ ۔ ۔ اسلام دھرم کے خلاف کہیں ایک لفظ تک بھی
بیان نہیں کیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ روزے رکھنے یا نماز ادا کرنے کو آپ نے برا نہیں کہا
۔ ۔ ۔ ۔ لیکن یہ بات ضرور ہے کہ ہر نمازی کو نماز ادا کرتے وقت روحانی حالت
میں ہونا چاہیئے۔"[1]

سکھ کتب سے عیاں ہے کہ جہاں گورو نانک جی ویدک دھرم سے بیزار تھے۔ وہاں اسلام کو خدا تعالیٰ کا مقبول دین تصور کرتے تھے۔ جیسا کہ بھائی منی سنگھ کی جنم ساکھی میں ان کا یہ ارشاد موجود ہے کہ :-

"بابے کہیا نہاڈے پیغمبر نے ہکے وچ تب کیتا سی۔ سو اوتھوں الکاش
بانی ہوئی جو کچھ دا منگ تاں اوس کہیا کہ میرا ایہا پنتھ چلے۔ جو سب
مذہب اوس وچ رل جاون تاں اوسدی عرض قبول پئی۔"[2]

گورو جی کے ارشاد سے دو باتیں واضح ہیں ایک تو یہ کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے جس میں فیہا کتب قیمہ کے الٰہی ارشاد کے ماتحت تمام ادیان کی مقدس تعلیمات کا خلاصہ جمع کر دیا گیا ہے اور دوسرے یہ اللہ تعالیٰ کا مقبول مذہب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں ہندو گورو نانک جی کو پتت گمراہ کراہیا۔ بھوتنا۔ بے تالہ اور دمبھی (مکار) قرار دیتے ہیں وہاں مسلمان انہیں ولی اللہ۔ خدا رسیدہ۔ عارف باللہ اور مرد کامل اور مرد خدا تصور کرتے ہیں۔

گورو نانک جی اور رائے بلار

سکھ تاریخ سے واضح ہے کہ رائے بلار ایک بھٹی راجپوت مسلمان تھا تلونڈی اور اس کے ارد گرد کا تمام علاقہ اس کی سرداری میں تھا گورو جی کے والد ماجد مہری کالو جی اس کے گماشتے تھے اور اس کی زمینوں وغیرہ کا بندوبست کرتے تھے سکھ مؤرخین تسلیم کرتے ہیں کہ یہ مسلمان رئیس رائے بلار گورو جی کی ہمیشہ دل سے عزت کیا کرتے تھے۔

سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ گورو جی کے والد ماجد بابا کالو جی نے انہیں کچھ رقم

---

[1] رسالہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ اپریل ۱۹۵۹ء
[2] جنم ساکھی بھائی منی سنگھ قلمی ورق ۳۸۰ چھاپہ پتھر ۵۲

بیوپار کرنے کی غرض سے دی. آپ نے وہ رقم بھوکے سادھوؤں کو کھانا کھلانے میں خرچ کردی جب گورو جی گھر واپس آئے تو کالو جی نے یہ سن کر بہت غصہ منایا کہ گورو جی نفع کمانے کی بجائے اصل بھی ضائع کر آئے ہیں. جب رائے بلار کو اس کا علم ہُوا تو اس نے کالو جی کو اپنے پاس بلا کر کہا

"جب میں نے تجھے یہ حکم دیا ہُوا ہے کہ جو کچھ نانک جی خرچ کرے وہ تو میرے خزانہ سے وصول کر لیا کر مگر اسے کچھ نہ کہا کر. پھر تو نانک پر کیوں غصہ ہو رہا ہے. کیا کروں تو نانک کا باپ ہے ورنہ میں ابھی تجھے سزا دیتا." [1]

رائے بلار کے اس بیان کا ایک ایک لفظ گورو نانک جی کی محبت سے بھرا ہوا ہے سکھ مورخین یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رائے بلار محبت سے گورو جی کا ماتھا بھی وقتاً فوقتاً چوما کرتے تھے. چنانچہ جنم ساکھی کے ایک مقام پر مرقوم ہے کہ :-

"نانک جی کو رائے نے بغل میں لیا اور ان کا ماتھا چوما" [2]

ایک اور سکھ وِدوان سردار ہوشیار سنگھ جاگیردار کا بیان ہے کہ :-

"رائے بلار نے کہا کہ کالو. تو نانک کو تنگ نہ کیا کر. میں جانتا ہوں کہ یہ کوئی ولی ہے. اگر تجھے روپے پیسے کی ضرورت ہے تو وہ مجھ سے لیا کر." [3]

نیز جنم ساکھی میں یہ بھی مرقوم ہے کہ رائے بلار نے کالو جی سے یہ بھی کہا تھا کہ :-

"جب تک نانک بچہ اور نابالغ ہے. نانک کی خدمت ہم کیا کریں گے...... اور نانک کو پوشاک بھی ہم بنا دیا کریں گے. اور خرچ بھی ہم ادا کیا کریں گے......

...... نیز اس وقت تک نانک نے جس قدر بھی تیرا نقصان کیا ہے وہ حساب کر کے ہم سے وصول کر لے" [4]

سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ گورو نانک جی نے اپنے بزرگوار والد کی سال بھر کی تنخواہ (-/۶۰) فقیروں میں تقسیم کردی یہ سن کر رائے بلار نے گورو جی سے کہا کہ :-

"آپ ٹھیکری پر اپنا نشان کر دیا کریں اور فقیر کو دے کر ہمارے پاس بھیج دیا کریں. جو کچھ آپ حکم کیا کریں گے ہم اس فقیر کو دے دیا کریں گے. چنانچہ اس دن سے گورو جی کی ٹھیکری پروان ہو گئی" [5]

---

[1] تواریخ گورو خالصہ ص۶۳
[2] جنم ساکھی بھائی بالا ص۳۵
[3] اتہاس سکھ گوردواران ص۱۵
[4] جنم ساکھی بھائی بالا ص۳۷
[5] مہان کوش ص۲۰۷۲، ص۲۰۷۶

ان حوالہ جات سے واضح ہے کہ رائے بلار کے دل میں گورو نانک جی سے متعلق بحیثیت مخصوص جذبات تھے. سکھ تاریخ میں یہ بھی مرقوم ہے کہ جب گورو جی اپنے سفر کے دوران میں کبھی تلونڈی آتے تھے تو رائے بلار اُن کی خوب خدمت کیا کرتا تھا. ایک مرتبہ گورو جی آئے تو انہوں نے پانی کی قلت کا تذکرہ کیا. رائے بلار نے اسی وقت نانک سر کے نام پر ایک تالاب بنوا دیا. یہ تالاب آج تک ننکانہ صاحب میں موجود ہے. مشہور سکھ سکالر سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے اس تالاب سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ :-

"نانک سر. ننکانہ صاحب کا وہ تالاب جو رائے بلار نے گورو نانک جی کے نام پہ تیار کروایا تھا" [1]

سکھ مصنفین یہ امر بھی تسلیم کرتے ہیں کہ تلونڈی کی بہت سی زمین رائے بلار نے گورو نانک جی کی نذر کردی تھی. چنانچہ ایک سکھ وِدوان بیان کرتے ہیں کہ :-

"ننکانہ صاحب ساری گوردوارے کی ملکیت ہے رائے بلار نے تمام رقبہ گورو جی کے لئے ارداس کروا دیا تھا" [2]

گوردوارہ جنم استھان کے ساتھ جاگیر گوردوارہ جنم استھان ننکانہ صاحب کا ایک مشہور گوردوارہ ہے. جہاں گورو نانک جی کی پیدائش ہوئی تھی. اس گوردوارے کے ساتھ بھی کافی جاگیر ہے جیسا کہ مرقوم ہے کہ :-

"اس دربار کے ساتھ ۲۴۷ مربعے زمین ۹۸۹ روپے سوا پندرہ آنے سالانہ جاگیر ہے" [3]

گوردوارہ بال لیلا کے ساتھ جاگیر گوردوارہ بال لیلا بھی گورو نانک جی کے نام پر بنایا گیا تھا اور آج بھی ننکانہ صاحب میں یہ گوردوارہ موجود ہے. اس کے متعلق یہ مرقوم ہے کہ :-

"۱۲۰ مربعے زمین اور ۳۱ روپے سالانہ جاگیر رائے بلار کی طرف سے ہے" [4]

---

[1] مہان کوش ص۲۰۷۲ – ص۲۰۷۶
[2] گوردھام دیدار ص۱۲۶
[3] گوردھام دیدار ۱۲۶ در رسالہ گورمت امرت سر جون ۱۹۵۷ء
[4] گوردھام دیدار ص۱۲۷ در رسالہ گورمت امرت سر جون ۱۹۵۷ء

گوردوارہ مال جی صاحب کے ساتھ جاگیر

گوردوارہ مال جی صاحب بھی ننکانہ صاحب کا ایک مشہور گوردوارہ ہے۔ جو گورو نانک جی کی یادگار کے طور تعمیر کیا گیا ہے اس گوردوارہ کے نام جو جاگیر ہے۔ اس سے متعلق سکھ ودوانوں کا یہ بیان ہے کہ:۔

"۱۹۰ مربعے زمین اور پچاس روپے سالانہ جاگیر رائے بلار کے وقت سے ہے"۔

گوردوارہ کیارہ صاحب کے نام جاگیر

یہ بھی ننکانہ صاحب کا ایک مشہور گوردوارہ ہے۔ اس گوردوارے کے ساتھ بھی رائے بلار کی طرف سے جاگیر کا لگایا جانا سکھ ودوانوں کو مسلم ہے جیسا کہ مرقوم ہے کہ:۔

"۴۵ مربعے زمین رائے بلار کے وقت سے ہے" [۲]

پنڈت دیارام عاکف لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ رائے بلار نے گوروجی کو اپنے پاس رکھنے کی خواہش ظاہر کی تھی اور یہ کہا تھا کہ آپ یہاں ہی قیام کریں۔ آپ کے نام تین کنوؤں کی زمین لگا دی جاتی ہے [۳] رائے بلار کی اس پیش کش کا ذکر مشہور سکھ بزرگ بھائی سنتوکھ سنگھ جی نے بھی کیا ہے:۔

رائے بلار اچارت داک کہوں ست بات نہ دورد سالا
مات تپا تمرے برہا تُڑ نہ گونو رہیو نج شالا
تین سو کوپ کی لیہو کر کھی کر دیگے دین کھواؤ لبالا
دین کر دکھ دیکھ سکو نہ یہ کریؤ گھر بیس کرپالا [۴]

یعنی:۔

"رائے بلار نے کہا کہ اے تپا جی آپ سے معاملہ یا لگان کچھ بھی وصول نہیں کیا جائے گا۔ آپ بیٹھ کر فقیروں کو کھلاؤ" [۵]

اسی طرح تاریخ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب سری گورو نانک جی کے والد ماجد کا غصہ دن بدن بڑھتا چلا گیا تو رائے بلار نے گوروجی کو ان کے بہنوئی جے رام جی کے پاس سلطان پور

---

[۱] گوردھام دیدار ص۱۲۸ و رسالہ گورمت امرت سر جولائی ۱۹۵۷ء
[۲] گوردھام دیدار ص۱۲۸ و رسالہ گورمت امرت سر جولائی ۱۹۵۷ء
[۳] سوانح عمری گورو نانک دیوجی مہاراج ص۴۳
[۴] گورو نانک پرکاش پورباردھ ادھیائے [۵] جنم ساکھی بھائی بالا ص۱۴۲

بھجوا دیا اور اسے یہ چٹھی بھی لکھ دی کہ گورو نانک جی کو میں آپ کے پاس بھجوا رہا ہوں۔ یہاں اس کا والد اسے بہت تنگ کرتا ہے اور یہ ولی اللہ اور حقیقت پرست ہے امید ہے کہ آپ کے پاس خوش رہے گا۔ آپ اس کی خوشنودی میں اپنا بھلا تصور کریں۔ گو یہ آپ کا نسبتی بھائی (سالا) ہے مگر اس کا رتبہ ہم سب سے بلند ہے۔ آپ نانک کو جتنا بھی خوش کریں گے میں آپ کا مشکور ہوں گا [۱]

اس سے بھی رائے بلار کا نانک پیار واضح ہے۔

سکھ اتہاس میں مرقوم ہے کہ جب گورو نانک جی کی شادی ہوئی تو ان کے والدین نے بہت دھوم دھام کی۔ گوروجی کی برات تلونڈی سے ہاتھیوں اور گھوڑوں پر روانہ ہوئی بعض لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ گوروجی کی پیدائش تو ایک غریب گھرانہ میں ہوئی تھی اور یہ ساز و سامان انہیں کیسے میسر آ گیا چنانچہ آریہ سماج کے بانی پنڈت دیانند نے اسے محض ایک گپ قرار دیا ہے [۲] لیکن اگر اس پر غیر جانبدارانہ رنگ میں غور کیا جائے تو یہ ایک گپ نہیں بلکہ حقیقت معلوم ہوتی ہے یہ درست ہے کہ گوروجی کسی بڑے متمول خاندان میں پیدا نہیں ہوئے تھے۔ لیکن رائے بلار تو ایک رئیس تھا۔ اس کی اس علاقے پر سرداری تھی۔ بھائی سنتوکھ سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ یہ تمام ساز و سامان اس نے گوروجی کی شادی کے موقع پر پیش کیا تھا۔ [۳]

مشہور سکھ ودوان بھائی ویر سنگھ جی نے پنڈت دیانند جی کے اعتراض کے پیش نظر یہ بیان کیا ہے کہ:۔

دوسری گوروجی کی شادی کے موقع پر بہت سا ساز و سامان ہونے سے متعلق بعض لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ بابا کالو جی تو معمولی پٹواری تھے۔ لیکن انہوں نے ان باتوں کی طرف توجہ نہیں دی . . . . . . گوروجی جب پیدا ہوئے تھے تو بچپن سے ہی رائے بلار کا صدق . . . . ست گورو نانک دیوجی پر پختہ ہو گیا تھا . . . . . ایسے صادق راجہ کا اپنے حبہ ساز و سامان بابا کالوجی کی خدمت میں پیش کرنا بیان کیا ہے . . . . . . اعتراض کرنے والوں نے یہ نہیں سوچا کہ کوئی جی سامان کے زیادہ ہونے کا پتہ خود دے رہے ہیں [۴]

---

[۱] سوانح عمری گورو نانک دیوجی ص۱۹ [۲] ستیارتھ پرکاش سملاس ۱۱
[۳] نانک پرکاش پوربارادھ ادھیائے ۲۱

رائے بلار کی اس محبت کو دیکھ کر ہی بھائی ویر سنگھ جی نے یہ بیان کیا ہے کہ :

" تلونڈی کے رائے بلار کا صدق ہمارے لئے قابل تقلید ہے " !

ایک اور مقام پر بھائی صاحب موصوف نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :۔

" وہ داتا وہ وہ آنکھیں ہیں ——— وہ تجھے اور تیرے پیاروں کو
شناخت کرنے والی آنکھیں ——— ہاں آج اے داتا ——— آج
وہ ہیں رائے بلار والی آنکھیں ۔ بابا کالو والی نہیں . . . .
اے داتا وہ ہیں وہ آنکھیں ۔ عطا کر وہ ۔ تاہم بھی دیکھیں
تجھے ، جس طرح کہ دیکھا تھا تجھے رائے بلار نے "۔

رائے بلار بھٹی ایک راجپوت مسلمان تھا۔ اور اس نے گورو نانک جی کو ایسی نظر سے دیکھا تھا کہ جو آج ایک نمونہ کا کام دے رہی ہے اور بھائی ویر سنگھ ایسا ودوان بھی ان آنکھوں کو طلب کر رہا ہے جن سے کہ رائے بلار نے گورو جی کو دیکھا تھا۔

گورو نانک جی اور نواب دولت خان لودھی

سکھ مورخین کے بیان کے مطابق نواب دولت خاں لودھی سلطان پور کے نواب تھے۔ آپ بھی گورو نانک جی کے پریمی مسلمان تھے جب رائے بلار نے گورو جی کو سلطان پور بھیجا تو وہاں وہ نواب دولت خان کے مودی مقرر ہوئے تھے گورو جی وہاں جو کچھ کمائی کرتے تھے اس کا بیشتر حصہ غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ آپ کے اس طریق کو دیکھ کر بعض لوگوں نے حسد کرنا شروع کر دیا اور یہ مشہور کر دیا کہ گورو جی نواب دولت خان کا مودی خانہ لٹا رہے ہیں۔ جب اس قسم کی باتیں نواب صاحب تک پہنچیں تو اس نے منشی جادو رائے کو حساب کی پڑتال کرنے پر لگایا۔ اس نے دو مرتبہ خوب چھان بین کی۔ دونوں مرتبہ گورو جی کی رقم ہی مودی خانے کے ذمہ نکلی[1] آخر گورو جی نے فیصلہ کیا کہ وہ مودی خانے کا کام چھوڑ دیں اور خدا تعالے کے لئے

---

[1] گورو نانک پرکاش سمپادت ص ۲۹۵

[2] جنم ساکھی بھائی بالا ص ۹۷ و سوانح عمری گورو نانک دیو جی ص ۲۵ ۔

اپنی بقیہ زندگی وقف کر دیں۔ جب نواب دولت خان کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے کہا کہ :۔[1]

" اے نانک میری بد قسمتی ہے کہ تیرے ایسا میرا اہل کار فقیر ہو گیا ہے "

مسٹر میکالف جی کے بیان کے مطابق نواب دولت خان جی نے گورو نانک جی کی سفارش پر متعدد لوگوں کو ملازمت بھی دی تھی "۔[2]

سکھ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ گورو نانک جی کی شادی کے موقعہ پر نواب دولت خان نے بھی اپنا بہت سا ساز و سامان دیا تھا۔

مشہور سکھ ودوان بھائی گورداس جی نے نواب دولت خان لودھی سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ :۔

" دولت خان لودھی بھلا جند پیرا انباشی "[3]

یعنی :۔ نواب دولت خان لودھی ایک نیک انسان تھا۔

گورو نانک جی اور نواب فیض بخش خان اور نواب فیض طلب خان

مشہور سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ نواب فیض بخش یا نواب فیض طلب خان جونا گڑھ کے نواب تھے۔ یہ بھی گورو جی کے بہت پریمی تھے جیسا کہ مرقوم ہے کہ :۔

" سمبت ۱۵۲۷ بکرمی چیت کے مہینہ میں جونا گڑھ میں چتر ماس جا ٹھہرے . . . . . . نواب فیض طلب خان وہاں کے نواب تھے۔ وہ گورو جی کے بچن سن کر بہت خوش ہوئے اور گورو جی کی کھڑاویں اپنے پاس رکھ لیں اور قلعہ کے پاس خوبصورت دھرم سالہ بنوائی۔ جسے اب نانک شاہی ستھان پوجتے ہیں۔ رسد نواب صاحب دیتے ہیں۔ اس نواب نے ہر ایک گاؤں اور شہر میں لنگر جاری کئے ہوئے ہیں "[4]

اس سے ظاہر ہے کہ جونا گڑھ کے نواب صاحب بھی گورو نانک جی کے محب تھے

---

[1] میکالف و تہاس حصہ اول ص ۲۹ [2] میکالف اتہاس حصہ اول ص ۲۵

[3] واراں بھائی گورداس جی وار ۱۱ ۔ پوڑی ۱۳ [4] تواریخ گورو خالصہ ص ۲۹۳ تواریخ گورو خالصہ اردو ص ۵

گورو نانک جی اور افغانستان کا حاکم

سکھ مورخین بیان کرتے ہیں کہ گورو نانک جی اپنے سفروں کے دوران ایک مرتبہ افغانستان بھی گئے تھے۔ جب آپ وہاں پہنچے تو وہاں کا حاکم یا سن کر کہ ایک درویش صورت بزرگ ان کے ملک میں آیا ہے گورو جی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اتفاق سے اس وقت گورو جی سر سے ننگے تھے۔ اس نے فوراً اپنا تاج اتار کر گورو جی کی خدمت میں پیش کر دیا[۱]۔

اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ افغانستان کے حاکم کے دل میں گورو جی کی کتنی محبت تھی۔ سکھ مؤرخین کے بیان کے مطابق گورو جی نے وہ تاج اس حاکم کو واپس کر دیا تھا۔ الغرض بھارت کے علاوہ دوسرے اسلامی ممالک کے مسلمان بھی گورو جی کا صدقِ دل سے احترام کرتے تھے۔

گورو نانک جی اور بابر بادشاہ

گورو نانک جی اور بابر ہم عصر تھے۔ سکھ مؤرخین نے گورو جی کی بابر بادشاہ سے ملاقات بھی بیان کی ہے چنانچہ مرقوم ہے کہ جب بابر نے ایمن آباد پر حملہ کیا۔ اور اسے فتح کر لیا تو اس کے سپاہیوں نے بہت سے بے گناہ لوگ اندھا دھند گرفتار کر لئے۔ گورو جی کو بھی مع ان کے ساتھی بھائی مردانہ کے پکڑ لیا گیا جب بابر نے گورو جی کے درشن کئے تو ان کا روحانی چہرہ دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔

---

[۱] تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۵۰

[۲] ۔ سکھ مؤرخین کے نزدیک گورو جی نے خواب کے ذریعہ بابر بادشاہ کو ہندوستان پر اپنا حملہ کرنے اور مغل راج قائم کرنے کی تلقین کی تھی (ملاحظہ تواریخ گورو خالصہ اردو صفحہ ۵۲ اور سوانح عمری گورو نانک جی صفحہ ۱۵۶۔ تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۱۲۶)

بعض سکھ مورخین نے بیان کیا ہے کہ گورو نانک جی نے نواب دولت خان لودھی کو بادشاہ بابر کے پاس کابل بھجوایا تھا تاکہ وہ اسے مل کر حملہ کرنے کی تلقین کرے۔ (ملاحظہ ہو پراچین پنتھ پرکاش صفحہ ۲۶۰)

اس کے علاوہ بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ گورو نانک جی نے بابر سے امداد دینے کا پورا وعدہ بھی کیا تھا۔ اور دوسرے پیروں فقیروں کو بھی بابر کی مخالفت کرنے سے روک دیا تھا (ملاحظہ ہو بھائی منی سنگھ صفحہ ۲۴۲ اور گورو رتنبھ سنگھ صفحہ ۲۴۲ وغیرہ)

اس نے گورو جی کو ایک برگزیدہ اور خدا رسیدہ انسان سمجھ کر یہ کہا کہ وہ جو چاہیں اس سے طلب کر سکتے ہیں ان کا ہر مطالبہ پورا کر دیا جائے گا۔ جیسا کہ ایک ودوان رقم طراز ہیں کہ:۔

"بابر بادشاہ ...... آپ سے مل کر بہت خوش ہوا۔ کہنے لگا کہ:۔
اے خدا کے پیارے فقیر آپ کو غلطی سے بندی خانے میں ڈالا گیا ہے میں آپ کو آزاد کرتا ہوں۔ کچھ طلب فرمادیں میں آپ کی خدمت کرنا چاہتا ہوں"[۱]

اگر ہم میں سے کوئی ہوتا تو ضرور ایسے وقت بہت مطالبات کر دیتا اور بادشاہ سے انعام حاصل کر کے بہت خوش ہوتا مگر اس مردِ خدا نے بابر کو یہ جواب دیا کہ:۔

ایمان دیا ایک خدائے — جس کا دیا ہر کوئی کھ
بندے کی جو ہووے اوٹ — دین دنی میں تاں کو توٹ
اک داتا سب جگت بھکاری — تس کو چھاڈ اور کو لاگے تن سگلی پت ہاری
شاہ پاتشاہ سب تس کے دئے — تس کے سنگ نہ کوئی دلیئے
کہے نانک سن بابر میر — تجھ تے مانگے سو احمق فقیر[۲]

یہ حقیقت سُن کر بابر کے دل میں گورو نانک جی کا احترام اور بھی بڑھ گیا۔ بابر کی جگہ اگر آج کل کا کوئی حکمران ہوتا تو شائد وہ اسے بہت بڑی گستاخی تصور کرتا۔ چونکہ وہ ایک اچھا عالم اور توحید کا پرستار تھا اس لئے گورو جی سے یہ سُن کر بڑی عاجزی سے کہا کہ گورو جی اسے اپنا ایک خادم تصور کر کے کوئی خدمت فرمادیں۔ اس پر گورو جی نے بابر سے کہا کہ ایمن آباد کے تمام قیدی رہا کر دیئے جائیں۔ جیسا کہ ایک سکھ ودوان کا بیان ہے کہ:۔

"بابر سے گورو جی کے بہت سے سوال و جواب ہوئے۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ یہ کوئی ولی ہے تو کہنے لگا کہ آپ مجھ سے کوئی جاگیر طلب کر لیں۔ گورو جی نے فرمایا کہ سب کے داتا کے علاوہ کسی دوسرے سے کچھ طلب کرنا محتاجوں کا محتاج بننا ہے۔ بابر نے کہا کہ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں آپ کامل فقیر ہیں میری حکومت کے لئے دعا کیجئے۔ گورو جی نے فرمایا کہ اگر آپ حکومت چاہتے ہیں تو تمام بے گناہ قیدی رہا کر دیں۔ ..... یہ سن کر بابر نے تمام قیدی رہا کرنے کا حکم

---

[۱] رسالہ پنجابی ساہت نومبر ۱۹۴۴ء

[۲] نانک پربودھ صفحہ ۱۴۴۔ جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۳۸۷۔ ناداں تے نھاداں دا کوش صفحہ ۱۹۔ ۵۲ پیچر۔ میکالف اتہاس حصہ اول صفحہ ۱۰۶ وغیرہ۔

دے دیا۔ اس کے بعد گورو جی سے بابر نے وعدہ کیا کہ وہ عدل اور انصاف کی حکومت کرے گا اور گورو جی کی گدی کا ہمیشہ احترام کرے گا۔[1]

سکھ مؤرخین نے اس سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ گورو جی نے بابر کا یہ خلوص دیکھ کر اسے سات پشتوں تک حکومت ملنے کا "وَر" دیا تھا۔ اور اسی کے نتیجہ میں مغلوں نے ایک لمبے عرصہ تک ہندوستان میں حکومت کی تھی۔ سردار بہادر کاہن سنگھ نابھہ نے بابر سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ :-

"مغلیہ خاندان کا پہلا پاتشاہ۔ جس نے ہندوستان میں گورو نانک جی کی کرپا سے اپنا سلطنت قائم کی"[2]

جنم ساکھی بھائی بالا میں مرقوم ہے کہ :-

"میر بابر نے کہا تھا کہ اس کی حکومت کرسی بکرسی چلے تب گورو جی نے فرمایا آپ کی حکومت پشت در پشت چلے گی"۔[3]

ایک سکھ وِدوان گیانی لال سنگھ جی نے تو اس سلسلہ میں یہاں تک بیان کیا ہے کہ گورو نانک جی بابر کی حکومت کو خود اپنی حکومت تصور کرتے تھے جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ :-

"گورو نانک جی نے بابر سے بھی یہ عہد لیا تھا کہ وہ انصاف کی حکومت کرے گا اور کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ یہ عہد لے کر اسے آشیرباد دی تھی کہ وہ جب تک اس عہد پر قائم رہے گا اس کی فتح ہوگی اس سے ثابت ہے کہ گورو جی بابر کی حکومت کو اپنی حکومت تصور کرتے تھے۔ سکھ تاریخ سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

جیسا کہ :-

بابے کے بابر کے دوؤ دھرم کے پرچارک سکھ اور دھرم اور امن کی حفاظت بابر کے ہاتھوں رہے"[4]

یہ حقیقت سکھ مورخین کو بھی تسلیم ہے کہ بابر بادشاہ نے جب تک حکومت کی اس نے گورو نانک جی کا صدق دل سے احترام کیا۔ تاریخ شاہد ہے کہ اس نے بھارت کی دوسری جاتیوں کے جذبات کا احترام کیا۔ جب وہ مرنے کے قریب تھا تو اس نے اپنے بیٹے ہمایوں کو یہ وصیت کی کہ اے بیٹا ہندوستان میں مختلف خیالات اور نظریات کے لوگ آباد ہیں۔ خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہندوستان کی حکومت تجھے عطا کی ہے تیرے لئے یہ ضروری ہے کہ تو مذہبی تعصب بغض اور عناد سے ہمیشہ

---

[1] اتہاس سکھ گورو صاحبان صـ۱۹ [2] گورمت سدھاکر صـ۳۰۷

[3] جنم ساکھی بھائی بالا صـ۲۰۲ [4] سکھاں نے راج کیویں لیا صـ۲۳

بچنا رہے اور جہاں تک ممکن ہو گؤ کشی سے پرہیز کرے کیونکہ ہندوستان کے لوگوں کے دلوں کو قابو میں لانے کا یہ آسان طریق ہے۔ ایسا کرنے سے اس ملک کے ہندو تیری وفاداری کا دم بھریں گے ہر ایک قوم کے مذہبی مقامات اس کے ماتحت رہنے دینا اور ایسا انصاف کرنا کہ بادشاہ رعایا سے اور رعایا بادشاہ سے خوش ہو۔ اسلام کی ترقی احسان سے زیادہ ہوگی۔[1]

بابر کی یہ وصیت بھوپال کی لائبریری میں محفوظ ہے اور فارسی زبان میں ہے بابر کے ان خیالات کی بنا پر ہی گورو نانک جی نے اس کی حکومت کو اپنی حکومت تصور کیا تھا۔ اور اس کے استحکام کے لئے دعا کی تھی۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ نے مغل بادشاہوں کو ایک لمبے عرصہ تک ہندوستان میں حکومت کرنے کا موقع عطا کیا۔

ایک سکھ وِدوان نے بابر کے ذکر میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

"بابر نے گورو نانک جی سے یہ عہد کیا تھا کہ کسی گورو کے سکھ سے جزیہ نہیں لیا جائے گا اور مسلمانوں کے مساوی سلوک کیا جائے گا"۔[2] *

سری گوردوارہ جن جی مہاراج نے فرمایا ہے کہ مغلیہ سلطنت میں سکھوں سے کوئی جزیہ نہیں لیا جاتا تھا جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ :-

جذیہ ڈن کو لئے نہ زکوٰۃ ست گور کیتی دھر کی چھاپ[3]

یعنی مغلیہ دور میں گورو جی کے سکھوں سے نہ کوئی جزیہ لیا جاتا تھا اور نہ ڈنڈ یا زکوٰۃ ہی وصول کی جاتی تھی۔ گویا سکھ ہر قسم کے ٹیکسوں سے آزاد تھے۔

---

[1] اخبار ملاپ ۲۰ ر اگست ۱۹۱۹ء [2] شیر پنجاب دہلی ۱۹ ر اپریل ۱۹۵۹ء۔

* جزیہ سے متعلق ایک سکھ وِدوان رقمطراز ہیں کہ :-

"جزیہ ہندوؤں سے اس لئے لیا جاتا تھا کہ انہیں مسلمانوں کی فوج میں بھرتی ہونے پر مجبور نہیں کیا جاتا تھا۔ دوسرے مسلمان بادشاہ ہندوؤں کی جان و مال کی حفاظت بھی کرتے تھے اس حفاظت کے عوضانہ کے طور پر جزیہ وصول کیا جاتا تھا لیکن ہر ایک مسلمان بھی بادشاہ کو زکوٰۃ دیتا تھا جس کی رقم جزیہ سے عام حالت میں زیادہ ہوتی تھی۔ اس لئے یہ کہنا کہ ہندو جزیہ سے بچنے کے لئے مسلمان بن گئے غلط ہے کیونکہ مسلمان بن کر انہیں جزیہ سے زیادہ رقم زکوٰۃ کے طور پر حکومت کو دینا پڑتی تھی۔

دگولڈن ٹمپل سنہرا اتہاس صـ۱۵۳

[3] گورو گرنتھ صاحب راگ آسا محلہ ۵ صـ۴۳۰۔

ایک سکھ ودوان گیانی ٹھاکر سنگھ جی نے بابر سے تعلق یہ بیان کیا ہے کہ :-

"بابر بادشاہ ۱۵۸۳ بکرمی (۱۵۲۶ء) میں تخت پر بیٹھا ۔ ۔ ۔ یہ بادشاہ مت گورو نانک جی کے قدموں کا پریمی رہا اس کی قید میں سینکڑے سادھو باباجی نے چکیاں چلاتے چھڑائے تھے۔"[1]

گورونانک جی اور شیخ فرید ثانی !

شیخ فرید ثانی جنہیں سکھ کتب میں شیخ برہم کا نام دیا گیا ہے گورو جی کے ہم عصر اور ہم سفر تھے۔ آپ کے تعلقات گورونانک جی کے ساتھ بہت گہرے تھے سکھ مورخین بیان کرتے ہیں کہ ان کی گورو جی سے وقتاً فوقتاً ملاقاتیں بھی ہوتی تھیں اور ہر مرتبہ یہ دونوں بزرگ ایک دوسرے سے مل کر بے انتہا خوش ہوتے تھے جنم ساکھی میں یہ مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ جب شیخ برہم جی گورو جی سے ملے تو گورو نے بڑی محبت سے فرمایا کہ :-

"پیر جی آئیے ۔ آج خدا تعالے ہم پر مہربان ہوا ہے کہ آپ کے درشن ہوئے تو دونوں نے اٹھ کر دست بوسی کی اور بیٹھ گئے۔"[2]

دونوں بزرگوں کا ایک دوسرے کے ہاتھ چوم کر ملنا ۔ کیا محبت بھرا نظارہ ہوگا سکھ تاریخ سے تو اس کی بھی وضاحت ہوتی ہے کہ ایک مرتبہ گورو جی نے فرید ثانی سے معانقہ کرکے ایک شبد بھی بیان کیا تھا ۔ جیسا کہ مرقوم ہے کہ :-

"باباجی کی خوشی ہوئی ۔ شیخ فرید رخصت ہوا تب بابا بولیا شیخ فرید آپ میں خدا تعالے بس رہا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایک دوسرے سے گلے لگ کر ملے ۔ تب گورو نے سری راگ کا یہ شبد اچارن کیا :-

آؤ ہمر بھینے گل ملاں انک سہیلڑیاں

مل کے کراں کہانیاں سمرتھ کنت کیاں[3]

سا چے صاحب سب گن اوگن سب اساں

اب غور کیجئے یہ کس قدر محبت آمیز بات ہے کہ گورونانک جی ایک مسلمان بزرگ کو اپنا بھائی کہہ رہے ہیں اور اس کے گلے مل کر بانی اچارن کر رہے ہیں اور اس بانی میں شیخ فرید سے معانقہ کرنے کا

---

[1] گورودوارے درشن صفحہ ۶۱
[2] جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۰۱
[3] پراتن جنم ساکھی صفحہ ۵۷

سلوک ہی ذکر بھی فرما رہے ہیں ۔ اس سے یہ امر واضح ہے کہ گورو جی مسلمانوں سے محبت کرنے میں ایک راحت محسوس کرتے تھے ۔ اسی بنا پر ٹی ایل واسوانی نے بیان کیا کہ :-

"میں سمجھتا ہوں کہ گورو نانک جی کا مذہب ملاپ اور ایکتا کا مذہب تھا ۔ اس لئے انہوں نے اسلام کی تعلیم میں وہ کچھ دیکھا جو دوسرے ہندوؤں کو بہت کم نظر آتا تھا ۔ گورو جی کو مسلمانوں سے ملاپ کرنے میں لذت محسوس ہوتی تھی شیخ فرید ثانی دس سال گورو جی سے مل کر لوگوں کو اللہ تعالے کا راہ بتاتے رہے ۔"[1]

گورونانک جی اور پیر عبدالرحمٰن

سکھ کتب سے پتہ چلتا ہے کہ ایک مرتبہ گورو نانک جی نے عبدالرحمٰن نام کے ایک پیر سے بھی ملاقات کی تھی اور پیر جی بڑی عزت اور احترام کے ساتھ گورو جی کو اپنے حجرے میں لے گئے تھے اور ان کی بہت خدمت کی تھی[2]

گورونانک جی اور میاں مٹھا

میاں مٹھا بھی گورو نانک جی کا ایک محب پیر تھا اس نے ہمیشہ گورو جی کا ادب اور احترام ملحوظ رکھا جنم ساکھی میں مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ گورو جی اس سے ملے تو اس نے یہ کہا تھا کہ :-

"نانک جی آپ بہت بڑے بزرگ ہیں اللہ تعالے نے آپ کو بہت بزرگی دی ہے"[3]

گورونانک جی اور ابارے خاں

جنم ساکھی بھائی بالا میں مرقوم ہے کہ ابارے خاں نام کے ایک پٹھان نے بڑے خلوص اور صدق دل سے ایک ریزہ بافتہ کا گورو نانک جی کی نذر کیا تھا ۔ آپ نے اس ریزے کی دو چادریں ایک اپنے لئے اور دوسری اپنے ساتھی بھائی مردانہ جی کے لئے بنوائی تھیں[4]

گورونانک جی اور شاہ شرف

شاہ شرف ایک مسلمان بزرگ تھے ۔ انہوں نے بھی گورو جی سے بہت محبت اور پیار کا برتاؤ کیا تھا ۔ ایک ودوان رقم طراز ہیں کہ گورو جی نے شاہ شرف جی کے اس خلوص کو دیکھ کر اپنے

---

[1] اخبار موجی امرتسر ۱۸ جنوری ۱۹۳۹ء
[2] جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۹۹
[3] جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۳۰۱
[4] جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۵۸۶

خیالات اور نظریات کا پرچارک مقرر کیا تھا[۱]۔

گورو نانک جی اور بابا بڈھن شاہ

سید بڈھن شاہ بھی ایک مسلمان بزرگ تھے۔ یہ بھی گورو نانک جی کے محبوں میں سے تھے ایک مرتبہ شاہ صاحب نے بڑے اخلاص کے ساتھ بکری کا دودھ گورو جی کی خدمت میں پیش کیا تھا[۲]۔

گورو نانک جی اور میر سید حسن

میر سید حسن تلونڈی کے ایک بزرگ تھے آپ کے دل میں گورو نانک جی کی بہت محبت تھی۔ مشہور سکھ مورخ گیانی گیان سنگھ جی نے مسٹر کننگھم کے حوالے سے بیان کیا ہے:۔

"کننگھم نے اسلامی تاریخوں کے حوالہ سے لکھا ہے کہ میر سید حسن جو اس ملک میں ولی۔صاحب کرامت۔صلح کل بے لاگ پیر مانا ہوا تھا۔ مہتہ کالو کے گھر کے پاس رہتا تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس نے اپنا تمام علم دینی اور دنیاوی گورو نانک جی کو پڑھایا اور راہ حق کے بڑے بڑے راز بھی بتائے"[۳]

مشہور سکھ وودوان بھائی ویر سنگھ جی نے بھی میر سید حسن جی کا گورو نانک جی کو تعلیم دینا بیان کیا ہے[۴]

گورو نانک جی اور ولی قندھاری

جنم ساکھیوں کے پرانے نسخوں میں گورو نانک جی کا ولی قندھاری سے ملاقات کرنا بیان کیا گیا ہے۔ گورو جی نے اس ولی سے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا تھا وہ یہ ہیں:۔

"بھائی مردانہ یہ ہمارا پرانا یار ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ولی قندھاری کے ذریعہ سینکڑوں فلاح پائیں گے۔ کیونکہ ولی قندھاری گورو کے برابر ہوا ہے"[۵]

یاد رہے کہ جنم ساکھیوں کے نئے ایڈیشنوں میں بھی ولی قندھاری کی یہ ساکھی درج ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ایک اور ساکھی بعد کو شامل کر دی گئی ہے جس میں یہ مرقوم ہے کہ گورو جی کا ساتھی حسن ابدال میں بابا ولی قندھاری سے پانی لینے گیا۔ لیکن اس نے پانی پینے دینے سے انکار کر دیا۔

۱؎ گورو بنسا والی ص۹۵ ۲؎ گورو بنسا والی ص۱۰۶ و گورو دھام سنگرہ ص۵۰
۳؎ تواریخ گورو خالصہ ص۹۹ ۴؎ گورو نانک چمتکار ص۱۰
۵؎ جنم ساکھی بھائی بالا ص۵۷۹

گورو جی نے اپنی کرامت سے نیا چشمہ جاری کر دیا۔ اور بابا ولی قندھاری کا پانی خشک ہو گیا جس سے ولی جی نے غصہ میں آکر گورو جی پر پہاڑی دھکیل دی۔ گورو جی نے اس پہاڑی کو اپنے ہاتھ پر تھام لیا جس کے نتیجہ میں ان کے پنجہ کا نشان پتھر پر پڑ گیا کیونکہ گورو جی کی پانچوں انگلیاں اس پتھر میں دھنس گئیں۔ اسی وجہ سے اب اسے پنجہ صاحب کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے لیکن جہاں تک پراچین سکھ کتب کا تعلق ہے اس میں پنجہ صاحب سے متعلق اس مروجہ ساکھی کا کوئی نام نشان نہیں ہے اس سلسلہ میں ایک سکھ وودوان رقم طراز ہیں کہ:۔

"پہلی جنم ساکھیوں میں پنجہ صاحب کی ساکھی نہیں ہے بعد کو شامل کی گئی ہے"[۱]

گورو نانک جی اور ملتان کے فقیر

سکھ مورخین نے گورو جی کا ملتان جانا بھی بیان کیا ہے اور یہ ساکھی بیان کی ہے کہ جب گورو جی ملتان گئے تو وہاں کے بہت سے پیر فقیر آپ کے پاس آئے۔ اور آپ کی آزمائش کے لئے دودھ کا بھرا ہوا پیالہ ان کے سامنے رکھا۔ باباجی نے اس میں پتاشے اور پھول ڈال کر لوٹا دیا۔ اصل میں انہوں نے گورو جی پر یہ واضح کیا تھا کہ ملتان میں تو پہلے ہی پیروں فقیروں کی خوب بھرمار ہے آپ یہاں کہاں آ گئے ہیں۔ گورو جی نے انہیں اس کا یہ جواب دیا تھا کہ ہم کسی پر بوجھ نہیں ڈالیں گے بلکہ جس طرح دودھ میں کھانڈ مل جاتی ہے ہم اس طرح رہیں گے اور پھول کی مانند دوسروں کو خوشبو دیں گے گورو جی کا یہ جواب سن کر ملتان کے تمام فقیروں نے گورو جی کی بہت عزت کی تھی[۲]۔ ملتان کے مسلمانوں نے گورو جی کی ایک یادگار بھی بنائی تھی جو ان کے نانک پیار کو واضح کرتی ہے

گورو نانک جی اور مالک

ایک سکھ وودوان بیان کرتے ہیں کہ ایک مسلمان لڑکے نے بڑی محبت سے چنوں کی بولیں اور کھجوریں گورو جی کی خدمت میں پیش کی تھیں۔ جیسا کہ مرقوم ہے کہ:۔

"گورو باباجی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان کے نزدیک میکھرے نگر کے باہر جا پہنچے۔ یہاں پر ایک لڑکا اپنے مویشی چرا رہا تھا۔ نرنکاری باباجی کا درشن کر کے بہت خوش ہوا۔ اس لڑکے نے کھجوروں کے ساتھ چنوں کی بولیں بھون کر گورو جی کی خدمت میں پیش کیں اور بڑے عجز کا اظہار کیا۔ گورو جی نے اس کی پیش کردہ کھجوریں اور بولیں قبول فرمالیں اس بچے

۱؎ پنجابی ساہت دا اتہاس ص۷۳ ۲؎ تواریخ گورو خالصہ اردو ص۵۲

اخلاص کے پیش نظر ہی اسے بھائی کے لقب سے نوازا تھا۔[1]

ایک اور ودوان بیان کرتے ہیں کہ گورو جی نے اپنے اس ساتھی سے کسی مرحلہ پر بھی کوئی چھوت چھات نہیں کی تھی جیسا کہ مرقوم ہے کہ :۔

" برسوں پردیسوں میں اکٹھے رہ کر یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ کھانے پینے کے وقت اس ساتھی کے بارہ میں چھوت چھات کا خیال آجاتا ہو۔ اگر ہر دن روٹی کھاتے دفعہ دونوں وقت مردانہ کو ست گورو جی اس کی ادنیٰ ذات کی یاد دلاتے رہتے تو وہ اتنے مشکل اور خطرناک لمبے سفروں میں گورو جی کا ساتھ نہ نبھا سکتا "[2]

بھائی مردانہ اور گورو نانک جی کے تعلقات کے سلسلہ میں پروفیسر صاحب سنگھ جی نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ ایک حقیقت ہے سچ مچ اگر گورو نانک بھائی مردانہ کو محض ادنےٰ ذات کا میراثی ہی سمجھتے تھے اور اس سے میل جول کرتے میں کراہت محسوس کرتے تھے تو بھائی مردانہ کبھی بھی اپنے آخری دم تک گورو جی کا ساتھ نہ نبھاتا بلکہ فوراً گورو جی سے الگ ہو جاتا۔

سکھ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جب گورو جی کے اس بچپن کے ساتھی بھائی مردانہ کا انتقال ہوا تو گورو جی نے اپنے اس پیارے مسلمان ساتھی کی تجہیز و تکفین خود اپنے ہاتھوں سے کی۔ جیسا کہ گیانی گیان سنگھ رقم طراز ہیں کہ :۔

" گورو نانک صاحب بھائی مردانہ کی تجہیز و تکفین کر کے کابل اور قندھار کی سیر کرتے ہوئے لوہگڑھ پہنچ گئے "[3]

پروفیسر سندر سنگھ جی ایم ایس سی نے بھی گورو جی کا اپنے ہاتھوں بھائی مردانہ کی تجہیز و تکفین کرنا بیان کیا ہے[4] بعد کو آنے والے سکھ ودوانوں نے بھائی مردانہ کی تجہیز و تکفین سے متعلق مختلف باتیں بیان کی ہیں بعض سکھ ودوانوں کے نزدیک گورو جی نے بھائی مردانہ کی نعش کو زمین میں دفن کر دیا تھا[5] اور بعض کے بیان کے مطابق گورو جی نے بھائی مردانہ کا مُردہ جسم دریا میں بہا دیا تھا[6]

---

[1] چھوت چھات سمبندھی گورمت سدھانت [2] دھرم تے سداچار ص۱۱
[3] تواریخ گورو خالصہ اردو ص۵۱ [4] مختصر و مکمل تواریخ گورو خالصہ ص۶۰
[5] جنم ساکھی بھائی بالا ص۱۱۵ ، تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ص۲۸۷ ناٹک پرکاش ادھیائے ۳۵ ص۱۰۵۶ ، تواریخ گورو خالصہ پنتھ ص۱۷۵ - اتہاس سکھ گورو صاحبان نیز مہان کوش ص۲۸۵۶ - گورو تیرتھ سنگرہ ص۳۲۱ وغیرہ
[6] جنم ساکھی بھائی منی سنگھ ص۱۹۷ - میکالف اتہاس ص۱۳۵ - سکھوں کے گورو اور ان کی تعلیم ص۲۲ وغیرہ

کے بلند اخلاق پر گورو جی بہت خوش ہوئے اور رمز بھرا بچن کہا کہ :۔

ستھر تیرا بیعت نہال بھاؤ تیرا گجوان   نالہ صفی رجیا آئے بیٹھا سلطان[1]

یہ بلند کردار لڑکا مسلمان تھا۔ اور اس کا نام مالک تھا۔ گورو جی کی اس خدمت کے صلہ میں بعد کو اسے نوابی مل گئی تھی اور یہ نواب مالک کہلایا تھا[2]

گورو نانک جی اور بھائی مردانہ ،

بقول سکھ ودوانوں کے بھائی مردانہ میراثی قوم کا فرد تھا۔ چنانچہ مشہور سکھ بزرگ بھائی گورو داس جی بیان کرتے ہیں کہ :۔

" بھلا رباب بجائیندا مردانہ میراثی "[3]

اس نے سری گورو نانک جی مہاراج کا تمام عمر ساتھ نبھایا اور اپنی تمام عمر گورو نانک جی کی خدمت میں بسر کر دی۔ سکھ دنیا میں اسے بہت عزت اور احترام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ درست ہے کہ بعض لوگوں کے نزدیک گورو جی کا دوسرا ساتھی بھائی بالا تھا جو کہ ہندو تھا لیکن موجودہ زمانہ کے اکثر سکھ ودوان اور محققین بھائی بالا کو ایک فرضی وجود تسلیم کرتے ہیں ان کے نزدیک بھائی بالا کا نام کوئی ہندو گورو جی کا ساتھی نہ تھا۔ صرف بھائی مردانہ ہی گورو کا رفیق تھا۔ گورو جی کے اس ساتھی سے متعلق کسی بھی محقق کو کوئی شک یا شبہ نہیں ہے بھائی گورو داس جی نے بھی بھائی مردانہ کو ہی گورو جی کا ہم سفر بیان کیا ہے جیسا کہ ان کا ارشاد ہے کہ :۔

بابا گیا بغداد نوں باہر جائے کیا استھانا   اک بابا اکال روپ دوجا ربابی مردانہ[4]

بھائی گورو داس جی نے کسی تیسرے آدمی کا قطعاً کوئی ذکر نہیں کیا۔ صرف مردانہ کا ہی گورو جی کے ساتھ جانا بیان کیا ہے۔

بقول سکھ مؤرخین کے گورو نانک جی نے اپنے ساتھی بھائی مردانہ کے نام پر تین شلوک بھی بیان کئے تھے جو راگ بہاگڑا کی وار میں درج ہیں۔[5]

سکھ مؤرخین نے یہ شہادت بھی دی ہے کہ بھائی مردانہ گورو جی کا دلی محب تھا۔ اور گورو جی بھی اپنے اس بچپن کے ساتھی سے بہت محبت بھرا سلوک کرتے تھے۔ گورو جی نے بھائی مردانہ کے

---

[1] رسالہ گورمت منزنے دہلی نومبر ۱۹۶۱ء [2] رسالہ گورمت فرنے دہلی نومبر ۱۹۶۱ء
[3] واراں بھائی گورو داس وار ۱۱ پوڑی ۱۳ [4] واراں بھائی گورو داس وار پہلی پوڑی ۳۳
[5] گورو گرنتھ صاحب راگ بہاگڑا کی وار۔ شلوک محلہ ۱ ص۵۵۳

اس سلسلہ میں جنم ساکھی بھائی منی سنگھ میں مرقوم ہے کہ:-

"سکھوں نے بھائی منی سنگھ جی سے دریافت کیا کہ خرم شہر میں مردانہ کی قبر جنم گوشٹ میں لکھی ہے۔ سکھ دیکھ کر آئے ہیں۔ بھائی منی سنگھ جی نے کہا ہے کہ۔ . . . . . اس طرح بھی ہوا ہوگا۔ گورو جی کے بچن اٹل ہیں،،[۱]

اس سے واضح ہے کہ جنم ساکھیوں کے پراچین نسخوں میں ہی مرقوم تھا کہ گورو جی نے اپنے ساتھی بھائی مردانہ کی نعش کو دفن کیا تھا اور اس کی قبر بنائی تھی۔ اور سکھ اس قبر کو دیکھ کر بھی آئے تھے اور منی سنگھ جی نے اس بات کا رد نہیں کیا تھا۔

ایک ہندو ودوان نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:-

"مردانہ ایک غریب میراثی پہلے گورو جی کے ساتھ تھا۔ اور سفروں میں ہی اس کی موت ہو گئی۔ گورو نانک جی اس کی مسح سمیت دی رسمی اسے دفن کر دیا)[۲]

گورونانک جی اور حضرت مراد بغدادی

حضرت مراد جی بھی گورونانک جی کے خاص محب تھے۔ آپ بغداد شریف میں رہتے تھے مراد نام عجمی ہے جس سے واضح ہے کہ یہ عجمی بزرگ تھے جو بغداد شریف میں مقیم ہو گئے تھے ایک سکھ ودوان پروفیسر صاحب سنگھ جی نے لکھا ہے کہ:-

"سری بنیر جی نے بغداد کے کسی کتبہ کا حوالہ دے کر اپنی کتاب ایولوشن آف دی خالصہ میں لکھا ہے کہ ست گورو نانک دیو جی کا گورو ایک مسلمان فقیر تھا۔ جس کا نام مراد تھا۔ یہ فقیر بغداد کا رہنے والا تھا۔ پنجاب میں آکر گورو نانک دیو جی ملا تھا . . . . اسے ہی ملنے کے لئے گورو نانک دیو جی خاص طور پر بغداد گئے تھے "[۳]

بنیر جی کے اس بیان کے پیش نظر جب ہم محسن فانی کی مشہور کتاب دبستان مذاہب کی ورق گردانی کرتے ہیں تو اس کی یہ تحریر ہمارے سامنے آتی ہے کہ:-

"نانک از بیدیا نست . . . . مودی دولت خاں لودھی بود . . . . . .

درویشی بعد سبد دل آورا تصرف کرد"[۴]

محسن فانی کے مندرجہ بالا اقتباس کا ترجمہ سردار رندھیر سنگھ جی سکھ ہسٹری ریسرچ سکالر (شرومنی)

---

[۱] جنم ساکھی بھائی منی سنگھ قلمی ورق ۲۴۸ مطبوعہ ۵۶ [۲] جیسی ہو ئے تیسے فرشتے صفحہ ۱
[۳] دھرم تے سداچار صفحہ ۳۱۔ خالصہ ایڈووکیٹ ۱۴ ستمبر، ۱۷ ستمبر ۱۹۶۳ء۔ خالصہ سماچار ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۳
۲۰ فروری ۱۹۶۴ء رنواں ہندوستان ۲ مارچ ۱۹۶۴ء۔ رسالہ گورو سندیش ۱۹۶۴ء
[۴] دبستان مذاہب صفحہ ۲۲۳

گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے اس طرح کہا ہے کہ:-

"نانک بیدیوں میں سے ہے . . . . . دولت خاں لودی کا مودی تھا . . . . ایک سنت اس رنانکس کو ملا۔ جس نے اس کا دل تصرف میں لے لیا"[۱]

سردار صاحب موصوف نے اس اقتباس کا ترجمہ کرتے ہوئے گورو جی کے دل پر تصرف کرنے والے درویش کا تعارف خود گورو جی کی بیان کردہ بانی سے یوں کروایا ہے

"من دیا گورو اپنے پایا نرمل ناؤں"[۲]

یعنی جب میں نے اپنا دل اپنے گورو کے سپرد کر دیا تو میرا وصال خدائے قدوس سے ہو گیا۔

پروفیسر صاحب سنگھ جی اس سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ ایک سکھ پرچارک کا بیان ہے کہ:-

"اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں کہ . . . . . گورو نانک جی کا گورو مسلمان فقیر مراد تھا"

ان اقتباسات میں بغداد کے جس کتبہ کا ذکر بھی کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ:-

بغداد کا کتبہ

گور مراد ایلدی حضرت رب مجید
بابا نانك فقیر اولہ ایکہ عمارت جدید
یدی ولیلر امداد ایدو تبکلدی کہ تاریخنہ
یاپدی ثواب اجر ایرہ انی مرید سعید
سنہ ۹۱۷[۵]

---

[۱] رسالہ جیون سندیش پٹیالہ اتہاسک انک مئی ۱۹۵۱ء [۲] رسالہ جیون سندیش پٹیالہ اتہاسک انک مئی ۱۹۵۱ء
[۵] سکھوں نے بھی اس کتبہ کی خوب اشاعت کی ہے (ملاحظہ ہو جہان کوش صفحہ ۲۸۷۔ گورو نانک پرکاش سبھا مت صفحہ ۲۵۲ خالصہ سماچار امرتسر ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۳ء۔ رسالہ گورو سندیش وغیرہ۔

مسٹر بنرجی نے اس کتبہ کا یہ ترجمہ کیا ہے :-

"GURU MURAD DIED. BABA NANAK FAKIR HELPED IN CONSTRUCTING THIS BUILDING WHICH IS AN ACT OF GRACE FROM A VIRTUOUS FOLLOWER 927. A.H."

یعنی :- گورو مراد وفات پا گئے۔ بابا نانک فقیر نے اس عمارت کی تعمیر میں ہاتھ بٹایا۔ جو ایک نیک مرید کی طرف سے اظہار عقیدت کے طور پر تھا۔

گورو نانک جی اس تاریخی یادگار کی ایک پاکستانی تاجر نے حال ہی میں نئے سرے سے مرمت کروائی ہے۔ چنانچہ ایک بھارتی رسالہ نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

" اپنے ملک کی شہرت کی بھولی بسری یاد کو تازہ کرنے کا نمبر ملا تو ایک پاکستانی تاجر شریف حسین کو اس نے اس عمارت کی مرمت کروادی " [1]

بعض اور سکھ ودوانوں نے بھی پاکستانی تاجر کا اس عمارت کو نئے سرے سے بنوانا بیان کیا ہے [2] اس سے قبل ترکی حکومت کے زمانہ میں اس عمارت کی مرمت کاظم پاشا نے کروائی تھی۔ جیسا کہ مرقوم ہے کہ :-

" ترکوں کی حکومت کے دوران میں کاظم پاشا نے اس کی مرمت ۱۳۲۰ھ میں کروائی تھی۔ یعنی اسے ایک طرح سے نئے سرے سے بنوا دیا تھا " [3]

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں نے گورو نانک جی کی اس تاریخی یادگار کو قائم رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ یہ بھی ان کے گورو نانک جی کے محب ہونے کی دلیل ہے۔

گورو نانک جی کی وفات !

یہ دنیا سرائے فانی ہے یہاں جو بھی آیا۔ کل نفس ذائقة الموت کے فرمان ایزدی کے مطابق اپنا وقت گزار کر چلا گیا۔

قدرت کے اس اٹل قانون کے مطابق گورو نانک جی بھی اپنی سنسار یاترا ختم کر کے اپنے خالق حقیقی اور مالک کی گود میں چلے گئے۔ سکھ تاریخ سے یہ امر واضح ہے کہ جب آپ کی وفات

---

[1] نانک پرکاش سمپادت ص ۱۰۵ و اخبار خالصہ سماچار امرت سر ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۳ء
[2] رسالہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ مارچ ۱۹۶۱ء [3] رسالہ گورمت پرکاش امرت سر نومبر ۱۹۶۳ء و گورو سندیش بابت دسمبر ۶۲
[3] رسالہ گورو سندیش مارچ ۱۹۶۳ء

ہوئی مسلمانوں نے آپ کو اپنا بزرگ ظاہر کر کے آپ کی تجہیز و تکفین اسلامی طریق پر کرنے کا مطالبہ کیا۔ مسلمانوں کا مطالبہ اس بات کی دلیل ہے کہ گورو جی کے دل میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے محبت بھرے جذبات تھے۔ ایک سکھ ودوان سردار سردول سنگھ کوشیر نے مسلمانوں کے اس مطالبہ کے ضمن میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

" اس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں کہ گورو نانک جی کی وفات کے وقت کسی کو معلوم نہیں تھا کہ گورو نانک جی کا مذہب کیا تھا ...... مسلمان کہتے تھے کہ شریعت کے مطابق ان کی نعش دفن کی جانی چاہیے آج کل بھی جو لوگ گورو نانک جی کے اپدیش پڑھتے ہیں وہ پختہ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ ان کا مذہب کیا تھا ..... گورو جی میں ہر ایک کو اپنے مذہب کے اچھے اصول نظر آتے تھے " [1]

ایک اور سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ مسلمانوں نے یہ کہا تھا کہ :-

" بابا جی پکے مسلمان و حاجی ہیں۔ ہم ان کے جسم کو دفن کریں گے " [2]

سکھ تاریخ سے یہ امر واضح ہے کہ گورو نانک جی نے اپنی زندگی کے آخری حصہ میں دریا راوی کے کنارے کرتار پور نام کا ایک قصبہ آباد کیا ہے۔ جو آج کل تحصیل شکر گڑھ میں دربار صاحب کرتار پور کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس نگر کو آباد کرنے کے لئے زمین ایک مسلمان رئیس مالک نے بھینٹ کی تھی [3] گورو جی نے جب یہ قصبہ آباد کیا۔ تو اپنے گھر کے متصل ایک مسجد بھی تعمیر کروائی تھی اور اس میں نماز پڑھانے کے لئے ایک امام بھی مقرر کیا تھا۔ گورو جی کی وفات پر اس زمانہ کے مسلمانوں نے یہ بات گورو جی کا اسلام سے تعلق ثابت کرنے کے لئے بطور دلیل کے پیش کی۔ جیسا کہ مرقوم ہے کہ :-

" بسبب گشیدگی نعش و باعث مخاصمہ اہل اسلام ایں لبد کہ بابا مشار الیہ متصل مکان سکونت مسجد بنا کردہ امام برائے مسجد مقرر نمود و چوں مسلمانان برائے نماز مشغول می شوند " [4]

مشہور سکھ بزرگ بھائی کیسر سنگھ جی چھبر بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے گورو نانک جی کی وفات کے بعد گورو جی کی یادگار کے طور پر ایک مسجد بنوائی اور کنواں بھی لگوایا۔ چھبر صاحب نے ان دونوں چیزوں کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا تھا جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ :

---

[1] کلتار کے گورو ص ۳۶ [2] مختصر و مکمل تواریخ گورو خالصہ اردو ص ۶۳
[3] سکھ اتہاس حصہ اول ص ۶۰ [4] عبرت نامہ ص ۱۲۱

دو پٹ لینے ترکاں توڑ — ترکاں دے کے کینی گور
جاگا کھود تاں کھوہ کیتا — اینہاں پانس بنائے مکتبہ فیا
کھیے تسبیت بیٹھ کوپ براجا — وہ پڑھدے کلمہ اتے نواجا
تسنگھ کتیر ایہہ کتھا سناوے — تسبیت کو آں دو دوں ڈھ جاوے
ادس کوٹے اشنان اساں بھی ہے کیتا — ادس کوٹے کا جل امرت ہے میٹھا [۱]

بھائی کیسر سنگھ جی چھبر کے اس بیان سے واضح ہے کہ مسلمانوں نے گورو جی کی آخری یادگار کے طور پر مسجد تعمیر کروائی تھی اور کنواں بھی لگوایا تھا اس سے ظاہر ہے کہ گورو جی کے زمانہ کے مسلمان انہیں اپنا بزرگ تصور کرتے تھے۔ ورنہ آج تک مسلمانوں کی طرف سے کسی ایسے شخص کی یادگار کے طور پر جسے اسلام سے کوئی تعلق نہ ہو۔ کسی مسجد کا بنانا ثابت نہیں کیا جا سکتا

گورو نانک جی کی یادگاریں

گورو نانک جی کی بعض یادگاریں ایسی ہیں۔ جو یہ ظاہر کرتی ہیں کہ گورو جی کو اسلام اور مسلمانوں سے خاص لگاؤ تھا۔ ان یادگاروں میں سے ایک تو گورو جی کا چولہ صاحب ہے جو آج بھی ڈیرہ بابا نانک صاحب میں گورو جی کی اولاد سے تعلق رکھنے والے بیدی صاحبان کے پاس ہے۔ اس چولہ صاحب کے ہم خود بھی دو مرتبہ درشن کر چکے ہیں۔ اس پر قرآن شریف کی مختلف آیات درج ہیں۔ جو عربی زبان کے مختلف رسم الخطوں میں لکھی ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک آیت یہ ہے کہ

ان الدین عند اللہ الاسلام

نیز کلمہ طیبہ :-

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بھی درج ہے اور سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص بھی اس پر لکھی ہوئی ہیں۔ اس چولہ صاحب کا سالانہ میلہ ۲۱۔ ۲۲ اور ۲۳، پھاگن کو ہر سال منایا جاتا ہے جب کہ دور و نزدیک سے ہزاروں عقیدت مند جمع ہوتے ہیں اور چولہ صاحب کے درشن کر کے خوش ہوتے ہیں۔

ایک سکھ ودوان نے اس چولہ صاحب سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ :-

"بابا کابلی مل جی نے . . . . چولہ صاحب بڑے پریم سے لا کر یہاں رکھا۔ اب جس کے درشن کرنے سے گورو صاحب کے درشن ہوتے ہیں۔ درشن کرنے ہی دل

---

[۱] جنسا دلی نامہ چرن دوجا۔

کو راحت محسوس ہوتی ہے" [۱]

۲۔ باوا جی کی دوسری یادگار ان کی وہ حمائل شریف ہے جسے وہ سفروں میں اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے اور جسے سکھوں میں پوتھی صاحب کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس بارہ میں ایک سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ :-

"گورو ہر سہائے میں ایک قرآن شریف رکھا ہوا ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ یہ وہ قرآن شریف ہے جسے گورو صاحب مکہ مدینہ کے سفر میں اپنے ساتھ لے گئے تھے" [۲]

جنم ساکھی بھائی بالا کے اردو اڈیشنوں میں مرقوم ہے کہ گورو جی جب مکہ معظمہ گئے تھے تو انہوں نے اپنے ساتھ قرآن شریف بھی رکھا تھا [۳]

علاوہ ازیں سکھ بزرگ بھائی گورداس جی نے گورو نانک جی کا مکہ مدینہ جانا بیان کرتے ہوئے کتاب بغل میں لکھا ہے [۴] ایک سکھ سکالر سردار جی بی سنگھ جی نے اس سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ :

"بھائی گورداس جی نے بھی کتاب بغل بیان کیا ہے۔ جس کے معنے حمائل شریف کئے جا سکتے ہیں۔ حمائل چھوٹی تقطیع کے قرآن شریف کو کہتے ہیں جو ہلکا ہونے کی وجہ سے مسلمان ایک غلاف میں لپیٹ کر گلے لٹکا لیا کرتے ہیں" [۵]

۳۔ مسلمانوں نے گورو نانک جی سے اپنا تعلق واضح کرنے کی غرض سے اور بھی متعدد مقامات پر گورو نانک جی کی تاریخی یادگاریں قائم کی ہیں۔ ان میں سے ایک یادگار کا علم ۱۹۱۸ء میں ہوا جب کہ سکھ بٹالین جنگ کے دوران بغداد گئی تھی۔ وہاں اس کے افسر نے ایک یادگار دیکھی تھی جہاں پر گورو نانک جی نے شاہ بہلول اور حضرت مراد جی سے بات چیت کی تھی وہاں کے سجادہ نشین سید محمد یوسف نے بیان کیا تھا کہ وہ دسویں پشت سے اس جگہ جانشین ہیں۔ اس یادگار کے ارد گرد چار دیواری بنی ہوئی ہے اور درمیان میں ایک کتبہ لگا ہوا ہے جس سے متعلق ہم اس سے قبل کچھ وضاحت کر چکے ہیں۔

۴۔ ڈاکٹر کرتار سنگھ جی گیانی نے اپنے سفر نامے میں یہ بیان کیا ہے کہ افغانستان میں زیارت شاہ ولی بابا نانک جی کے نام پر ایک یادگار ہے اس سے متعلق شیر پنجاب اخبار نے ایک مرتبہ یہ بیان کیا تھا کہ یہ گورو نانک جی کی ہی یادگار ہے۔

---

[۱] گورو دھام دیدار ص ۳۰۰
[۲] جنم ساکھی بھائی بالا اسعدد ص ۱۴۹
[۳] پراچین بیڑاں ص ۲۰۔
[۴] اخبار خالصہ سماچار امرتسر ۸ اکتوبر ۱۹۳۲ء
[۵] واراں بھائی گورداس وار پہلی پوڑی ۳۲

۵۔ قندھار سے جانب دکن مغرب ۳۰ - ۲۵ میل دور ایک استھان ہے یہ ۸۷۸ فٹ کا ایک ٹھڑا ہے اور اس کا مجاور ایک مسلمان ہے یہ کسی بھی زائر کو اشنان کئے بغیر اندر پاؤں رکھنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس مجاور کے ہاتھوں سے تمام ہندو اور سکھ کھا لیتے ہیں [1]

۶۔ جلال آباد (افغانستان) میں گوروجی کا ایک چشمہ وہاں کی حکومت کے ماتحت ہے بیساکھی کے دن سکھ وہاں دیوان لگاتے ہیں۔ اور حکومت کی طرف سے انہیں اس دیوان کے سلسلہ میں ہر ممکن امداد دی جاتی ہے اور متعدد سرکاری افسر سکھوں کی دلجوئی کے پیش نظر اس دن جلوس میں شامل ہوتے ہیں [2]

۷۔ اسی طرح دکن میں گوروجی کا ایک یادگاری استھان نانک جھیرہ ہے اور یہ استھان مسلمانوں نے ہی بنایا ہوا ہے اور مسلمان ہی اس پر قابض ہیں [3]

۸۔ مسلمانوں نے ملتان میں بھی گوروجی کی ایک یادگار بنائی تھی [4]

۹۔ سرسہ ضلع حصار میں بھی مسلمانوں نے گورو نانک جی کی ایک یادگار بنائی تھی [5] اور تقسیم پنجاب سے قبل وہاں مسلمان ہی قابض تھے سرسہ سے متعلق یہ بھی مذکور ہے کہ وہاں گورو نانک جی۔ شیخ فرید ثانی) شمس الدین اور خواجہ روشن دین کے ساتھ چلہ میں بیٹھے تھے [6] اور یہ استھان گورو نانک جی کے چلہ کی یادگار میں بنایا گیا تھا۔

۱۰۔ بالاکوٹ میں گورو نانک جی کی یادگار کے طور پر ایک استھان مسلمانوں نے بنایا تھا [7]۔

۱۱۔ امین آباد ضلع گوجرانوالہ میں گوروجی کی ایک یادگار روڑی صاحب کے نام پر موجود ہے یہ مقام پہلے محمد شاہ غازی نے بنوایا تھا [8]۔

۱۲۔ گوروجی کی ایک یادگار جسے عام طور پر سکھ گوردوارہ ننگاہا صاحب کے نام سے موسوم کرتے ہیں مسلمانوں نے بنائی تھی [9]۔

یہاں یہ بیان کر دینا بھی نامناسب نہ ہوگا کہ مسلمانوں نے سری گورو نانک جی کی جتنی بھی یادگاریں قائم کی ہیں۔ ان سب کی شکل یا تو مساجد کی مانند ہے اور یا پھر تکیوں کی طرح ہے

---

[1] اخبار شیر پنجاب کا شہیدی نمبر ۹ رجون ۱۹۴۰ء [2] افغانستان میں ایک ماہ ص۸۸
[3] گوردوارے درشن ص۳ و خورشید خالصہ ص۲۱۹ [4] گوردوارے درشن ص۱
[5] نانک پرکاش سپادت ص۱۰۲ [6] گوردوارے درشن ص۴۲ و خورشید خالصہ ص۲۱۹
[7] گوردھام سنگرہ ص۱۳۶ رسالہ امرت اتر نومبر ۱۹۳۸ء [8] گوردھام سنگرہ ص۲۶
[9] خورشید خالصہ ص۲۲۲

چنانچہ گیانی گیان سنگھ جی نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"گوروجی ادھر جہاں جہاں بھی گئے وہاں وہاں کے مقام بھی گوروجی کے مساجد کی شکل میں بنے ہوئے ہیں جنہیں ولی ہند کے مقام کہا جاتا ہے" [1]

ایک اور سکھ ودوان ماسٹر مہتاب سنگھ جی نے اسلامی ممالک میں مسلمانوں کی طرف سے بنائی گئیں گوروجی کی یادگاروں سے متعلق یہی بیان کیا ہے کہ وہ مساجد کی مانند ہیں [2] اور کئی ایسی یادگاریں بھی ہیں جن کی شکل وصورت تکیوں کی طرح ہے [3]۔

پنجاب پردیش کانگرس کے ممبر سردار نرندر سنگھ بھلیر نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"مسلمانوں نے کئی جگہوں پہ گورو نانک صاحب کی یادگاریں بھی قائم کیں ...... جہاں مسلمانوں نے گورو صاحب کی ...... یادگاریں قائم کیں وہاں ہندوؤں کی طرف سے کچھ نہ کیا گیا بلکہ ہمیشہ گوروؤں کے راہ میں روڑے اٹکائے گئے" [4]

سکھ تاریخ شاہد ہے کہ جہاں مسلمانوں نے گورو نانک جی کے نام پر یادگاریں بنائیں وہاں سکھوں کے ہاتھوں بنی ہوئی یادگاروں میں سکھوں کا ہاتھ بھی بٹایا چنانچہ اس کی چند ایک مثالیں مثالیں کی جاتی ہیں۔

۱۔ **گوردوارہ نانک متا پیلی بھیت** گورونانک متا اترپردیش کے شہر پیلی بھیت میں ہے۔ اس کیا تھ کچھ گاؤں اودھ کے نوابوں کی طرف سے بطور جاگیر کے چلے آرہے ہیں ہیں [5]۔ جن کی سالانہ آمدن کئی ہزار روپے ہے۔ اور یہ سب گوردوارہ پر خرچ ہوتی ہے۔

۲۔ **چندن کا چوزہ** سردار گوربخش سنگھ جی شمشیر جھبالیئے نے بیان کیا ہے کہ ایک مسلمان فقیر حاجی محمد مسکین گورو نانک جی کے محب تھے۔ وہ امرتسر آئے ۳۱ر دسمبر ۱۹۲۵ء کو دن کے دو بجے انہوں نے ایک قیمتی چوزہ جو کہ چندن کی لکڑی سے تیار کیا تھا بھائی ہیرا سنگھ جی راگی کے ذریعہ دربار صاحب کی بھینٹ کیا۔ اس نانک پریمی مسلمان نے یہ چوزہ پانچ سال اور سات مہینے لگا کر بڑی محنت سے تیار کیا تھا۔ اس کی ایک لاکھ پینتالیس ہزار باریک تاریں

---

[1] تواریخ گورو خالصہ ص۲۵۷ [2] ناداں تے تھاواں دا کوش ص۳۵۰
[3] گوردھام دیدار ص۲۹ [4] سکھوں کے لئے ہندو اچھے ہیں یا مسلمان ص۵
[5] براجیہ ہیرالڈ ص۲۹۹

ہیں۔ اس پر ۹ من ۱۴ سیر چندن کی لکڑی خرچ ہوئی ہے۔ آج کل یہ قیمتی چیز بڑی حفاظت سے جلو خانہ میں رکھا ہوا ہے۔ جب یہ چنور فقیر جی نے بھینٹ کیا تھا۔ تو سری مہر چند صاحب کی طرف سے یکصد پونڈ اور قیمتی دو شالے انہیں بطور خلعت کے دیئے گئے تھے!

جنم استھان کی خدمت

ننکانہ صاحب کے گوردوارہ جنم استھان کے شمال مشرق کی جانب دروازوں کے دونوں طرف سنگ مرمر کے سفید پتھر دیوار میں لگے ہوئے ہیں ان میں سے ایک پر یہ عبارت کندہ کی ہوئی ہے۔

"سیوا کروائی حکیم بھولے خان موضع رڑ کا ۔۔ ۶ رکھ برانچ ضلع لائل پور یکم اساڑھ ۱۹۸۶ بکرمی"

اور دوسرے پتھر پر یہ کندہ ہے :-

"سیوا کروائی بیگم صاحبہ دھرم پتنی حکیم بھولے خان موضع رڑ کا ۔۔ ۶ رکھ برانچ ضلع لائل پور یکم اساڑھ ۱۹۸۶ء"

پنجہ صاحب کا گوردوارہ

گیانی گیان سنگھ نے پنجہ صاحب کے گوردوارے کے تذکرہ میں بیان کیا ہے کہ پنجہ صاحب کا سرور خواجہ شمس الدین جی نے بنوایا تھا[1]

۵۔ خان خلافت کی طرف سے گورو نانک جی کے یادگاری مقام گوردوارہ کے نام خان خلافت کی طرف سے جاگیر لگائی گئی تھی[2]

۶۔ نانک جھیرا حیدرآباد دکن کے ساتھ ریاست حیدرآباد کی طرف سے کافی جاگیر ہے جس کی بہت آمد ہے[3]

۷۔ گوردوارہ بیر صاحب کے مہنت کے نام ایک سند محمد شاہ بادشاہ کی لکھی ہوئی ہے اس میں دو آنہ روزانہ ہمیشہ کے لئے شاہی خزانہ سے دیئے جانے کا حکم ہے"[4]

۸۔ گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ جب اورنگ زیب کی فوج آسام کو فتح کرکے واپس آئی تو اس کے سپاہیوں نے راجہ لشن سنگھ کے کہنے پر گورو نانک جی کے استھان کی خدمت کی اور ہر سپاہی نے پانچ پانچ ڈھالیں مٹی کی بھر کر ڈالیں اور یہ استھان تیار کر دیا[5]

۹۔ جماعت احمدیہ نے ایک مرتبہ گوردوارہ پنجہ صاحب کی تعمیر کے وقت اور دوسری مرتبہ پٹنہ صاحب

---

[1] رسالہ امرت امرتسر مئی ۱۹۳۸ء
[2] گوردھام سنگرہ صـ۲۲
[3] گوردوارے درشن صـ۵۰
[4] گوردوارے درشن صـ۴۹
[5] گورد دھام دیدار صـ۲۸
[6] تواریخ گورو خالصہ صـ۱۳۷

(بہار) کی تعمیر کے وقت پانچ پانچ سو روپیہ عطیہ دیا گیا[1]

اسی طرح بعض اور گوردواروں کی تعمیر میں اینٹوں وغیرہ سے بھی امداد گئی[2]

گورو نانک جی کی یادگاروں کا مسلمانوں کے ہاتھوں بنایا جانا یا ان یادگاروں کے بنانے میں مسلمانوں کا حصہ لینا اس امر کی دلیل ہے کہ مسلمان گورو جی کو اپنا ایک بزرگ تصور کرتے تھے۔ اور مسلمانوں کا یہ نانک پیار کسی خاص ملک یا زمانہ کی حد تک ہی محدود نہیں رہا ہے بلکہ وہ ہر زمانہ میں گورو جی کو اپنا ایک بزرگ تصور کرتے رہے ہیں۔

مشہور سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ جی نے بغداد کے مسلمانوں سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ :-

"بغداد میں عموماً لوگ ان (گورو نانک جی) کو مسلمان پیر خیال کرتے ہیں"[3]

سکھ ودوان اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ گورو نانک جی نے بغداد کے مسلمانوں کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے اپنا تعلق اسلام کی توحید سے بیان کیا تھا جیسا کہ پروفیسر کرتار سنگھ جی نے لکھا ہے کہ گورو جی نے وہاں کے مسلمانوں سے یہ بیان کیا تھا کہ :-

"صرف اس وجہ سے کہ میں اس خدائے واحد کا پرستار ہوں جس جیسا اور جس کے برابر اور کوئی نہیں۔ اس خدائے واحد کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ کرنے کے سبب سے میں مسلمان کہلانے والوں سے اسلام کی خالص توحید کے اصول کے زیادہ قریب ہوں"[4]

ایران میں بھی ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو گورو جی کو اپنا ایک بزرگ تصور کرتے ہیں[5]۔ اسلامی ممالک کے مسلمانوں کا گورو نانک جی کو اپنا بزرگ تصور کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ گورو جی مسلمانوں سے محبت سے پیش آتے تھے۔ سکھ ودوان اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ گورو جی کی زندگی کا بیشتر حصہ اسلامی ممالک میں ہی گزرا ہے جیسا کہ گیانی شیر سنگھ جی کا بیان ہے کہ :-

"سری گورو نانک جی نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ اسلامی ممالک میں بسر کیا ہے"[6]

سکھ مؤرخین اس امر کے بھی معترف ہیں کہ گورو جی اسلامی ممالک میں مسلمانوں کے ساتھ ابھید برتتے تھے یعنی ان سے کسی قسم کی چھوت چھات نہیں کرتے تھے جیسا کہ ایک سکھ ودوان نے لکھا ہے :-

"تیسری اداسی میں عرب، ایران، افغانستان وغیرہ اسلامی ممالک میں ست گورو جی

---

[1] شیر پنجاب ۳ مارچ ۱۹۳۵ء
[2] شیر پنجاب ۱۳ مارچ ۱۹۵۸ء
[3] تواریخ گورو خالصہ اردو صـ۱۳۹
[4] جیون کتھا گورو نانک جی صـ۳۲۲
[5] اخبار شیر پنجاب گولڈن جوبلی نمبر ۱۹۶۲ء
[6] گورو گرنتھ تے پنتھ صـ۸

نے تقریباً تین سال گزارے تین سالوں کی مدتیاں ہندوستان سے پلا کر ساتھ نہیں لیجا سکتے تھے۔[1]
اورنگ زیب نے گوروجی کے مسلمانوں کے ساتھ اچھے برتنے کی یہ شہادت دی ہے کہ:
"گورو نانک نے) اسلامی ممالک میں کئی سال پھر کر مسلمانوں سے محبت پیدا کی۔ اچھے
برتتے رہے۔ انہوں نے دوئی کو دور کیا ہوا تھا۔"[2]

ایک سکھ ودوان پروفیسر شیر سنگھ جی گیانی نے گورو نانک جی کے مسلمان فقیروں
سے گہرے تعلقات اور نظریات میں یگانگت کے بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:-
"گورو نانک جی کا دوسرے مسلمان صوفی فقیروں کے ساتھ بہت گہرا تعلق تھا......
گوروجی بابا فرید ثانی (شیخ براہم) سے ملے تھے یہ پاک پٹن میں بابا فرید اول (شیخ فرید
شکر گنج) سے تیرہویں جگہ تھے .... صوفی زندگی اور سکھ مارگ میں متعدد باتیں
مشترک ہیں۔ خدا تعالےٰ کا ذکر یعنی نام جپنا۔ کیرتن کرنا۔ خدا تعالےٰ کی
حمد بیان کرنا۔ لنگر کا سدا برت لگانا صوفیوں اور سکھوں میں سرسری
نظر سے دیکھنے والے کو مشترک نظر آجائیں گے۔ تمام مذاہب اور فرقوں
کا احترام کرنا۔ ہر ایک مذہب کے بزرگوں۔ پیغمبروں۔ اوتاروں کی عزت
کرنا دوسروں کے عقائد اور نظریات کو برداشت کرنا۔ اور عمل سے پیار کرنا۔
بیرونی دکھاوے کی جگہ اندرونی اخلاق اور روحانیت پر زور دینا گورو نانک جی
کی تعلیم اور صوفیوں میں ایک ہی شکل میں ہے۔"[3]

یہی وہ نظریات میں یگانگت تھی جس کی بنیاد پر مسلمانوں نے گورو نانک جی کو
اپنا بزرگ تصور کیا۔ اور صدق دل سے ان کا احترام کیا۔ اور اب تک گوروجی کا
احترام کرتے چلے آرہے ہیں اور جھوم جھوم کر پڑھ رہے ہیں:-

بود نانک عارف مرد خدا
راز ہائے معرفت را رہ کشا[4]

پھر اٹھی آخر صدا توحید کی پنجاب سے
ہند کو اک مرد کامل نے جگایا خواب سے[5]

---

[1] دھرم تے سداچار صـ۶۱
[2] تواریخ گورو خالصہ صـ۹۲
[3] گورمت درشن صـ۱۴۵
[4] ست بچن صـ۳
[5] بانگ درا صـ۲۷۰

(۲) گورو انگد جی اور مسلمان

بقول سکھ مورخین کے گورو انگد جی ۱۵۹۶ بکرمی مطابق ۱۵۳۸ء میں گورو مقرر ہوئے
تھے اور ۱۳ سال گورو یائی کرنے کے بعد ۱۶۰۹ بکرمی (مطابق ۱۵۵۲ء) میں فوت ہو گئے تھے۔ سکھ
تاریخ سے یہ امر واضح ہے کہ گورو انگد جی کے اولین مخالف گورو نانک جی کے فرزندار جمند بابا
سری چند جی اور بابا لکھمی چند جی تھے۔ وہ خود کو گورو نانک جی کے بیٹے ہونے کی وجہ سے گدی کے
زیادہ حق دار سمجھتے تھے اور گورو نانک جی نے گورو انگد جی کو اس امر کی تاکید کر دی تھی کہ وہ
ان کی وفات کے بعد کرتارپور میں نہ رہیں بلکہ اپنے گاؤں کھڈور صاحب چلے جائیں۔ گوروجی
کے اس ارشاد کی تعمیل میں گورو انگد جی نے اپنی بقیہ زندگی کھڈور صاحب ہی میں بسر کی اور کرتارپور
کی سکونت ترک کر دی۔

کھڈور صاحب میں ایک ہندو جوگی شونا تھ بھی رہتا تھا۔ اسے گوروجی سے بہت بغض
اور عناد تھا۔ اور وہ ہمیشہ اس تاک میں رہتا تھا کہ گوروجی کو نقصان پہنچایا جائے۔ ایک مرتبہ
اتفاق سے بارش نہ ہوئی اور قحط کی سی صورت پیدا ہو گئی۔ شونا تھ جوگی نے یہ موقع غنیمت سمجھا
اور گاؤں کے لوگوں کو یہ کہا کہ:-

"بارش تو ہو سکتی ہے لیکن تم لوگ تو ہماری پوجا کرنے کی بجائے ایک اور شخص (گورو
انگد) کو گورو بنائے بیٹھے ہو۔ اگر تم اسے گاؤں سے نکال دو میں بارش کروا دوں گا۔"[1]

غرض مند دیوانوں نے اس جوگی کے کہنے پر گورو انگد جی کو گاؤں سے نکال دیا۔ لیکن بارش پھر
بھی نہ ہوئی۔ شونا تھ نے بہت جنتر منتر کئے لیکن وہ بارش برسانے میں کامیاب نہ ہو سکا
اسی عرصہ میں امر داس جی جو بعد کو گورو امر داس کہلائے گورو انگد جی کے درشن کرنے کی غرض سے
کھڈور صاحب آئے۔ انہیں جب یہ علم ہوا کہ گاؤں کے لوگوں نے جوگی کے کہنے پر گوروجی کو
کھڈور صاحب سے نکل جانے پر مجبور کیا ہے تو انہیں اس کا بہت افسوس ہوا۔ انہوں نے گاؤں
کے لوگوں سے کہا تم نے اس جوگی کے کہنے پر یہ بہت بڑی حماقت کی ہے۔
سکھ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد لوگوں نے تنگ آکر اس جوگی کو پکڑ لیا۔
اور گاؤں میں گھسیٹنا شروع کر دیا۔ اتفاق سے بارش ہو گئی اور جوگی کو لوگوں نے کھیتوں میں

---

[1] گورمت بیچار صـ۱۰۶۔

اتنا گھسیٹا کہ اُس نے دم توڑ لیا۔

ایک سکھ وددان سنگھ صاحب گیانی پرتاپ سنگھ جی لکھتے ہیں کہ:۔

"جوگی کے جھوٹے دعدوں سے لوگ بہت تنگ آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے شونانھ کو پکڑ کر گھسیٹنا شروع کر دیا اور اس کی ہڈی پسلی توڑ ڈالی اتفاق سے بارش بھی ہو گئی [1]

سکھ مورخین بیان کرتے ہیں کہ جب شیر شاہ سوری نے ہمایوں کو شکست دے کر دہلی کے تخت پر قبضہ جما لیا اور ہمایوں شکست کھا کر کابل کی طرف جا رہا تھا تو اس کے ماموں میرزا قاسم بیگ نے کہا کہ گورو نانک جی نے بابر کو سات پشتوں تک حکومت کرنے کا "ور" دیا تھا ان کے گدی نشین گورو انگد جی سے مل کر اس شکست کا سبب دریافت کرنا چاہیے [2]

اس کے بعد بقول گیانی گیان سنگھ جی ہمایوں بادشاہ گورو انگد جی کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت گورو صاحب مراقبہ میں تھے انہوں نے ہمایوں کی طرف کوئی توجہ نہ دی بادشاہ کو یہ بات ناگوار گزری اس نے تلوار سونت لی اتنے میں گورو جی بھی بیدار ہو گئے انہوں نے بادشاہ سے کہا کہ یہ تلوار شیر شاہ سوری کے مقابلہ کے وقت کہاں تھی ہم فقیر دل پر تلوار کی بہادری دکھانا چاہتے ہو! بادشاہ یہ سن کر بہت شرمندہ ہوا گورو جی نے فرمایا کہ:۔

'بعد چند سال کے تم ہند کے بادشاہ ہو جاؤ گے بلکہ اسی حالت میں تمہارے گھر ایک شہزادہ صاحبِ اقبال و نیک نام ایسا پیدا ہو گا۔ کہ تمام ہندوستان اور افغانستان پر حکومت کرے گا۔ چنانچہ ایک مدت کے بعد گورو صاحب کا قول پورا ہو گیا" [3]

اس سے واضح ہے کہ ہمایوں بادشاہ کے ذریعہ ہند میں دوبارہ مغل حکومت کا قیام گورو انگد جی کے "ور" کا نتیجہ تھا۔

گیانی گیان سنگھ جی نے ایک مقام پر یہ بھی بیان کیا ہے کہ گورو انگد جی نے اس بات کی بھی تصدیق کی تھی کہ ہندوستان میں مغلیہ حکومت کا قیام گورو نانک جی کے "ور" کا نتیجہ ہے چنانچہ بقول گیانی جی کے گورو انگد جی نے ہمایوں سے یہ کہا تھا کہ:۔

"بارہ تیرہ سال کے بعد پھر تو دہلی کا بادشاہ بن جائے گا اور سات پشتوں تک حکومت کرے گا۔ گورو نانک جی کا قول کبھی خطا نہ ہو گا" [4]

ایک وددان جی نے یہ بیان کیا ہے کہ ہمایوں نے گورو انگد جی پر جو تلوار سونتی تھی اس

---

[1] گورمت بیکچر ص۱۰۶
[2] تواریخ گورو خالصہ اردو
[3] تواریخ گورو خالصہ ص۳۶۰
[4] تواریخ گورو خالصہ ص۳۶۰

میں گورو جی کے دشمنوں کا ہاتھ تھا۔ انہوں نے ہمایوں کو اس کی تلقین کی تھی۔ جیسا کہ مرقوم ہے کہ

"تاریخ اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ مذکورہ مخالف جماعت (ہندو ٹولہ) نے گورو انگد صاحب کو شہید کرانے کی غرض سے ہمایوں سے تلوار اٹھوائی تھی۔ مگر اکال پورکھ کی کرپا سے ان کا مقصد حاصل نہ ہوا اور ہمایوں گورو صاحب کا مرید بن کر گیا" [1]

ایک سکھ وددان نے ہمایوں کے بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"ہمایوں اپنے باپ کی طرح بہت وسیع القلب سخی اور رحم دل تھا اس کی طبیعت میں حلیمی حد سے زیادہ تھی۔ اس کا انتظام بہت اچھا تھا . . . . . وہ ایک اچھا عالم تھا۔ اسے علم و فنون میں بہت مہارت حاصل تھی" [2]

(۳) گورو امرداس جی اور مسلمان!

گورو انگد جی کے بعد سکھ دنیا گورو امرداس جی کو اپنا تیسرا گورو تسلیم کرتی ہے بقول سکھ مؤرخین کے یہ گورو جی بیساکھ سُدی ۱۴ / سنہ ۱۵۲۶ بکرمی میں پیدا ہوئے تھے عجیب بات یہ ہے کہ یہی تاریخ پیدائش گورو نانک جی کی ہے۔ اس طرح یہ دونوں گورو صاحبان ہم عمر تھے۔ لیکن ان دونوں گورو صاحبان کا آپس میں کبھی ملنا یا کسی مسئلہ پر بات چیت کرنا سکھ کتب سے ثابت نہیں بقول سکھ مورخین کے گورو نانک جی کے زمانہ میں سکھ بنے تھے دھرم بھی قبول نہیں کیا یہ دوسرے گورو انگد جی کے زمانہ میں سکھ بنے۔ پہلے تو آبائی مذہب میں ہی زندگی بسر کرتے تھے۔ گورو امرداس جی کے والد ماجد کا نام سری تیج بھان تھا۔ اور ان کی والدہ ماجدہ کو ماتا لکھمی جی کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ امرداس جی ۱۵۹۸ء بکرمی مطابق (۱۵۴۱ء) میں گورو جی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس سے قبل ان کا سکھ دھرم سے کوئی تعلق نہ تھا اور گورو انگد جی نے انہیں چیت سُدی یکم ۱۶۰۹ بکرمی میں اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ اور یہ گورو صاحب ۲۲ سال تک گورو یائی کرنے کے بعد ۱۰۵ سال کی عمر میں ۱۶۳۱ بکرمی (مطابق ۱۵۷۴ء) میں وفات پا گئے تھے۔ مشہور سکھ وددان بھائی سنتو سنگھ جی نے بیان کیا ہے کہ بہت سے ہندوؤں نے مل کر اکبر بادشاہ کے پاس گورو امرداس جی کے خلاف یہ دعویٰ کیا تھا کہ گورو جی نے تمام ہندو دھرم بدل دیا ہے اس کی روک تھام کی جائے ورنہ بعد کو بہت دقت پیش آئے گی اور پھر اس کا تدارک نہ ہو سکے گا جیسا کہ مرقوم ہے کہ ہندوؤں نے اکبر کے دربار

---

[1] سکھ ہندو نہیں ص۸
[2] گوردن ٹمپل ہند دا اتہاس۔

میں حاضر ہو کر یہ کہا تھا کہ :۔

نم مریادہ راکھن ہارے — بگرت کو جگ دینہ سدھارے
گوئند وال امر گور ہوآ — بھید ورن چاروں کا کھوآ
رام گائتری منتر نہ جپیو — داگورو کی تھاپنا تھپیو
جگ چاروں میں کہیں نہ ہوئی — جم ریاد بگاری سوئی
شرتی سمرت کے راہ نہ چلے — من کو مت کر بھٹے نرالے
ہمری کرد عدالت ایہی — دوڑھ ہوئے دھرم سوراج بدیہی
پسر جائے سب جگت لبسالا — بن شکل ہوئے لکھیے نہ ٹالا [۱]

سکھ مورخین بیان کرتے ہیں کہ اکبر بادشاہ نے ان کی عرضی سن کر یہ حکم دیا کہ جب تک دوسرے فریق کی بات نہ سنی جائے اس سے متعلق کوئی فیصلہ کرنا درست نہ ہوگا۔ اس نے گورو جی کی طرف مراسلہ بھجوایا کہ آپ کے خلاف ہندوؤں نے یہ شکایت کی ہے۔ آپ ان کے مذہب کو بگاڑ رہے ہیں۔ اس لئے آپ خود آئیں یا اپنا کوئی نمائندہ بھجوا کر اس کا جواب دیں [۲]

ایک اور سکھ وِدوان نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :۔

"ہندوؤں نے مل کر اکبر کے پاس فریاد کی گورو امرداس ہمارا دھرم بگاڑ رہا ہے اور ایک نیا دھرم چلا رہا ہے ...... اکبر نے گورو صاحب کے پاس مراسلہ بھیجا کہ آپ چونکہ عمر رسیدہ ہیں۔ اس لئے آپ کو تکلیف ہوگی۔ آپ اپنے کسی نمائندے کو لاہور بھجوا دیں۔ میں لاہور آ رہا ہوں ہندوؤں نے آپ کے خلاف جو عرضی دی ہے آپ کا آدمی ان باتوں کا جواب دے۔" [۳]

اکبر بادشاہ کا مراسلہ موصول ہونے پر گورو جی اپنے ایک سکھ سری جیٹھا جی کو جو بعد کو گورو رام داس جی کہلائے۔ اپنا نمائندہ بنا کر اکبر کے دربار میں بھیج دیا۔ بادشاہ نے تمام بات چیت سن کر یہ فیصلہ دیا کہ :۔

"میں کسی کے دھرم میں دخل نہیں دیتا اور مجھے ان کے خیالات بہت پسند ہیں یہ فیصلہ سن کر وہ سب فریادی شرمندہ ہو گئے اور اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ اکبر بادشاہ نے سری رام داس جی کی بڑی عزت کی۔" [۴]

---

[۱] گورو رتاپ سورج۔ راس پہلی۔ انسو ۴۳ [۲] اتہاس سکھ گورو صاحبان ص ۱۴۲
[۳] رسالہ سنت سپاہی امرتسر اکتوبر ۱۹۵۱ء [۴] اتہاس سکھ گورو صاحبان ص ۱۵

گورو امرداس جی کے بیان کردہ کلام سے یہ حقیقت واضح ہے کہ سکھ دھرم اختیار کرنے کے بعد انہوں نے گورو نانک جی کے نظریات کا ہی پرچار کیا تھا۔ اور چونکہ وہ نظریات ہندو دھرم کے سراسر خلاف تھے اس لئے ہندوؤں نے مل کر اکبر بادشاہ کے دربار میں گورو جی کے خلاف دعویٰ کیا جو اکبر نے فریقین کے خیالات سننے کے بعد خارج کر دیا گورو امرداس جی ہندو دھرم کے بیان کردہ مسئلہ ذات پات کے سراسر خلاف تھے۔ اور ہندو معاشرے کی بنیادی اینٹ ذات پات کا مسئلہ تھا۔ اس لئے ہندوؤں کا یہ کہنا کہ گورو جی نے ان کے مذہب میں رد و بدل کر دیا ہے اپنی ذات میں غلط نہ تھا۔ لیکن گورو جی ذات پات کے اس لئے خلاف تھے ان کے پیشرو اس مسئلے کو درست تسلیم نہیں کرتے تھے۔ گورو جی نے ذات پات کے بارہ میں یہ اعلان کیا کہ :۔

ذات کا گرب نہ کریؤ کوئی — برہم بندے سو براہمن ہوئی
ذات کا گرب نہ کر مورکھ گوارا — اس گرب تو چلیہے بہت بکارا
چارے ورن آکھے سب کوئی — برہم بند تے سب اوپتہ ہوئی
ماٹی ایک سگل سنسارا — بہ بدھی بھانڈے گھڑے کمہارا
پنچ تت مل دیہی کا آکارا — گھٹ ودھ کو کرے بیچارا
کہت نانک ایہہ جیو کرم بندھ ہوئی — بن ست گور بھیٹے مکت نہ ہوئی [۱]

گورو امرداس جی نے ویدوں سے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا وہ بھی ہندوؤں کے لئے ناقابل برداشت تھے چنانچہ آپ نے فرمایا کہ :۔

بید پڑھے ہر نام نہ بوجھے — مایا کارن پڑھ پڑھ لوجھے
بید باد سب آکھ وکھانے — نہ انتر بھیجے نہ سبد پچھانے
پن پاپ سب بید دِرڑایا گورمکھ امرت پیجے ہے [۲]

ایک اور مقام پہ گورو جی فرماتے ہیں کہ :۔

سمرت شاستر بہت بستھارا — مایا موہ پسریا پسارا [۳]

یعنی :۔

ترے گن بانی وید بیچار — بکھیا میل بکھیا وپار [۴]

گورو امرداس جی کے بیان کردہ یہ شبد بالکل واضح ہیں ان سے صاف معلوم ہو جاتا

---

[۱] راگ بھیروں محلہ ۳ ص ۱۱۲۸ [۲] گورو گرنتھ صاحب۔ راگ مارو محلہ ۳ ص ۱۰۵۰
[۳] گورو گرنتھ صاحب راگ مارو محلہ ۳ ص ۱۰۵۳ [۴] گورو گرنتھ صاحب راگ ملہار محلہ ۳ ص ۱۲۶۲

ہے کہ ویدوں سے متعلق گورو صاحب موصوف کی کوئی اچھی رائے نہ تھی۔ اسی بنا پر ہندو آپ کے مخالف تھے۔ اور آپ کو نقصان پہنچانے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کا کوئی بھی منصوبہ کامیاب نہ ہو سکا۔

ہندو دھرم کا اوتار واد بھی ایک نظریہ ہے جس کی بناء پر سناتن دھرم سے تعلق رکھنے والے لوگ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ وقتاً فوقتاً جانوروں۔ پرندوں اور انسانوں وغیرہ شکلوں میں اس دنیا میں ظاہر ہوتا رہتا ہے گورو امرداس جی اس نظریے کے بھی قائل نہ تھے۔ گورو جی اللہ تعالےٰ کو جنم مرن سے بالا تصور کرتے تھے جیسا کہ ان کا ارشاد ہے کہ:-

جگ جگ کے راجے کئے گاوہے کر اوتاری
تن بھی انت نہ پایا تاں کا کیا کر آکھ ویچاری [1]

ایک اور جگہ پہ گورو جی فرماتے ہیں کہ:

انسا اوتار اپایون بھاؤ دوجا کیا ॥ جیوں راجے راج کماوندے دکھ سکھ بھرمیا
ایشر برہما سیو دے انت تنہی نہ لہیا ॥ نربھو نرنکار الکھ ہے گورمکھ پرگٹیا
تتھے سوگ وجوگ نہ ویاپئی استھر جگ تھیا [2]

گورو امرداس جی نے اس سلسلہ میں یہ بھی فرمایا ہے:-

برہما بشن مہادیو ترے گن بھولے ہومیں موہ ودھایا
پنڈت پڑھ پڑھ مونی بھولے دوجے بھائے چت لایا
جوگی جنگم سنیاسی بھولے بن گور تت نہ پایا
من مکھ سدا بھرم بھولے تنہی برتھا جنم گوائیا
نانک نام رتے سیئی سوہے جے آپے بخش ملایا [3]

گورو امرداس جی ہندو دھرم کے بیان کردہ کرم کانڈ سے متعلق بھی کوئی اچھی رائے نہیں دی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

کرم کانڈ بہو کرہے آچار ॥ بن ناویں دھرگ دھرگ اہنکار
بندھن باندھیں مایا پھاس ॥ جن نانک چھوٹے گور پرگاس [4]

ہندو دھرم کی عبادت میں سندھیا اور گائتری وغیرہ کا پڑھا جانا بھی شامل ہے

---

[1] گورو گرنتھ صاحب راگ آسا محلہ ۳ ص ۴۲۳ ۔ [2] گورو گرنتھ صاحب راگ گوجری محلہ ۳ ص ۵۱۶
[3] گورو گرنتھ صاحب راگ بلاول کی وار۔ شلوک محلہ ۳ ص ۸۵۲ ۔
[4] ۔ گورو گرنتھ صاحب راگ گوڑی محلہ ۳ ص ۱۶۲

گورو امرداس جی کا اس سے متعلق یہ نظریہ تھا کہ:-

گور پرسادی ودھ حارے ہنو آستھر سندھیا کرے ویچار
نانک سندھیا کرے من مکھی جیو نہ ٹکے مرپچے ہوئے خوار [1]

یعنی:-

سندھیا ترپن کرہے گائتری بن بوجھے دکھ پائیا [2]

ہون اور یگ بھی ہندو لوگ اپنی عبادت کا حصہ تصور کرتے ہیں اس سے متعلق گورو امرداس جی فرماتے ہیں:-

ہوم جگ سبھ تیرتھا پڑھ پنڈت تھکے پران
بکھ مایا موہ نہ مٹئی وچ ہومیں آون جان [3]
جنہاں ہرہر پربھ سیویا جن نانک صد قربان

برت نیم بھی ہندوؤں میں ضروری فریضہ تصور کیا جاتا ہے۔ گورو امرداس جی نے اس سے متعلق اپنا نظریہ مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے کہ:-

نومی نیم سچ جے کرے ॥ کام کرودھ ترشنا اچرے
دسمی دسے دوار جے ٹھاکے ॥ ایکادسی ایک کر جانئے
دوادسی دس گت کر راکھے تو نانک مانئے ॥ ایسا ورت اپیجے پانڈے ہور بہت سکھ کیا دیجے [4]

تیرتھ یاترا بھی ہندو دھرم کا ایک ضروری فریضہ ہے گورو امرداس جی نے اس بارہ میں یہ تعلیم دی ہے کہ:

ایہہ من میلا اک نہ دھیائے ॥ انتر میل لاگی بہو دوجے بھائے
تٹ تیرتھ دسنتر بھوے اہنکاری ॥ ہور وَدھیرے ہومیں میل لادینا [5]

ایک اور مقام پہ گورو جی نے فرمایا ہے:-

ایک تیرتھ جے جتن کرے ॥ تاں انتر کی ہومیں کدے نہ جائے [6]

ایک اور مقام پہ گورو امرداس جی نے یہ حقیقت بیان کی ہے کہ:

من میلے سبھ کچھ ہے میلا تن دھوتے من ہچھا نہ ہوئے
ایہہ جگت بھرم بھلایا ॥ ورلا بوجھے کوئے [7]

---

[1] گورو گرنتھ صاحب بہاگڑا کی وار محلہ ۳ ص ۵۵۲ [2] گورو گرنتھ صاحب راگ سورٹھ محلہ ۳ ص ۶۰۳
[3] گورو گرنتھ صاحب شلوک وراں سے ودھیک محلہ ۳ ص ۱۴۱۷ [4] گورو گرنتھ صاحب راگ سارنگ کی وار شلوک محلہ ۳ ص ۱۲۴۵
[5] گورو گرنتھ صاحب راگ وڈہنس محلہ ۳ ص ۱۱۶ [6] گورو گرنتھ صاحب راگ گوجری محلہ ۳ ص ۴۹۱
[7] گورو گرنتھ صاحب راگ وڈہنس محلہ ۳ ص ۵۵۸ ۔

سوتک پاتک بھی ہندو دھرم کی رسومات میں داخل کرے گورو امرداس کا اس بارہ میں بھی مختلف نظریہ تھا چنانچہ آپ نے فرمایا کہ :-

من کا سوتک دوجا بھاؤ ۔ بھرمے بھولا آؤ دن جاؤ
من مکھ سوتک کبہے نہ جائے ۔ جچر شبد نہ بھیجے ہر کے نائے
سبھو سوتک جیتا موہ اکار ۔ مر مر جمے وارو وار
سوتک اگن پون پانی ماہِ ۔ سوتک بھوجن جیتا کچھ کھا
سوتک کرم نہ پوجا ہوئے ۔ نام رتے من نرمل ہوئے
ستگور سیویئے سوتک جائے ۔ مرے نہ جنمے کال نہ کھائے [1]

پس ایک حقیقت ہے کہ گورو امرداس جی نے اپنے کلام میں ہندو مذہب اور اس کی مقررہ رسومات کا کھلے بندوں رد کیا ہے اسی بنا پر ان کے زمانہ کے ہندوؤں نے انہیں ہندو مذہب کا مخالف اور دشمن جانا اور ان کے خلاف اکبر کے دربار میں دعویٰ بھی کیا۔ چونکہ اسلام نے مذہب کے معاملہ میں ہر شخص کو مکمل آزادی دی ہے اور کسی قسم کا جبر روا نہیں سمجھا اس لئے شہنشاہ ہند اکبر نے ہندوؤں کا مقدمہ خارج کر دیا۔ اور کہا کہ چونکہ یہ مذہب کا معاملہ ہے اس میں حکومت کا دخل دینا ٹھیک نہیں ہے

سکھ تاریخ سے یہ امر بھی واضح ہے کہ جب گورو انگد جی نے گورو امرداس جی کو اپنا جانشین بنایا تھا تو یہ بات ان کے بیٹوں داسو جی اور داتو جی کو بہت ناگوار گزری تھی۔ کیونکہ وہ گورو انگد جی کے صلبی بیٹے ہونے کی وجہ سے گورو یائی کی گدی پر اپنا حق سمجھتے تھے اس سلسلہ میں یہاں تک مرقوم ہے کہ ایک دن گورو امرداس جی اپنا دربار لگائے سنگت میں تشریف فرما تھے کہ گورو انگد جی کے بیٹے داتو نے پیچھے سے آکر گورو جی کی کمر میں زور سے لات ماری جس سے گورو جی منہ کے بل زمین پر جا گرے جیسا کہ مرقوم ہے کہ :-

گورو جی تیسرے سجے دیوان اندر سنگت سبھی گرد سے زد ترکا ہے جی داتو
دا نہ کرودھ بھریا ڈریا صلی تا ہیں گئی بیٹھنے دی بینہ کرکے جی
امر دیو جی دے پچھلی طرف جا کے لت زور دی لک میں دھری ہے جی
گورو سہج سبھاؤ سی بدھ دیہی ڈگ پئے اگے اوسے گھڑی سے ہے جی [2]

---

[1] گورو گرنتھ صاحب ۔ راگ گوڑی ۔ محلہ ۳ ۔ صفحہ ۲۲۹
[2] دس گورو جوت پرکاش صفحہ ۱۳

اکبر بادشاہ اور گورو امرداس جی

گورو امرداس جی اکبر کے زمانہ میں ہوئے ہیں۔ اکبر ہمایوں کی وفات کے بعد ہندوستان کا بادشاہ بنا اس نے بہت عقلمندی سے ہندوستان پر ایک لمبے عرصے تک حکومت کی اس کے عہد میں تین سکھ گورو صاحبان ۔ گورو امرداس جی ۔ گورو رام داس جی اور گورو ارجن جی ہوئے ہیں۔ اس کی وفات گورو ارجن جی کے زمانہ میں ہوئی تھی۔ اس کے عہد میں گورو صاحبان کے خاندان کے لوگوں اور قریبی رشتہ داروں نے گورو یائی کی گدی کے حصول کے لئے مقدمے بازی بھی کی۔ مگر اس مغل شہنشاہ نے ان تمام مقدمات میں عدل و انصاف کو ملحوظ رکھا۔ اور سکھ گورو صاحبان کے جائز حقوق کی پوری طرح حفاظت کی۔ دسویں گورو گوبند سنگھ جی نے اس مغل شہنشاہ کے بارہ میں یہ شہادت دی ہے کہ :-

اکبر برہم چاری بپ دھارا ۔ دھرم اپنا خوب سنوارا [1]

مشہور سکھ ودوان سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے اکبر بادشاہ کے بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

"اکبر کے دربار میں ہر مذہب کا آدمی اپنے مذہب کے اصول بغیر کسی روک ٹوک کے بیان کر سکتا تھا۔ اور بادشاہ کو بھی خوبیوں کی بحث سننے کا بہت شوق تھا" [2]

ایک اور سکھ ودوان پروفیسر ورپام سنگھ جی نے اکبر بادشاہ سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ :-

"اکبر بادشاہ نے تخت پر بیٹھتے ہی محسوس کر لیا کہ وہ صرف مسلمانوں کا ہی بادشاہ نہیں بلکہ دوسری قوموں کا بھی بادشاہ ہے۔ اس نے بہت سی اصلاحات کیں جو ہندوؤں کے لئے بہت اچھی تھیں اس نے حکم دیا کہ کسی ہندو بیوہ کو ستی ہونے کے لئے مجبور نہ کیا جائے۔ اس وقت ہندوؤں میں بچپن کی شادی کا بھی عام رواج تھا اکبر نے اس رواج کو بند کرنے کی کوشش کی۔ اس نے اس بات کی بھی اجازت دے دی کہ ہندو بیوہ دوسری شادی کر سکتی ہے ایک حکم کے ماتحت اس نے تمام ملک میں گائے کا ذبیحہ بند کرا دیا۔ اکبر نے عیسائیوں کو گرجے بنانے اور عیسائی مذہب کے پرچار کی اجازت دے دی ہوئی تھی [3] اس طرح اکبر تمام مذاہب اور فرقوں کا احترام کرتا تھا اور صحیح معنوں میں ہندوستان کا بادشاہ تھا" [4]

---

[1] سوریہ گرنتھ ۔ سا کھی صفحہ ۱۵
[2] مہان کوش صفحہ ۱۰۳
[3] ایک سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے پنجاب میں عیسائی پادریوں کا داخلہ بند کر رکھا تھا جیسا کہ مرقوم ہے کہ :- "شیر پنجاب مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں عیسائی مشنریوں کو پنجاب میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی" - (رسالہ سنت سپاہی امرتسر جون ۱۹۷۶ء)
[4] گولڈن ہسٹری ہندوستان اتہاس صفحہ ۱۲۹

سکھ تاریخ سے واضح ہے کہ ایک مرتبہ گورو امر داس جی تیرتھوں پر پر چار کی غرض سے جا رہے تھے۔ ایک مقام پر ٹیکس وصول کرنے والوں نے آپ کو روک دیا۔ اور ٹیکس کی ادائیگی کا مطالبہ کیا۔ گورو جی نے کہا کہ ہم تو فقیر لوگ ہیں۔ کوئی ٹیکس نہیں دیں گے۔ گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ جب یہ بات اکبر تک پہنچی تو اس نے گورو صاحب اور ان کے جملہ ساتھیوں کو ٹیکس کی ادائیگی سے مستثنیٰ کر دیا۔"[1]

اس کے علاوہ گیانی صاحب موصوف نے اکبر بادشاہ کا گوئندوال آ کر گورو جی کے درشن کرنا بھی بیان کیا ہے۔ اکبر نے اس موقعہ پر ۵۰ اشرفیاں گورو جی کی نظر کی تھیں[2]

سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ گوئندہ اور اس کے چند ساتھیوں نے لاہور جا کر گورو امر داس جی کو گوئندوال سے بے دخل کرنے کا دعویٰ کیا تھا۔ اور اپنے اس دعویٰ میں یہ بیان کیا تھا کہ گورو جی گوئندوال پر اپنا قبضہ جمانا چاہتے ہیں اور اس مقصد کے پیش نظر ہی وہاں پر ایک باؤلی بنانے کے خواہشمند ہیں۔ انہیں اس سے روک دیا جائے۔ صوبیدار لاہور جعفر بیگ نے گورو جی کو لاہور بلایا۔ گورو جی خود تو نہ گئے البتہ انہوں نے گورو رام داس جی اور بھائی بڈھا کو بھجوا دیا۔ انہوں نے لاہور جا کر گوئندہ اور اس کے ساتھیوں کی تمام باتوں کے مونہہ توڑ جواب دیئے۔ حاکم نے تمام باتیں سن کر کہا کہ وہ خود گوئندوال جا کر موقع پر اس جھگڑے کا تصفیہ کرے گا۔ لہٰذا چند یوم کے بعد وہ گوئندوال گیا اور وہاں گورو جی کا لنگر وغیرہ دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔ اور اس مقدمہ کے سلسلہ میں لوگوں کی شہادتیں بھی لیں۔ آخر اس نے کافی سوچ بچار اور چھان بین کے بعد یہ فیصلہ دیا کہ گوئندہ اور اس کے ساتھی جھوٹے ہیں۔ گورو امر داس جی حق بجانب ہیں۔ اس کے بعد گوئندے نے دہلی جا کر اس کی اپیل کی۔ مگر وہاں بھی اس کی کوئی دال نہ گل سکی۔ اس کے بعد اس زمانہ کے رواج کے مطابق گوئندا اور اس کے ساتھی بادشاہ سے فریادی ہوئے۔ اور اس کی سواری کے سامنے لیٹ گئے لیکن اس طرح بھی وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ اور گورو جی کو گوئندوال سے بے خل نہ کروا سکے[3]

گوئندے کی وفات کے بعد اس کے بیٹے نے بھی گورو جی کے خلاف اسی قسم کی نالش کی تھی مگر وہ بھی خارج ہو گئی تھی۔[4]

ایک اور سکھ ودوان پروفیسر کرتار سنگھ جی رقم طراز ہیں کہ :۔

"مرداہے کے بیٹے نے ایک مرتبہ گورو جی کے دشمنوں کی انگیخت پر لاہور جا کر مسلمان حاکم

---

[1] تواریخ گورو خالصہ اردو ص ۲۰۷ [2] تواریخ گورو خالصہ اردو ص ۲۰۷

[3] گور پرتاپ سورج گرنتھ راس پہلا انسو ۴۳۔ تواریخ گورو خالصہ ص ۲۰۵

[4] تواریخ گورو خالصہ اردو ص ۲۰۵

کے پاس یہ فریاد کی کہ اس کے باپ نے اپنے گاؤں میں ایک سادھو بسایا تھا مگر اب وہ ہماری زمین دباتا چلا جا رہا ہے ..... اسے بے دخل کیا جائے۔ حاکم نے جانچ پڑتال کی موقعہ بھی دیکھا اور اس کی عرضی خارج کر دی۔ اس نے اکبر کے پاس اپیل کی۔ بادشاہ نے تحقیقات کر کے اسے ڈانٹ پلائی۔ نیز اسے اور اس کے نوکر کو دھکے دے کر باہر نکال دینے کا حکم دیا۔"[1]

اکبر کی طرف سے جاگیر سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ اکبر بادشاہ ہمیشہ سکھ گورو صاحبان کا احترام کرتا رہا۔ ایک مرتبہ وہ گورو امر داس جی کے درشنوں کے لئے بھی گیا تھا اور اس نے ۸۴ گاؤں کی جاگیر گورو جی کی خدمت میں پیش کی تھی۔

ایک سکھ ودوان گیانی ٹھاکر سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :۔

"اکبر سے قبل بھی خواہ مسلمان بادشاہوں نے گورو گھر سے محبت کی تھی مگر اس بادشاہ نے تو اسلام کا سکھ دھرم سے وہ رشتہ جوڑا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔ پرگنہ جھبال کے ۸۴ گاؤں سری گورو امر دیو پاتشاہ کی بیٹی بی بی بھانی جی کی بھینٹ کئے جن میں دین دنیا کا مرکز امرتسر بھی شبھاً مان ہے"[2]

اکبر کی طرف سے بھینٹ کئے گئے ان ۸۴ گاؤں کی فہرست سکھ کتب میں یوں دی گئی ہے کہ :۔

بھبال	۲- گلاڑی	۳ بگھیاڑی	۴- امیال
۵ ٹھٹھہ	۶- کسیل	۷ ڈنڈ	۸- سرسگھ
۹- سنگھ پورہ	۱۰- نوردی	۱۱ پنڈوری تخت مل	۱۲- چبہ
۱۳- گلوالی	۱۴- اہن	۱۵- بھیڈو	۱۶ خیردی
۱۷ میاں پور	۱۸ جگت پور	۱۹- بھیہ گڑھ	۲۰- سامبھا
۲۱- بابسرکے	۲۲- گھاپڑ کھیڑی	۲۳- تھاندے	۲۴- مولوچک
۲۵ بھراڑیوال	۲۶- گمان پور	۲۷ رام پور	۲۸- وڈالی گورو
۲۹ کوٹ سید محمود	۳۰ گول وڑ	۳۱ رٹول	۳۲- ودپال
۳۳ چاٹی ونڈ	۳۴ بھیتہ کلاں	۳۵ سلطان ونڈ	۳۶- ودرچی
۳۷ تنگ	۳۸- ولا	۳۹ ویرکا	۴۰- تنگلی
۴۱ نوشہرہ	۴۲- بل	۴۳- مرادپورہ	۴۴- گمٹالہ

---

[1] سکھ انہاس ص ۱۶۱ [2] رسالہ ایڈ پلشیک امرتسر جولائی ۱۹۳۳ء

۴۵ بل سوچندر	۴۶ ،سیر کمبو	۴۷ مہراں کوٹ	۴۸ پالی
۴۹ گھنولپور والہ	۵۰ خیر آباد	۵۱۔ دھول پور	۵۲ خاصہ
۵۳ خرلیاں	۵۴ ہوشیار پور	۵۵ نخولپور	۵۶ ناجو چک
۵۷۔ بھکنہ	۵۸ چیچیا	۵۹ مرانا	۶۰ راجبر نالی
۶۱ بھڑ پالہ	۶۲ بھسے	۶۳ ددوے	۶۴ یہا
۶۵ سکھو چک	۶۶ گنڈی ونڈ	۶۷ سرائے امانت خان	۶۸۔ نوشہرہ کالا
۶۹ چاہل	۷۰ بھیرا	۷۱ سرہلہ	۷۲ گگو بوہا
۷۳ پنج وڑ	۷۴ لالو گھمن	۷۵ مولو وال	۷۶ ہوسے پور
۷۷ بلا چور	۷۸ رسولپورہ	۷۹ مغل چک	۸۰ سدڑے ساہل
۸۱ کٹ مل	۸۲ پنڈوری گولہ	۸۳ ملیاں	۸۴۔ ویڑ [1]

گیانی ٹھاکر سنگھ جی نے اکبر کا ۸۵ گاؤں کی جاگیر دینا بیان کیا [2]

ایک اور سکھ وددان نے اکبر کا ۸۰ گاؤں کی جاگیر دینا لکھا ہے۔ [3]

الغرض اکبر بادشاہ کا یہ جاگیر گورو امر داس جی کی خدمت میں پیش کرنا اور اس جاگیر میں سکھ دنیا کا مرکزی مقدس مقام بنایا جانا سکھ مسلم اتحاد کی ایک دائمی تاریخی یادگار ہے لیکن افسوس تو یہ ہے کہ ایسی اچھی اور عمدہ مثالوں کی طرف توجہ نہیں دی جا رہی۔

اکبر بادشاہ نے صرف زمین ہی نہیں بھینٹ کی تھی بلکہ امرت سر کے تالاب کی تعمیر کے وقت وہ خود بھی اپنے اہلکار اور خدمت گار لے کر گورو صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تھا جیسا کہ ایک سکھ وددان نے تحریر کیا ہے:-

" اکبر کا گورو گھر سے پختہ تعلق قائم ہو گیا تھا سری گورو رام داس جی کے ساتھ اکبر کی محبت اور بھی بڑھ گئی۔ جس وقت امرتسر کا تالاب تعمیر کیا جا رہا تھا۔ تو اکبر اپنے لاؤ لشکر کو ساتھ لے کر حاضر ہوا تھا۔ مغل فوجوں نے بہت حصہ لیا تھا۔" [4]

ایک اور سکھ وددان کا بیان ہے کہ:-

" اکبر نے گورو کے لنگر کے لئے گوئندوال کے ارد گرد کی تمام زمین نذر کر دی تھی" [5]

سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ اکبر بادشاہ نے چتوڑ کی لڑائی میں گورو امر داس جی کے ور سے فتح حاصل

---

[1] گورودھام دیدار صفحہ ۸۹ [2] گوردوارے درشن صفحہ ۱۳
[3] اخبار شیر پنجاب [4] رسالہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ اگست ۱۹۵۷ء
[5] رسالہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ اگست ۱۹۶۰ء

کی تھی۔ اس پر اس نے گوئندوال بنائی جا رہی باولی صاحب کی تکمیل کے لئے اپنے کاریگر ارسال کئے تھے [1] اس سے بھی یہ امر واضح ہے کہ اکبر بادشاہ کے دل میں گورو گھر کے لئے محبت بھرے جذبات تھے۔

گورو امر داس جی اور مسلمان!

سکھ تاریخ سے یہ امر واضح ہے کہ اکبر بادشاہ کے علاوہ دوسرے کئی مسلمانوں نے بھی گورو امر داس جی سے حسن سلوک کیا تھا چنانچہ مرقوم ہے کہ جب گورو امر داس جی گوئندوال میں باولی تعمیر کروا رہے تھے تو ایک مغل رئیس مرزا طاہر بیگ نے کافی مدد کی تھی [2]

لاہور کے صوبہ عثمان خان نے بھی سکھ وددانوں کے بیان کے مطابق دربار صاحب امرتسر کے ساتھ ۱۹ گاؤں کی جاگیر لگائی تھی [3]

گوردوارہ سہنہ صاحب جی گورو امر داس جی کی ایک تاریخی یادگار ہے اس گوردوارے کے ساتھ ایک مسلمان راجپوت چوہدری محمد خان نے ۴۰ ایکڑ نہری زمین لگا دی تھی اور ۱۰ روپے سالانہ جاگیر بھی مقرر کی تھی [4]

اللہ یار نام کا ایک مسلمان بھی گورو امر داس جی کا دوست تھا [5]

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں نے گورو امر داس جی سے بھی حسن سلوک کیا تھا البتہ بعض ہندو انہیں نقصان پہنچانے کی ضرور کوشاں رہے۔

(۴) گورو رام داس جی اور مسلمانؒ

گورو امر داس جی کے بعد سکھ لوگ گورو رام داس جی کو اپنا چوتھا گورو تسلیم کرتے ہیں آپ کا پہلا نام بھائی جیٹھا جی تھا لیکن گورو امر داس جی آپ کو بہت پیار سے رام داس کہا کرتے تھے۔ اس لئے آپ کا نام رام داس ہی شہرت پا گیا۔ آپ کی پیدائش کاتک ودی ۲ ۱۵۹۱ بکرمی بمطابق ۱۵۳۴ء کو چونا منڈی لاہور میں سری ہر داس جی سوڈھی کے ہاں ماتا دیا کور جی کے بطن سے ہوئی تھی۔ اور امر داس جی نے آپ کو بھادوں سدی ۱۳ سنہ ۱۶۳۱ بکرمی (مطابق ۱۵۷۴ء) کو

---

[1] تواریخ گورو خالصہ اردو صفحہ ۸۳ [2] تواریخ گورو خالصہ اردو صفحہ ۸۲
[3] پھلواڑی دی اتہاس انک جنوری ۱۹۳۰ء و بہہ مکھی اتہاسک لیکھ صفحہ
[4] گورودھام دیدار صفحہ ۹۹ [5] گورو بنسا والی ۶۲ و مہان کوش ۲۸۵

اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ آپ گورو امرداس جی کے داماد تھے۔ اور سات سال گورو یائی کرنے کے بعد بھادوں سدی ۳ ۔ ۱۶۳۸ بکرمی (ستمبر ۱۵۸۱ء) کو وفات پا گئے آپ کی کل عمر ۴۷ سال تھی سکھ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ گورو رام داس جی کے مخالفین کی صف اول میں گورو امرداس جی کے بیٹے تھے۔

گورو رام داس جی کی بیان کردہ بانی گورو گرنتھ صاحب میں محلہ ۴ کے عنوان کے تحت درج ہے۔ اس سے یہ امر واضح ہے کہ گورو جی کی رائے ہندو دھرم اور اس کی مقررہ رسومات سے متعلق کوئی اچھی بات نہ تھی چنانچہ آپ نے ہندو دھرم کے بنیادی مسئلہ ذات پات سے متعلق ایک مقام پر یہ فرمایا ہے کہ :۔

نیچ ذات ہر جپتیاں اتم پدوی پائے
پوچھہو بدر داسی سُت کشن اتر یا گھر جس جائے
رو داس چمار استت کرے ہر کی کیرت نمکھ اک گائے
پتت جات اتم بھیا چارو ورن پئے پگ آئے
نام دیو پریت لگی ہر سیتی لوک چھیپا کہیں بلائے
کھتری براہمن پٹھ دے چھپے ہسنام دیو لیا مکھ لائے
جتنے بھگت ہر سیوکا
ستھ اٹھسٹھ تیرتھ تن تلک کڈھائے
اس نانک تن کو ان دن پرسے جے کرپا کرے ہر راے[1]

گورو امرداس جی نے اپنے کلام میں ہندوؤں کی مقررہ رسومات ورت نیم وغیرہ سے متعلق یہ فرمایا ہے کہ :۔

من مکھ حکم نہ بوجھے بپڑی نت ہوی کرم کمائے
ورت نیم سچ سنجم پوجا پاکھنڈ بھرم نہ جائے
انتر ہوئی کدھ مایا موہ بیدھے جیو ہستی چھار اڈائے
بن اہا نسے تسے نہ جیتے بن جیتے کیوں سکھ پائے[2]

تیرتھ یاترا سے متعلق بھی گورو جی کا نظریہ ہندوؤں سے بہت مختلف تھا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ :۔

" مکھ پر اگے دان بید کیا سر دیو اددھ کاٹ
جن ہر نام کو مکتنہ نہ پادے ہتھ کنچن دیجے کٹ کاٹ[3]

[1] گورو گرنتھ صاحب سری راگ گوئنڈ محلہ ۱ صفحہ ۸۶ [2] گورو گرنتھ صاحب شلوک وار ان تے ودھیک صفحہ ۱۴۲۲ محلہ ۳
[3] گورو گرنتھ صاحب راگ مالی گوڑا محلہ ۴ صفحہ ۹۸۷ ۔

مکر اشنان سے متعلق سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے یہ بیان کیا ہے کہ :۔

" مکر اشنان ۔ مکر راشی میں سورج کے جانے سے ماگھ کے مہینے میں پریاگ کا اشنان کرنا اور دان دینا ہندو مذہب کی رو سے بہت اہم ہے۔"[1]

ہندوؤں میں سنیاس آشرم اختیار کرنا بھی ایک مذہبی رسم ہے یعنی انسان کے لئے ضروری سمجھا جاتا ہے کہ وہ عمر کی ایک خاص حد تک پہنچ جانے کے بعد اپنا گھر گھاٹ ترک کر دے اور سنیاسی بن جائے ہندو دھرم کے مشہور ریفارمر پنڈت دیانند جی نے سنیاس آشرم سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ :۔

" جب گرہستی کے سر کے بال سفید اور بدن کی کھال ڈھیلی پڑ جائے اور پوتا بھی ہو گیا ہو تب جنگل میں جا رہے۔ گاؤں کے کھانے پینے کا سامان اور پوشاک وغیرہ سب عمدہ عمدہ چیزیں ترک کر کے عورت کو لڑکوں کے پاس چھوڑ کر یا اپنے ساتھ لے کر بن میں قیام کرلے۔[2]

گورو رام داس جی نے اپنے کلام میں ہندوؤں کے اس طریق کو بھی ناپسند کیا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ :۔

تجے گرہست بھیا بن واسی اِک کھن منوآ ٹکے نہ ٹکیا !
دھاوت دھائے دے گھر آوے ہر ہر سادھ سرن پڑیا
دھیاں پوت چھوڈ سنیاسی آسا آس من بہت کرئیا
آسا آس کرے نہیں بوجھے گور کے شبد نراس سکھ لہیا
اپجی ترک دگمبر ہوا من دہ دس چل چل گون کرئیا
پربھون کرے بوجھے نہیں ترشنا مل سنگ سادھ دئیا گھر لہیا[3]

دیوی دیوتاؤں سے متعلق بھی گورو امرداس جی کا نظریہ ہندوؤں سے بہت مختلف تھا چنانچہ آپ نے اس بارہ میں یہ فرمایا ہے کہ :۔

ستکر کروڑ تیتیس دھیاؤ نہیں جانیو ہر مرم
ہر نر گن گند ھرب جس گا دیں سب گاوت جیت ایام[4]

گورو رام داس جی اور مسلمان !

سکھ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ گورو رام داس جی کے تعلقات مسلمانوں سے نہایت خوشگوار رہے۔ گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ ۱۶۳۶ بکرمی (مطابق ۱۵۷۹ء) میں جب کابل سے واپس

[1] گورمت مارتنڈ صفحہ ۵۱۶ [2] ستیارتھ پرکاش سملاس پانچواں صفحہ ۱۴۳
[3] گورو گرنتھ صاحب راگ بلاول محلہ ۴ صفحہ ۸۳۵ [4] گورو گرنتھ صاحب راگ بیراڑی محلہ ۴ صفحہ ۷۱۹

آتے ہوئے اکبر نے گورو رام داس جی کی تعریف سنی تو گورو صاحب کے درشن کرنے کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک سو ایک اشرفیاں گورو جی کی نذر کیں۔[1] دوسرے سکھ مؤرخین نے بھی بادشاہ کا گورو صاحب کے پاس آنا اور نذرانہ پیش کرنا بیان کیا ہے۔[2]

سردار ہوشیار سنگھ جی جاگیردار نے اکبر بادشاہ اور گورو رام داس جی کی ایک ملاقات کے ذکر میں فرمایا ہے کہ:۔

"۱۶۳۳ بکرمی (مطابق ۱۵۷۶ء) میں اکبر بادشاہ ..... گورو جی کے درشن کے لئے ... آیا۔ گورو صاحب بھی فقیر دوست اور غیر جانبدار بادشاہ کو مل کر بہت خوش ہوئے۔ بادشاہ ست گورو جی کی بات چیت سن کر اور لنگر وغیرہ کے انتظام کو دیکھ کر بہت ہی خوش ہوا۔ اس لئے سلطان ونڈ، تنگ، گمٹالہ وغیرہ کی زمین گورو چک کے ساتھ لگا کر معافی کا پٹہ لکھ دیا۔ اور بہت ساری نقدی اور خلعت وغیرہ گورو جی کی بھینٹ کئے"[3]

اکال تخت کے سابق جتھیدار سنگھ صاحب گیانی پرتاپ سنگھ جی نے امپیریل گزٹیر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ گورو رام داس جی نے سب سے پہلے ۱۵۷۴ء کے قریب سرور کے نزدیک نواس کیا اور ۱۵۷۷ء کو سرور کے لئے ۵۰۰ بیگھے زمین اکبر سے حاصل کی۔

ایک اور سکھ ودوان رقم طراز ہیں:۔

پن کہہ مو پے کرنا کیجے | کچھ گاؤں لنگر کو لیجئے
سری سکھ سمل گور کین اچارا | رام داس مالک نر دھارا
تن کو دیہہ شاہ دیہہ کینہ | چوراسی گاؤں گور کو دینو
رام داس گور گاؤں سو پائے | اچھا شاہ کی پد کرائے[4]

سکھ ودوان بیان کرتے ہیں کہ جب گورو رام داس جی نے گورو کے چک کے نام پر ایک قصبہ بسایا تو اس میں مسلمانوں کے لئے اپنے خرچ پر مسجد بنوا دی تھی۔[5]

اکبر منصف مزاج اور صلح کل بادشاہ تھا۔ اس نے اپنی تمام رعایا کو یکساں انصاف دیا تھا۔ سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے اس سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"اکبر کے دربار میں ہر مذہب کا آدمی اپنے مذہب کے اصول کھلے بندوں بیان کر سکتا تھا۔ اور بادشاہ کو بھی ایک دوسرے کے مذہب کی خوبیاں سننے کا بہت شوق تھا۔"[6]

---

[1] تواریخ گورو خالصہ اردو ص۲۵ [2] انہاس سکھ گورو صاحبان ص۱۴۲ تواریخ گورو خالصہ پنجابی ص۳۸۳ و تواریخ سکھ گورو صاحبان ص۱۴۲ ۔ [3] انہاس سکھ گورو صاحبان ص۱۴۲۔

[4] گور بلاس پاتشاہی چھ ادھیائے یکم [5] گورمت پرکاش امرتسر اکتوبر ۱۹۶۲ء

[6] مہان کوش ص۱۰۳

اس سے یہ امر واضح ہے کہ اکبر کے راج میں ہر شخص کو مذہبی آزادی حاصل تھی اور ہر ایک اپنے عقائد اور نظریات بڑی آزادی سے بیان کر سکتا تھا اور ان پر عمل کر سکتا تھا۔

اس کے علاوہ اس نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے لئے دو الگ الگ آشرم بھی بنائے تھے اور ان کا تمام خرچ شاہی خزانہ سے ادا کیا جاتا تھا۔ جیسا کہ مرقوم ہے کہ:۔

"اکبر نے ہندوؤں سے جزیہ اور تیرتھ یاترا کا ٹیکس بند کر دیا تھا اور ہندوؤں کے لئے دھرم پورہ اور مسلمانوں کے لئے خیر پورہ نام کے دو آشرم بنائے تھے جہاں انہیں رہنے اور کھانے پینے کی جملہ سہولت دی جاتی تھی۔"[1]

سردار جی بی سنگھ جی کے بیان سے ظاہر ہے کہ اکبر بادشاہ انصاف کے معاملہ میں کسی کی کوئی رعایت نہیں کرتا تھا بلکہ ہر شخص کو پورا پورا انصاف دیا کرتا تھا اگر کبھی مسلمان کسی جگہ کوئی زیادتی کر بیٹھتے تو یہ انہیں سزا دیئے بغیر نہ چھوڑتا۔ جیسا کہ سردار صاحب موصوف نے لکھا ہے کہ:۔

"اکبر ..... ابھی بیاس سے نہیں گزرا تھا کہ اچل (بٹالہ) میں ہندو مسلمانوں میں سخت فساد برپا ہو جانے کی خبر ملی۔ مسلمان فقیر دل اور جوگیوں میں کسی بات پر جھگڑا ہو گیا اور فساد کی آگ بھڑک اٹھی۔ اور مسلمانوں نے متعدد جوگی ہلاک کر دیئے۔ اور جوگیوں کا مشہور پرانا مندر بھی گرا دیا۔ بادشاہ نے یہ خبر سنتے ہی اپنا راستہ بدل دیا اور اچل آ گیا۔ تحقیقات کرنے پر معلوم ہوا کہ مسلمانوں نے زیادتی کی ہے انہیں سزا دی اور وہ مندر پھر دوبارہ ان کے خرچ پر بنوا دیا۔"[2]

اکبر بادشاہ کے انصاف کی یہ بہت عمدہ مثال ہے۔ اس سے واضح ہے کہ وہ انصاف کے معاملہ میں ہندو مسلمان کا کوئی امتیاز نہیں کرتا تھا۔ بلکہ جس کی زیادتی ہوتی تھی اسے ضرور سزا دیتا تھا۔

ایک اور سکھ ودوان گیانی لال سنگھ جی نے اکبر سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"ہمایوں کے بیٹے جلال الدین اکبر نے ۱۵۵۶ سے ۱۶۰۵ء تک حکومت کی۔ اس نے گورو نانک دیو جی کے گھر سے اچھی محبت کی"[3]

(۵) گورو ارجن جی اور مسلمان!

گورو رام داس جی کے بعد ان کے سب سے چھوٹے بیٹے سری ارجن جی گورو مقرر ہوئے اور انہیں پانچواں گورو تسلیم کیا گیا۔ آپ کی پیدائش بسا کھ ودی ۷، سن ۱۶۲۰ بکرمی (مطابق ۱۵۶۳ء)

---

[1] مہان کوش ص۱۰۳ [2] پراچین بیڑاں ص۶۲

[3] گورو بنسا والی ص۱۶۶

کو سری گورو رام داس جی کے ہاں ماتا بھانی جی کے بطن سے ہوئی تھی۔ اور بھادوں شدی ۲ سمت ۱۶۳۸ بکرمی (مطابق ۱۵۸۱ء) کو ۴۳ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا تھا۔ ان کے بڑے بھائی سری پرتھی چند جی تھے۔[1] چونکہ گورو رام داس جی کا بڑا بیٹا ہونے کی وجہ سے گوریائی کی گدی پر اپنا حق فائق سمجھتے تھے، ان کے نزدیک گورو جی نے ان کے چھوٹے بھائی ارجن کو گوریائی کی گدی سونپ کر ان کی حق تلفی کی تھی۔ انہوں نے اسی بناء پر گورو ارجن جی کی مخالفت شروع کر دی تھی۔ اور گورو جی کو نقصان پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا۔[2] بلکہ اس نے اپنے بزرگوار والد کو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ:۔

"بھلا آپ اس (گورو ارجن) کو گوریائی دے دیں پھر دیکھیں کہ میں کیسے چنے چباؤں گا۔

.... گوریائی کی گدی تو بڑا بیٹا ہونے کی وجہ سے میرا حق ہے کسی دوسرے کو سونپ دیں گے تو میں روپیہ خرچ کر کے حکام ذریعہ حاصل کر لوں گا۔ پھر تمہاری کیا عزت رہ جائے گی"[3]

ایک سکھ ودوان نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ اس نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ:۔

"میرا حق مارا گیا ہے میرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ میں اپنے حق کے حصول کے لئے اپنا سارا زور لگا دوں گا جس نے میرا حق چھینا ہے میں اسے چین نہیں لینے دوں گا۔"[4]

سکھ مورخین کے بیان کے مطابق پرتھی چند نے اپنی ان دھمکیوں کو عملی جامہ پہنانے کی ہر ممکن کوشش کی اس نے اس سلسلہ میں حکومت کے پاس مقدمہ بازی کی مگر وہ اپنے مقصد میں ناکام رہا۔[5]

ایک سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ:۔

"اس بڑے انسان کو گورو رام داس جی نے گورو گدی بخشی بڑے بیٹے بابا پرتھی چند نے غصہ منایا۔ بھری سنگت میں اس نے گورو جی کی توہین کی۔ دستار بندی کے وقت گورو ارجن جی سے دستار[7] اتار لی۔"[6]

نیز سکھ کتب میں یہ بھی مرقوم ہے کہ:۔

"پرتھیا بھی گورو سند دال پہنچا اور اس نے گورو ارجن دیو جی پر الزام دیا کہ انہوں نے اپنے

---

[1] بعض مورخین کے نزدیک بابا سری چند جی گورو رام داس جی کی پہلی بیوی کے بطن سے تھے اور گورو ارجن جی کے سوتیلے بھائی تھے (ملاحظہ ہو سکھی تے سکھ اتہاس ص ۸۰ دل سماچار دہلی، ۲۷ جنوری ۱۹۵۲ء دکندن جالندھر ۱۲ دسمبر ۱۹۶۲ء۔ رسالہ جیون سندیش پٹیالہ۔ اتہاس نمبر مئی ۱۹۵۱ء و رسالہ گورمت امرتسر ستمبر ۱۹۵۲ء وغیرہ)

[2] تواریخ گورو خالصہ اردو

[3] تواریخ گورو خالصہ ۲۳۴

[4] سکھ اتہاس ۱۹۸

[5] میکالف اتہاس بھاگ ۲ ص ۲۰۳

[6] رسالہ گورو سندیش بیناگر جون ۱۹۶۲ء

[7] ایک سکھ ودوان کے نزدیک گورو ارجن جی نے یہ دستار خود ہی اپنے بڑے بھائی پرتھی چند کے حوالہ کردی تھی (ملاحظہ ہو سکھی تے سکھ اتہاس ص ۶۱

والد کو زہر دے کر مار ڈالا ہے۔"[1]

سکھ مورخین بیان کرتے ہیں کہ پرتھی چند کی یہ مخالفت محض الزام تراشی کی حد تک محدود نہ رہی بلکہ اس نے گورو ارجن جی کو گوریائی کی گدی سے بے دخل کرنے کے لئے حکومت کا دروازہ بھی کھٹکھٹایا اور گورو ارجن جی کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا۔ جیسا کہ ایک سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ:۔

"پرتھی چند نے اکبر کے پاس فریاد کی جب اس نے اپنا وزیر بھیج کر تحقیقات کروائی تو معلوم ہوا کہ سری رام داس جی کی وفات کے بعد تمام زمینوں پر پرتھی چند کا قبضہ ہے گورو جی تو صرف سنگت کے نذرانے سے ہی لنگر وغیرہ کا بندوبست کر رہے ہیں اس پر بادشاہ نے فیصلہ کر دیا کہ پرتھی چند کے پاس ہیر اور کیہر گاؤں کی ۴ ہزار بیگھے زمین ہے اور باقی جملہ زمین گورو کا چک پر گورو جی کا قبضہ کروا دیا جائے۔ گورو گدی بھی اس کے پاس ہی رہے جسے اس کے والد دے گئے ہیں"[2]

ایک اور سکھ ودوان نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"پرتھی چند نے اکبر کے دربار میں گورو گدی کا جھگڑا اکھڑا کر کے عرضی دے دی مگر اکبر بادشاہ نے منصفانہ فیصلہ دیا کہ مذہبی گدی کا اختیار مذہبی پیشوا کو ہوتا ہے اس میں بادشاہ دخل نہیں دے سکتا۔"[3]

یعنی:۔

"حکومت کسی کو گورو نہیں بنا سکتی اور لوگوں کو مجبور نہیں کر سکتی کہ فلاں شخص کو گورو تسلیم کر دیں فلاں کو نہیں جو ہو چکا ہے وہی درست ہے"[4]

اکالی تخت کے سابق جتھیدار سنگھ صاحب گیانی پرتاپ سنگھ جی نے بھی پرتھی چند کا یہ شکایت کرنا اور اکبر کا اس شکایت کو خارج کر دینا بیان کیا ہے۔"[5]

ایک اور سکھ ودوان اس بارہ میں یہ بیان کرتے ہیں کہ:۔

"آپ کا بڑا بھائی پرتھی چند آپ کا دشمن بن گیا ہے اس نے گدی کے دعویٰ کا محضر نامہ اکبر کے دربار میں پیش کیا۔"[6]

پرتھی چند کے محضر نامے اور اس میں ناکامی کا ذکر گورو ارجن جی نے اپنے کلام میں خود بھی

---

[1] سکھی تے سکھ اتہاس ص ۶۱

[2] اتہاس سکھ گورو صاحبان ص ۱۹۷

[3] رسالہ لسنت سپاہی امرتسر جون ۱۹۶۲ء

[4] سکھ اتہاس ص ۹۴

[5] رسالہ گیان امرتسر جون ۱۹۶۵ء

[6] اخبار فتح کا سالانہ نمبر ۱۹۶۵ء

کیا ہے جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ:۔

محضر جھوٹا کیتوں آپ — پاپی کو لاگا سنتاپ
جسے سہائی گوبند میرا — تس کو جم نہیں آوے نیڑا
ساچی درگاہ بولے کوڑ — سر ہاتھ پچھوڑے اندھا موڑ
دکھ بیا پے کردے باپ — عدلی ہوئے بیٹھا پربھ آپ
اپن کمائیے آپے بادھے — داب گیا سب جیاں کے ساتھے
نانک سرن پرے دربار — راکھی پیج میرے کرتار[1]

سکھ تاریخ شاہد ہے کہ اکبر کے اس فیصلہ سے پرتھی چند کی تسلی نہ ہوئی وہ گورگدی کے حصول میں برابر کوشاں رہا اس تعلق میں اس نے ایک چال یہ بھی چلی کہ اپنے بیٹے سوڈھی مہربان سے یہ عرضی دلوادی کہ اسے گورو ارجن جی نے اپنا متبنیٰ بنایا تھا لیکن ان کے گھر بیٹا ہو جانے پر اب اسے گدی دے کر اس کا حق غصب کر لیا ہے اس لئے نصف گدی کا حق دلوایا جائے، ان دنوں اکبر اور وزیر خان دکن کی طرف گئے ہوئے تھے پرتھی چند کے لئے میدان بہت حد تک صاف تھا اس نے دیوان چند دلال سے مل کر عدالت سے مہربان کے حق میں فیصلہ بھی لے لیا اور صلہی خان کو یہ حکم دے کر تعمیل کروانے کے لئے بھجوا دیا[2]

گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ صلہی خان ابھی راستہ میں ہی تھا کہ وہ جالندھر کے سید حسن علی کے ہاتھوں تنخواہ کے جھگڑے میں مارا گیا[3] صلہی خان کے مرنے پر پرتھی چند اس کے چچا صلہی خان کے پاس لاہور گیا، اور صلہی خان کی موت گورو ارجن کے سر تھوپ کر اسے گورو جی کی مخالفت پر آمادہ کر لیا۔ وہ بھی راستہ میں ہی مر گیا۔ اس کی موت سے متعلق سکھ کتب میں مرقوم ہے کہ اس کا گھوڑا بدک کر ایسا بھاگا کہ مع سوار کے بھڑکتی آگ کی بھٹی میں جا گرا، اور اس کی فوج اس کے اس طرح مر جانے پر لاہور واپس آگئی[4]

گورو ارجن جی نے اس واقعہ کا ذکر اپنے کلام میں کیا ہے۔[5]

گورو گرنتھ صاحب اور اکبر بادشاہ

سکھ مذہب کی مقدس کتاب گورو گرنتھ صاحب۔ گورو ارجن کے ذریعہ وجود میں آئی تھی۔ گورو جی نے سری گورو گرنتھ کب تالیف کیا تھا

---

[1] گورو گرنتھ صاحب راگ گوڑی محلہ ۵ ص ۱۹۹ [2] تواریخ گورو خالصہ ص ۴۸۲
[3] تواریخ گورو خالصہ ص ۴۸۲ [4] تواریخ گورو خالصہ — سکھ اتہاس ص ۱۹۷ تواریخ گورو خالصہ پنجم ص ۴۸۳
[5] گورو گرنتھ صاحب راگ بلاول محلہ ۵ ص ۸۲۵

اس بارہ میں سکھ مورخین نے اختلاف کیا ہے تاہم اس بات پر سبھی متفق ہیں کہ گورو جی گرنتھ صاحب کے مؤلف تھے۔ گورو جی نے سکھ مذہب کی اس مقدس کتاب میں سکھ گورو صاحبان اور دوسرے بھگتوں کے کلام کے علاوہ بعض مسلمان بزرگوں شیخ فرید جی اور حافظ بھیکھن جی وغیرہ کے کلام کو بھی پورے احترام سے جگہ دی۔ لیکن گورو جی ادھر تو گورو گرنتھ صاحب میں مسلمان بزرگوں کا کلام درج کر کے سکھ مسلم ایکتا کو ایک عملی شکل دے رہے تھے اور ادھر گورو جی کے دشمن اور بدخواہ دشمن بات کے انہونی" کا عملی ثبوت دینے کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہے تھے چنانچہ ان کی طرف یہ مشہور کیا گیا کہ گورو جی نے ایک ایسی کتاب مرتب کروائی ہے جس میں دوسرے مذاہب خصوصاً اسلام اور ہندو مذہب کا رد کیا گیا ہے چنانچہ اس سلسلہ میں اکبر کے پاس بھی شکایت کی گئی جیسا کہ مرقوم ہے کہ:۔

"اکبر بادشاہ کو پرتھیئے اور اس کے ساتھیوں نے بھڑکایا کہ پانچویں گورو نے جو گرنتھ مرتب کیا ہے۔ اس میں پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی توہین کی گئی ہے۔"[1]

مشہور سکھ مورخ گیانی گیان سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ جب پرتھی چند وغیرہ کی شکایت پر اکبر نے گورو گرنتھ صاحب سنا تو یہ شبد سامنے آیا:۔

خاک نور کردم عالم دنیائے
اسمان زمین درخت آپ پیدائش خدائے
دنیا مردار خوردنی غافل ہوائے
غیبان حیوان حرام کشتی مردار بخورائے
دل قبض قبضہ قادر دوزخ سزائے
ولی نیامت برادراں دربار ملک خانائے
جب عزرائیل بستی تب چہ کارے بدائے
حوال معلوم کرم پاک اللہ!
بگو نانک ارداس پیش درپیش بندہ[2]

جب یہ شبد اکبر بادشاہ نے سنا تو وہ بہت متاثر ہوا۔ چندو لال نے شرارت کی اور کہا کہ بادشاہ سلامت یہ شبد آپ کو سنانے کے لئے سکھوں نے پہلے سے چن رکھا تھا۔ بادشاہ نے خود گورو گرنتھ صاحب کا ورق الٹا کر کہا کہ یہاں سے سنایا جائے جب وہاں سے پڑھا گیا تو یہ شبد نکلا

---

[1] رسالہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ جون ۱۹۶۱ء
[2] تواریخ گورو خالصہ اردو ص ۹۱۔ گورو گرنتھ صاحب راگ تلنگ محلہ ۵ ص ۷۲۳

اللہ اگم خدائی بندے چھوڑ خیال دنیا کے دھندے
ہوئے پے خاک فقیر مسافر ایہہ دردیش قبول درا
سگلی جان کرد مودلیفہ بدعمل چھوڑ کر ہتھ کوزہ
خدائے ایک بوجھ دیو ہو بانگالہ برگو برخور دار کھرا
حق جلال بخور رد کھانا دل دریاؤ دھووے میلانا
پیر پچھانے بہشتی سوئی عزرائیل نہ دوز کھڑا
مسلمات موم دل ہووے انتر کی مل دل تے دھووے
دنیا رنگ نہ آوے نیڑے جیوں کسم پاٹ گھیو پاک ہرا [۱]

ان چغل خوروں نے ایک اور شرارت کی۔ اکبر بادشاہ سے کہا کہ حضور اس کتاب میں مورتی پوجا اور بت پرستی کی تعریف کی گئی ہے اور اس پر لوگوں کو اکسایا گیا ہے بادشاہ نے پھر خود ورق الٹ کر ایک مقام سے پڑھ کر سنانے کی ہدایت کی۔ تو یہ شبد سامنے آیا:۔

گھر میں ٹھاکر ندر نہ آوے گل میں پاہن لے لٹکاوے
بھرمے بھولا ساکت پھرتا نیر برولے کھپ کھپ مرتا
جس پاہن کو ٹھاکر کہتا اوہ پاہن لے اوسکو ڈوبتا
گناہ گار لون حرامی پاہن ناو نہ پار گرامی
گور ملی نانک ٹھاکر جاتا جل تھل مہیئل پورن بدھاتا [۲]

جب بادشاہ نے یہ شبد سنا تو اسے یقین آگیا کہ شکایت سراسر بے بنیاد اور جھوٹی ہے۔ اس نے بقول گیانی گیان سنگھ ۵۱ اشرفیاں گورو گرنتھ صاحب کی نذر کیں۔ اور گورو جی کے لئے قیمتی خلعت دے کر بابا بڈھا جی اور بھائی گورداس جی کو بڑے احترام سے واپس کر دیا۔[۳]

گورو گرنتھ صاحب کے بارہ میں کی گئی یہ شکایت اور اس سے متعلقہ تحقیقات بعض دوسری سکھ کتب میں بھی بیان کی گئی ہے اور یہی بتایا گیا ہے کہ اکبر بادشاہ نے اس شکایت کو رد کر دیا تھا۔[۴]

---

[۱] تواریخ گورو خالصہ ص۹۱ د گورو گرنتھ صاحب راگ تلنگ محلہ ۵ ص۱۰۸۳
[۲] تواریخ گورو خالصہ ص۹۱۔ گورو گرنتھ صاحب۔ راگ سوہی محلہ ۵ ص۷۳۸-۳۹
[۳] تواریخ گورو خالصہ۔ ص۹۱ (اردو)
[۴] اتہاس گورو خالصہ ہندی ص۲۴۳ اتہاس سکھ گورو صاحبان ص۲۰۴۔ تواریخ گورو خالصہ ص۹۲۔ تواریخ گورو خالصہ پنجابی ص۲۷۔ میکالف اتہاس حصہ ۲ ص۲۱۵۔ سکھمنی مترجم ص۱۱ وغیرہ سنکھیپ جیون چرتر گورو ارجن ص۵۔ سکھی نے سکھ اتہاس ص۶۷۔

گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ پنجاب میں بہت سخت قحط پڑ گیا گورو ارجن جی کی سفارش پر اکبر نے سارے پنجاب کا لگان معاف کر دیا بلکہ اپنے پاس سے بہت سا اناج غریبوں میں مفت تقسیم کرنے کے لئے بھی دیا۔[۱] اور بھی متعدد مورخین نے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔[۲]

سردار جی بی سنگھ جی ریٹائرڈ ڈپٹی پوسٹماسٹر جنرل بیان کرتے ہیں کہ اکبر بادشاہ نے گورو ارجن جی کو کرتارپور دھرم سالہ کے لئے بہت سی زمین دی تھی جیسا کہ انہوں نے بیان کیا ہے کہ:۔

"کرتارپور میں ہی ڈیرے اکر اکبر بادشاہ نے (گورو) گرنتھ صاحب پڑھوا کر سنا اور خوش ہو کر کرتارپور کی دھرم سالہ کے لئے کافی زمین دی اور گورو ارجن کی سفارش پر اس سال زمین کے معاملے میں لوگوں کو بے حساب دیہ دوا زدی رعایت دی۔"[۳]

ایک اور ودوان نے بیان کیا ہے کہ اکبر بادشاہ نے گورو جی کو بہت بڑی جاگیر دی تھی۔[۴]

اس سے یہ امر واضح ہے کہ اکبر بادشاہ نے جتنا عرصہ بھارت میں حکومت کی اس نے گورو صاحبان کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا۔ ایک ودوان کا بیان ہے کہ اکبر نے چھوٹے موٹے محصول بھی سکھوں کو معاف کر دیئے۔[۵]

سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین نے اکبر بادشاہ کے ذکر میں یہ لکھا ہے کہ:۔

"اکبر شاید ۱۴ سال تک لاہور رہا اور جب لاہور سے شاہی کیمپوں کا کوچ دہلی کی طرف ہوا تو اکبر گوئندوال ست گورو جی سے ملا اس وقت ست گورو جی نے اکبر کی توجہ پنجاب کے مالیہ کی طرف دلائی۔ اکبر نے ست گورو جی کے کہنے کے مطابق سرہند پہنچ کر پنجاب کا تقریباً نصف مالیہ معاف کر دیا یہ تمام باتیں ابوالفضل نے اکبر نامہ میں بیان کی ہیں۔"[۶]

شیخ ابوالمبارک نے اکبر بادشاہ کا گورو ارجن جی کے ڈیرے پر جا کر ٹھہرنا اور ان کی سفارش پر مالیہ معاف کرنا مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے:۔

"۱۳ آذر (۲۵ مگھر ۱۶۵۵ بکرمی) کو گوئندوال کے قریب (اکبر نے) ہاتھی پر سوار ہو کر فاتح سپاہ لشکر پل کے ذریعہ بیاسہ دریا پار کیا۔ اس دن ارجن گورو کے ڈیرے نے شہنشاہی قدموں کی مس سے تازہ بڑائی حاصل کی۔ باپ دادا سے یہ (سری گورو ارجن) دوان بھگتوں (برہمن کیشن) کے پیشوا چلے آ رہے ہیں۔ خدا تعالےٰ کی بہت حمد کرنے والے ہیں۔ اور ان کی مرضی (بادشاہ کو اپنے ڈیرے اتارا دینے کی) چونکہ دلی عقیدت کی وجہ سے تھی۔ اس لئے شہنشاہ

---

[۱] تواریخ گورو خالصہ ص۹۲ (اردو)
[۲] تواریخ گورو خالصہ پنجابی ص۲۳۸۔ اتہاس سکھ گورو صاحبان ص۲۰۶
[۳] روزنامہ پرکاش ۱۶ ارچیون ۱۹۵۳ء
[۴] پراچین بیڑ ص۹۱
[۵] اخبار شیر پنجاب ۱۹ اپریل ۱۹۵۶ء
[۶] کرم سنگھ ہسٹورین دی اتہاسک کھوج ص۴۳

ان کے ڈیرے کرتارپور چلے گئے ۔ . . . .

ست گورو نے یہ بات (مالیہ معاف کرنے کی بات) اپنے ڈیرے کرتارپور میں ہی بادشاہ کو سنائی تھی مگر اس نے پوری پڑتال کرنے کے بعد معافی کا حکم دیا ، یہ کو سرہند کے پڑاؤ سے جاری کیا ۔" [1]

ایک سکھ وِدوان نے اکبر نامہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ :-

"اس دن گورو ارجن کا محل بادشاہ ہی قدموں کے ساتھ جگمگا اٹھا . . . . . . ان کی خواہش چونکہ دلی عقیدت سے وابستہ تھی اس لئے مانی گئی ۔" [2]

اس سے واضح ہے کہ سکھ مورخین کے علاوہ دوسرے مصنفین نے بھی یہ بات بیان کی ہے کہ گورو ارجن جی کے اکبر سے اور اکبر کے گورو ارجن سے دوستانہ تعلقات تھے اور بادشاہ نے گورو جی کی فرمائش پر پنجاب کے مالیہ میں دسویں یا بارہویں حصہ کی معافی کر دی تھی ابوالفضل کے علاوہ منشی سبحان رائے بھنڈاری نے بھی اپنی کتاب خلاصۃ التواریخ میں اس کا ذکر کیا ہے ۔ [3]

ایک سکھ وِدوان نے اکبر سے متعلق بیان کیا ہے کہ :-

"اکبر بہت دانا اور بڑا سیاستدان تھا ۔ وہ گورو گھر کے خلاف سنی شکایات کو نظر انداز کرتا رہا ۔" [4]

جہانگیر اور گورو ارجن جی

اکبر بادشاہ کی وفات کے بعد اس کا بیٹا جہانگیر تخت پر بیٹھا اس کے زمانہ میں کچھ بگاڑ کی صورت پیدا ہو گئی تھی ۔ لیکن اگر بغور دیکھا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اس بگاڑ میں بہت بڑا ہاتھ گورو ارجن جی کے بڑے بھائی پرتھی چند اور اس کے معاون و مددگار دیوان چندو لال وغیرہ کا تھا ۔ انہوں نے مل کر گورو جی کے خلاف جھوٹی رپورٹیں کیں اور گورو ارجن جی اور جہانگیر کے تعلقات خراب کرنے کی ہر ممکن کوشش کی سکھ مورخین اس امر کے معترف ہیں کہ جہانگیر سے قبل جتنے بھی مغل بادشاہ ہوئے انہوں نے گورو گھر سے بہت پیار کیا جیسا کہ ایک وِدوان جی کا بیان ہے کہ :-

"کسی بھی مغل بادشاہ ۔ بابر ۔ ہمایوں یا اکبر نے کسی نے بھی گورو صاحب گورو نانک جی سے لے کر گورو رام داس جی تک کسی کو بھی کسی قسم تکلیف نہیں دی ۔ بلکہ اچھی نظر سے دیکھتے رہے اور احترام کرتے رہے ۔ لیکن اس کے بعد کانٹا بدل گیا ، زمین و آسمان کا فرق پڑ گیا ۔" [5]

---

[1] جیون سندیش پٹیالہ ۔ اتہاس انک مئی ۱۹۵۱ ء [2] گورمت پرکاش جون ۱۹۶۲ ء

[3] رسالہ جیون سندیش اتہاس انک مئی ۱۹۵۱ ء [4] گورمت امرتسر جون ۱۹۶۲ ء

[5] ست جگ پترہ ۲۰۱۲ بکرمی ۔

ایک اور وِدوان سردار رندھیر سنگھ جی سکھ ہسٹری ریسرچ سکالر شرومنی گورودوارہ پربندھک کمیٹی بیان کرتے ہیں :-

"بابا نانک جی کی گدی اور بابر کے گھرانہ کے لوگوں کے تعلقات کئی پشتوں تک بڑے اچھے رہے لیکن جہانگیر کے تخت پر بیٹھتے ہی یہ بگاڑ کی آخری حد تک پہنچ گئے ۔ تاریخ میں یہ ایک عجیب بات معلوم ہوتی ہے کہ اس بگاڑ کے اسباب اس زمانہ کے کسی بھی سکھ مصنف نے بیان نہیں کئے ۔ سکھ مصنفین پر ہی موقوف نہیں خود گورو گوبند سنگھ جی نے بھی اس واقعہ پر کوئی روشنی نہیں ڈالی ۔" [1]

مندرجہ بالا حوالہ شرومنی گورودوارہ پربندھک کمیٹی کے ایک مشہور سکھ ہسٹری ریسرچ سکالر کی تحقیق کا نتیجہ ہے اور ماسٹر تارا سنگھ جی کے رسالہ سنت سپاہی میں متعدد مرتبہ شائع ہو چکا ہے ۔ اس میں جو کچھ مرقوم ہے اس کو جھٹلایا نہیں جا سکتا اس میں کلام نہیں کہ گورو ارجن جی اور جہانگیر بادشاہ کے تعلقات میں کشیدگی پیدا ہو گئی تھی لیکن یہ بھی درست ہے کہ کسی بھی سکھ بزرگ یا مصنف نے بلکہ گورو گوبند سنگھ ایسے صاحب قلم گورو نے بھی اس پر کوئی رائے زنی نہیں کی ۔ اور خاموش رہے اگر ان کے نزدیک اس کشیدگی کی ساری ذمہ داری جہانگیر یا اس کی حکومت پر عاید ہوتی تھی تو گورو گوبند سنگھ جی اس بارہ میں قطعاً خاموش نہ رہتے ۔

اس کے برعکس ہم سری دسم گرنتھ صاحب میں سری گورو گوبند سنگھ جی کا یہ ارشاد ضرور پڑھتے ہیں کہ :-

بابے کے بابر کے دوؤ ۔ آپ کرے پرمیشر سوؤ
دین شاہ ان کو پہچانو ۔ دنی پت ان کو انمانو
جو بابے کے دام نہ دے ہیں ۔ تن تے گہہ بابر کے لے ہیں [2]

گورو گوبند سنگھ جی اورنگ زیب بادشاہ کے عہد میں ہوئے ہیں ان سے قبل شاہجہان تک مغل بادشاہ گزر چکے تھے اور ان سب کا طرز عمل اور طریق کار گورو صاحب سے پوشیدہ نہیں ہو سکتا تھا اس لئے گورو صاحب کی یہ رائے معمولی حیثیت نہیں رکھ سکتی ۔ ایک سکھ وِدوان نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

"بھارت میں سکھ دھرم اور مغلیہ حکومت کا آغاز بیک وقت ہوا مغلیہ حکومت کے بانی اور سکھ دھرم کے موجد گورو صاحب ہم عصر تھے تین پشتوں تک مغلوں کی اور چار پشتوں تک گورو صاحبان کے درمیان کوئی ٹکراؤ نہیں ہوا ۔" [3]

ایک اور سکھ وِدوان نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

"بابے کے بزرگ بابا کے خاندان کی ہمیشہ عزت اور احترام کرتے تھے جیسا کہ تاریخ کی رو سے ظاہر ہے ہمایوں کا گورو ارجن (گورو انگد نانک) کے پاس جانا ۔ اکبر بادشاہ کا گوئند وال گورو امر داس کی

---

[1] رسالہ سنت سپاہی امرتسر جون ۱۹۴۸ ء ، جون ۱۹۵۶ ء ، جون ۱۹۶۴ ء

[2] سری دسم گرنتھ [ص] ۱۴۲ [3] رسالہ گیان امرت امرتسر جون ۱۹۶۵ ء

خدمت میں حاضر ہونا . . . . . . جاگیر پیش کرنا ثابت ہے۔ گورو صاحب نے اس جاگیر میں امرتسر آباد کرنے کا حکم دیا . . . . الغرض بابا کی گدی کی وہ بہت عزت کرتے تھے"۔ [1]

جہاں تک سکھ گورو صاحبان کا تعلق ہے سکھ ودوانوں کو مسلم ہے کہ وہ بھی مسلمانوں کو پیار اور محبت کی نظروں سے دیکھتے تھے۔ چنانچہ گورو نانک جی سے متعلق ایک سکھ وودان رقم طراز ہیں کہ:۔

" گورو صاحب بابر کی حکومت کو اپنی حکومت خیال کرتے تھے"۔ [2]

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سکھ گورو صاحبان نے جو قربانیاں دی ہیں۔ ان کا اصل سبب مسلمانوں کا مذہبی تعصب تھا مسلمانوں کی طرف سے انہیں زبردستی اسلام میں داخل کرنے کی کوشش کی گئی۔ مگر انہوں نے جان پر کھیل کر اپنے دھرم کی حفاظت کی لیکن یہ خیال درست نہیں ہے جیسا کہ ایک سکھ وودان سردار بلجیت سنگھ جی ایم اے بیان کرتے ہیں کہ:۔

" اکثر مورخین مغالطہ کھا گئے ہیں، اور انہوں نے اکثر لوگوں کو مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے جس کی وجہ سے ہمیں اب تک بہت نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ ان "دانف کاروں" نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی یا دوسرے سکھ گورو صاحبان نے اسلام دھرم کے خلاف یعنی اسلام دھرم کو قبول کرنے کے لئے قربانیاں دی ہیں یہ بالکل غلط ہے . . . . . اسلام دھرم کو قبول نہ کرنے کی بنا پر جانیں قربان کرنا یا اس قسم کی بات سوچنا ہماری قومیت کے جذبات کے خلاف ہے"۔ [3]

ایک اور سکھ وودان ڈاکٹر گنڈا سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"ہماری ایک مشکل یہ بھی ہے کہ سکھوں اور سکھ تاریخ کو عام لوگوں نے ہی نہیں بلکہ مورخین نے بھی درست نہیں سمجھا۔ جو بھی شخص سکھ تاریخ کی تشریح کرنے لگتا ہے وہ آغاز ہی دل میں یہ بات پختہ کر کے کرتا ہے کہ سکھوں اور مسلمانوں کا شروع سے ہی بیر چلا آرہا ہے یہ بہت بڑی غلطی ہے" [4]

سکھ تاریخ کی ورق گردانی کرنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ گورو ارجن جی اور جہانگیر کے تعلقات شروع سے ہی خراب نہ تھے۔ مشہور سکھ سکالر سردار بہادر کاہن سنگھ نابھہ نے بیان کیا ہے کہ جہانگیر نے اپنی شہزادگی کے زمانہ میں ایک بہت بڑی جاگیر گورو ارجن جی کی نذر کی تھی جیسا کہ سردار صاحب موصوف بیان کرتے ہیں کہ:۔

"اکبر کے زمانہ میں شہزادہ سلیم (جہانگیر) نے اس ذکر تار لپسا کی معافی کا پٹہ دھرم سالہ کے نام ۱۶۵۵ء

---

[1] پنتھ پرکاش ص ۳۰   [2] سکھاں نے راج کویں لیا ص ۳۶

[3] مسگل حجاشنی ص ۹۲

[4] اکالی پتر کا جالندھر ۲۸ مارچ ۱۹۶۴ء دگورمت پرکاش مئی ۱۹۶۴ء قومی درد جالندھر ۲۲ فروری ۱۹۶۷ء

میں دیا۔ جس میں رقبہ ۸۹۴۶ گھماؤں ۷ کنال ۱۵ مرلے درج ہے"۔ [1]

یاد رہے کہ جہانگیر کی طرف سے دی گئی اس جاگیر کا ذکر گورو گرنتھ صاحب کے اس قلمی نسخہ کے اندر اوراق پر بھی ہے جسے اکثر لوگ اصل گورو گرنتھ تسلیم کرتے ہیں۔ [2]

جب جہانگیر تخت پر بیٹھا تو شروع میں گورو ارجن سے اس کے تعلقات بہت اچھے تھے وہ گورو جی کا بہت احترام کرتا تھا۔ ایک مرتبہ پرتھی چند نے اس کے پاس بھی گورو ارجن کو گوریائی کی گدی سے بے دخل کرنے کا دعویٰ کیا تھا۔ جہانگیر نے اس مقدمہ کا جو فیصلہ کیا تھا اسے گور بلاس پاتشاہی چھ میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ:۔

گورو نانک کے گرہ کے ہم داس   ان کا نیاؤں ہمارے پاس
گورو رام داس دینی گوریائی   سو ہم تے نہ جات مٹائی
جے گوریائی تم کو ہوتی   جیوت دیوت سری گور جوتی
اب تو کے تم لاگو پائی   جہانگیر اس بینا دلائی [3]

یعنی جہانگیر نے یہ فیصلہ دیا کہ گورو ارجن کو گورو رام داس جی خود گوریائی دے گئے ہیں۔ ہم انہیں گوریائی کی گدی سے الگ نہیں کر سکتے ہم گورو نانک کے گھر کے غلام ہیں تمہارے لئے یہی مناسب ہے کہ گورو ارجن جی کی شرن میں چلے جائیں اور ان کی اطاعت قبول کر لیں۔

سکھ تاریخ میں یہ بھی مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ جہانگیر لاہور آیا تو چندو لال نے بادشاہ کے پاس پرتھی چند کے حق میں سفارش کی کہ اس کے چھوٹے بھائی نے اس کا حق تلف کر لیا ہے لیکن جہانگیر نے اس کی سفارش رد کر دی اور کہا کہ ہم اس معاملہ میں دخل دینا پسند نہیں کرتے۔ [4]

مشہور سکھ وودان گیانی شیر سنگھ جی نے پرتھی چند کے رویہ کے پیش نظر یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"گورو ارجن جی کا مقابلہ بابا پرتھی چند نے بہت کھوٹی نیت سے کیا ان کے برخلاف ظالم حاکموں سے مل کر بڑی سازشیں کیں۔ تمام مال و مطلع اپنا قبضہ جما لیا۔ بھولے بھالے سکھوں کو دھوکہ دیکر لنگر کی پوجا بھینٹ بھی اپنے قبضہ میں لے لی"۔ [5]

ان حوالجات سے عیاں ہے کہ جہانگیر ہمیشہ گورو ارجن جی کے حقوق کی حفاظت کرتا رہا۔ اگر گورو جی کا کوئی دشمن یا بدخواہ کبھی کوئی رپورٹ گورو جی کے خلاف کرتا تھا یا کوئی اور شرارت کرتا تھا تو وہ اس کا فیصلہ عدل و انصاف سے کیا کرتا تھا اس کے دل میں گورو گھر کے لئے بڑا ادب اور احترام تھا۔ اور وہ خود کو گورو گھر کا ایک خادم تصور کرتا تھا

---

[1] مہان کوش ص ۹۰۲   [2] راگ مالا کھنڈن حث پراچین بیڑاں ص ۲۶۵

[3] گور بلاس پاتشاہی ۶- ادھیائے ۳   [4] گور بلاس پاتشاہی ۶ ۱۰ ادھیائے ۳

[5] کھنڈے دی دھار وچ امرت دا گیان ص ۲۳

اگر جہانگیر کے دل میں کوئی کینہ تھا اور وہ گورو ارجن جی کو نقصان پہنچانا چاہتا تھا تو اس کے لئے یہ آسان صورت تھی کہ وہ پرتھی چند کے حق میں فیصلہ دے کر دونوں بھائیوں میں ٹکر کروا دیتا اور خود الگ رہ کر سب کچھ کر لیتا پھر وہ ایسا فیصلہ کبھی نہ کرتا کہ ہم گورو کے خادم ہیں گورو ارجن جی کو گدی سے بے دخل نہیں کر سکتے جب کہ ان کا باپ انہیں خود اپنا جانشین مقرر کیا گیا ہے۔

گور بلاس پاتشاہی ۶ کے ایک مقام پر مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ جہانگیر کی جنم پتری گم ہو گئی چندو لال نے بادشاہ سے کہا کہ آپ کی جنم پتری اور بہت سا مال و متاع گورو ارجن جی نے شاہی خزانہ سے چوری کروا لیا ہے۔ اس پر جہانگیر نے گورو جی کے خلاف کوئی ایکشن لینے کی بجائے یہ فرمایا کہ

بادشاہ ایس کہا ہمری دس کر جور — لنگر خرچ ادھک ہے لیجے گرام سو ہور
چوری نند ہوئے جگ سارے — نہیں بنے سری گور ہمارے
اب چلیں سو بیچ لاہور — تم گر پر بھ آدُ تنہہ ٹھور لے

یعنی۔ جہانگیر نے چندو سے کہا کہ ہماری طرف سے گورو ارجن جی کی خدمت میں یہ گزارش کر دی جائے کہ اگر لنگر کا خرچ زیادہ ہے تو ہم مزید جاگیر بھینٹ کئے دیتے ہیں۔ اس طرح چوریاں کروانے سے تو بدنامی ہو گی، ہم لاہور جا رہے ہیں وہاں ملاقات کے لئے تشریف لے آئیں۔

ایک اور سکھ ودوان نے اس بارہ میں یہ لکھا ہے کہ :-

"بادشاہ نے کہا دیوان جی یہ بات قابل قبول نہیں۔ میں اپنے والد (اکبر بادشاہ) سے گورو نانک پیر کا حال سن چکا ہوں ...... کہاں وہ پیر گدی کے مالک اور کہاں وہ چوریاں کروائیں، یہ ہو نہیں سکتا وہ تو قابل تعظیم ہیں ... بادشاہ نے کہا والد بزرگوار نے گور گدی کے نام کئی گاؤں لگائے ہوئے ہیں۔ جیسے چل کر پتہ کریں گے اگر ان گاؤں کی آمد سے ان کے اخراجات پورے نہ ہوتے ہوں تو مزید گاؤں دے دیئے جائیں۔" [۲]

اس سلسلہ میں بھائی سنتوکھ سنگھ جی نے یہ بیان کیا ہے کہ بادشاہ نے یہ بات قبول نہیں کی تھی کہ گورو صاحب چوریاں کرواتے ہیں [۳]۔

سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ گورو ارجن جی کے دشمنوں نے جہانگیر کے پاس یہ شکایت بھی کی تھی کہ گورو جی نے بائیبل اور ویدوں کے مقابلہ پر ایک الگ کتاب تیار کی ہے اور اس میں ہندوؤں مسلمانوں کے بزرگوں کو پاپی کر کو سا گیا ہے۔ اس شکایت کی بنا پر جہانگیر نے گورو گرنتھ صاحب سننے کے لئے منگوایا گورو جی نے پانچ قریبی

---

[۱] گور بلاس پاتشاہی ۶ ۔ ادھیائے ۳ [۲] سوڈھی چمتکار ص ۲۹۲
[۳] گور پرتاپ سورج راس ۴ ۔ انسو ۲۴

سکھوں کے ہمراہ گورو گرنتھ صاحب جہانگیر کے پاس بھجوا دیا۔ بادشاہ نے خود ہی ورق الٹ کر پڑھنے کو کہا تو یہ شبد سامنے آیا۔

فریدا بے نماز کتیا ایہہ نہ بھلی ریت — کبھی چل نہ آیا پنجے وقت مسیت
اٹھ فریدا وضو ساج صبح نماز گزار — جو سر سائیں نہ نویں سو سر کپ اتار [*]

اس کے علاوہ جہانگیر نے اور بھی کئی مقامات سے شبد سنے۔ اس نے اس چھان بین اور تحقیقات کے بعد شکایت کرنے والوں کو بہت ڈانٹ ڈپٹ کی نیز بادشاہ نے ۵۰۱ اشرفیاں گورو گرنتھ صاحب کی بھینٹ کر کے سکھوں کو رخصت کر دیا۔ [۲]

پس یہ ایک حقیقت ہے کہ بادشاہ گورو ارجن جی کو کوئی نقصان پہنچانے کا خواہش مند نہ تھا اگر اس کے دل میں گورو جی کے خلاف کوئی بغض یا عناد ہوتا تو ایسی شکایات کے موقع پر وہ بڑی آسانی سے سب کچھ کر سکتا تھا لیکن اس نے کسی وقت بھی عدل جہانگیری کو داغ نہ لگنے دیا۔ ہم جہانگیر یا کسی اور بادشاہ کی کوئی بے جا حمایت نہیں کرنا چاہتے۔ بلکہ سکھ کتب سے وہ باتیں پیش کر رہے ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جہانگیر کے دل میں گورو ارجن جی کے بارہ میں کوئی کینہ نہ تھا۔ اسی وجہ سے اس نے ہر موقعہ پر گورو گھر کے مفاد کی حفاظت کی اور عدل اور انصاف کو مقدم کیا۔

تزک جہانگیری کی کسی نوشت کا سہارا لے کر اور اس کے من مانے معنے بیان کر کے کوئی نظریہ پیش کرنا اور سکھ بزرگوں کی بیان کردہ جملہ تحریرات کو سرے سے نظر انداز کر دینا کوئی قابل تعریف فعل قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ عین ممکن ہے کہ تزک جہانگیری میں بعد کو کمی بیشی کر دی گئی ہو یا اس کی عبارت کو ہی غلط سمجھا گیا ہو کیونکہ اس کے بارہ میں محققین کا ایک نظریہ یہ بھی ہے کہ یہ اپنی اصل حالت میں قائم نہیں رہی۔ جیسا کہ مرقوم ہے کہ :-

"تزک جہانگیر کا یہ اورنگ زیب کے دادا شہنشاہ نور الدین جہانگیر کی خود نوشتہ سوانح عمری کے نام سے مشہور ہے لیکن ایسا کہنا ایسا ہی تعمیم ہے ..... کپتان (لیس) نے بہت سے مفید معلومات

---

[۱] ۵۲ لیکچر ص ۱۱۹

[*] یہاں یہ بیان کر دینا بھی نامناسب نہ ہو گا کہ ایک مرتبہ بخارا کے ایک نواب کے پاس بھی گورو گرنتھ سے متعلق شکایت کی گئی تھی کہ اس میں اسلام کی تکذیب کی گئی ہے۔ اس نواب نے گورو گرنتھ صاحب کو سن کر یہ فیصلہ دیا کہ اس کتاب میں پریم بھری باتوں کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے (تواریخ گورو خالصہ ص ۱۵۳)

[۲] ۵۲ لیکچر ص ۱۱۹ [۳] ایک سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ :- "یہ تسلیم کرنا نامناسب معلوم ہوتا ہے کہ جہانگیر نے عمداً جھوٹا الزام گورو صاحب پر لگوایا اور اس طرح گورو صاحب کو سیاسی بہانہ بنا کر شہید کروایا اس لئے کہ اسلام کے رستہ سے کانٹا نکل جائے۔"

(رسالہ پنج دریا جنوری ۱۹۵۳ء)

پیش کرتے ہوئے بتایا کہ یہ واقعہ بالکل غلط ہے کہ "تزک جہانگیری" جسے محمد ہادی نے محمد شاہی عہد میں مرتب کیا ہے خود جہانگیر کی خود نوشتہ سوانح عمری ہے۔ بلکہ کم از کم ۱۲ اور زائد از ۱۸ سال کے ابتدائی حالات تک اس کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں اس کے بعد اس نے یہ کام معتمد خان کے سپرد کیا۔ لیکن دو سال کے اندر ہی اندر یہ سلسلہ بھی ختم ہو گیا موجودہ مطبوعہ تزک محمد ہادی کا مرتب کردہ نسخہ ہے اس کے علاوہ ابتدائی حالات کے متعلق دو جداگانہ نسخے ہیں۔ اور دونوں میں اتنا اختلاف ہے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے اور محققین اس نسخہ کو جو اپنے جواہرات۔ وحیوانات وغیرہ کے بیان میں مبالغہ آمیز معلوم ہوتا ہے نقلی قرار دیا ہے"۔ [۱] *

پس جہانگیر کے بارہ میں کوئی رائے قائم کرتے وقت بہت ہی احتیاط کی ضرورت ہے اور ہمارے سکھ دوستوں کو اس بارہ میں ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے کہ اگر فی الحقیقت جہانگیر بادشاہ ظالم تھا اور اس کا مقصد سکھ گورو صاحبان کو نقصان پہنچانا تھا تو اس صورت میں صاحب سری گورو گوبند سنگھ جی اسے ہرگز ہرگز "عادل" کے لقب سے یاد نہ فرماتے۔ جیسا کہ ان کا ارشاد ہے کہ:۔

جہانگیر "عادل" مرگیو شاہ جہاں حضرت جو بھیو [۲]

ایک اور مقام پر گورو صاحب کا یہ ارشاد موجود ہے کہ:۔

"اکبر کا بیٹا جہانگیر دھرماتما پاتشاہ ہوگتہ تھا" [۳]

ایک سکھ وِدوان پروفیسر دریام سنگھ جی نے جہانگیر سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"جہانگیر بہت منصف اور نیک آدمی تھا[۴] ...... وہ قدرتی نظارے دیکھ کر بہت خوش

۱۔ رقعات عالمگیر ص۹۳
۲۔ دسم گرنتھ ص۱۲۴
۳۔ بچے مکت ص۱۳

* ہمارے ایک سکھ دوست ماسٹر بجن سنگھ جی نے لدھیانہ سے اپنی چٹھی مورخہ ۶/۶ ۲۲ کے ذریعہ اطلاع دی تھی کہ انھوں نے پاکستان بننے سے قبل ایک تزک جہانگیری دیکھی تھی جو موجودہ تزک سے بہت مختلف تھی۔ یہ چٹھی ہمارے پاس محفوظ ہے۔"

[۴] جہانگیر بادشاہ کی نیکی اس سے بخوبی ظاہر ہے کہ اس نے اپنے بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔
"اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میری عادت ہی کچھ ایسی ہو گئی ہے کہ دن رات ملا کر دو تین گھنٹوں سے زیادہ نہیں سوتا اور اس سے زیادہ وقت نیند میں ضائع نہیں کرتا ـــــــ اس کم خوابی سے مجھے دو فائدے حاصل ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ ملکی معاملات سے پوری آگاہی ہوتی ہے دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے اور لو لگانے کا موقع ملتا ہے کیونکہ میرے نزدیک صد حیف ہے کہ چند روزہ عمر اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت میں گزارے۔ ایک دن ابدی نیند کو ضرور آنا ہے اور جیسا ابدی نیند کا آنا ہی ہے تو کیوں نہ اس عالم بیداری یعنی زندگی کو جسے پھر خواب میں بھی نہیں دیکھ سکوں گا غنیمت جان کر اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزاروں" (تزک جہانگیری اردو ترجمہ ص۴۸۶)

جہانگیر اسے مصوری اور مضمون سے بہت دلچسپی تھی۔ ... وہ ایک اعلیٰ درجہ کا ادیب تھا۔ اور شاعر بھی تھا۔ ... عام کر کے جہانگیر نے اپنے باپ کی طرح ہندوؤں سے اچھا سلوک کیا"۔ [۱]

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ جہانگیر بادشاہ کو سکھ لٹریچر میں عادل، دھرماتما (دینی دیندار) اور نیک بادشاہ بیان کیا گیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عدل جہانگیری تو ایک ضرب المثل ہے۔ گورو ارجن جی نے خود بھی اپنے زمانہ کی حکومت کو "عادل اور حلیمی راج" ظاہر کیا ہے جیسا کہ انہوں نے اپنے کلام میں فرمایا ہے کہ:۔

ہُن حکم ہویا مہربان دا ۔ پیہہ کوئے نہ کسے رنجان دا
سب سکھالی وُٹھیا ایہہ ہوا حلیمی راج جیو [۲]

شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب میں گورو ارجن جی کے اس ارشاد کے یہ معنے بیان کئے گئے ہیں کہ:۔

"پس اب مہربان مالک کا حکم ہو گیا ہے کوئی کسی پر بھاری ہو کر اسے دکھ نہیں دے سکے گا۔ تمام رعایا آرام سے رہیگی ایسا نرمی والا راج ہو گیا ہے"۔ [۳]

یہ حقیقت ہے کہ گورو ارجن جی کے زمانہ میں ہندوستان پر جہانگیر کی حکومت تھی اور گورو جی نے اپنے زمانہ کی حکومت کو "حلیمی راج" بیان کیا ہے اس سے یہ امر واضح ہے کہ جہانگیر کی حکومت عادلانہ تھی جس میں کسی سے کوئی زیادتی یا بے انصافی نہیں کی جاتی تھی اور تمام رعایا امن و سکون سے زندگی بسر کرتی تھی۔

پروفیسر ست بیر سنگھ جی نے اپنے ایک مضمون میں بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ جہانگیر بادشاہ نے حکومت چھوڑ کر تارک الدنیا ہونے کی ٹھان لی۔ اور جب اس کا علم حضرت میاں میر جی کو ہوا تو انہوں نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا۔ اور فرمایا کہ:۔

"جہانگیر ایسا کرنا درست نہیں۔ آپ کی شخصیت تو لوگوں کے بھلے کے لئے ہے۔ آپ کی برکت سے فقیر تک یاد خدا میں مشغول رہتے ہیں۔ لوگ امن چین سے کاموں میں مصروف رہتے ہیں پہلے کوئی اپنے جیسا نگہبانی کرنے والا پیدا کرو۔ پھر تارک الدنیا ہونے کا خیال دل میں لانا"۔ [۴]

حضرت میاں میر کا سکھ دنیا میں بہت ادب اور احترام کیا جاتا ہے جہانگیر بادشاہ کی عادلانہ اور منصفانہ حکومت سے متعلق ان کی جو رائے ایک سکھ پروفیسر نے ہی شائع کی ہے۔ اس سے بھی گورو ارجن کے بیان کی تصدیق ہوتی ہے گورو ارجن جی نے اس حکومت کو "حلیمی راج" قرار دے چکے ہیں اور "سب سکھالی وُٹھیا" فرما کر یہ بتا چکے ہیں کہ اس حلیمی راج میں تمام رعایا امن و سکون سے زندگی بسر کرتی تھی۔ اور میاں میر جی نے بھی وہی کچھ فرمایا ہے۔

مشہور سکھ مورخ گیانی گیان سنگھ جی نے اس کے عادل اور منصف مزاج ہونے کی ایک مثال بھی پیش کی ہے

---

[۱] گولڈن ٹیمپل پاسٹ اینڈ پریزنٹ ص۱۳۷
[۲] گورو گرنتھ صاحب سری راگ محلہ ۵ ص۷۵
[۳] شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب ص۷۵
[۴] گور سندیش مئی ۱۹۶۶ء

جیساکہ ان کا بیان ہے کہ :-

"عادل ایسا تھا کہ اس کے شہزادے خسرو نے کسی کھتری کی بیٹی خوبصورت دیکھ کر زبردستی اپنے محل میں ڈال لی کھتری لوگ نے اکٹھے ہو کر فریاد کی۔ جہانگیر نے خسرو کو گرفتار کرنے کے لئے فوج بھیج دی۔ اس نے مقابلہ کیا۔ آخر شکست کھا کر کابل کی طرف بھاگ گیا۔ جب وہ جہلم کے پاس ایک مسجد میں نماز پڑھتا تھا تو ملاں نے پکڑوا دیا تو جہانگیر کے روبرو لایا گیا۔ اس نے اس کے جملہ ساتھی زمین میں گڑوا کر مروا دیئے اور اسے قتل کروا دیا۔" [1]

اس سے واضح ہے کہ وہ عدل کے معاملہ میں کسی کی کوئی رعایت نہیں کیا کرتا تھا اور جو بھی مجرم ہوتا تھا اسے سزا دیئے بغیر نہیں چھوڑتا تھا خواہ وہ اس کا قریبی رشتہ دار اور عزیز ہی کیوں نہ ہو۔

اس کے علاوہ گیانی جی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس بادشاہ نے بیگاری کے رواج کو اپنے راج میں قلع قمع کر دیا تھا۔ اس کی حکومت میں کسی بڑے سے بڑے افسر کو بھی یہ حق حاصل نہ تھا کہ وہ کسی چھوٹے سے چھوٹے انسان کو بھی بیگار میں پکڑ سکے اور اس سے بیگار لے سکے۔

ایک اور سکھ بزرگ سنت وساکھا سنگھ جی نے جہانگیر کے انصاف سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ :-

"[illegible] جہانگیر [illegible] بادشاہ کے [illegible] تمام [illegible] کروا کر [illegible] کیا [2]

[illegible] ہے کہ :-

"[illegible] سزا کی مرتبہ دی تھی" [3]

[illegible] کرتے ہیں کہ اس بادشاہ کی حکومت میں ایک لمبیر و [illegible] ایک گھڑیال رکھا ہوا تھا جسے بجا کر ہر شخص اس تک پہنچ کر [illegible] چھوٹے سے چھوٹے مظلوم کی بد بختی سننے میں بھی کوئی تامل نہ تھا [4] [illegible] اس نے بے زبانوں سے متعلق بھی یہ حکم دے رکھا تھا کہ اور پر نامناسب بوجھ لادا جائے [illegible] جانور پر اس کی ہمت اور طاقت سے زیادہ بوجھ لادے گا اسے سزا دی جائے گی [5]

ایک اور سکھ وودان نے بیان کیا ہے کہ :-

"تخت پر بیٹھتے ہی جہانگیر نے بعض اصلاحات کیں۔ اس نے مجرموں کے ناک اور کان وغیرہ

[1] تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ص ۳۷۰ ایڈیشن دوم [2] مادہ اتہاس حصہ اول ص ۱۴۳
[3] مادہ اتہاس حصہ اول ص ۵۳ [4] گوروپرتاپ سورج گرنتھ راس ۳ - انسو ۲۷
[5] گوروپرتاپ سورج گرنتھ راس ۴ - انسو ۲۴ -

کاٹنے کی سزائیں بند کر دیں شراب اور دوسرے نشے استعمال کرنے پر کڑی پابندی لگا دی ...... فوجی افسروں کا عام لوگوں کے گھروں میں ٹھہرنا بند کر دیا کیونکہ اس سے انہیں تکلیف ہوتی تھی۔ بیوپاریوں کے لئے آسانیاں پیدا کر دیں عام لوگوں کے لئے شفاخانے قائم کر دیئے" [1]

بعض سکھ ودوانوں نے تو یہ بھی بیان کیا ہے کہ جہانگیر نے تمباکو پینے کی بھی ممانعت کر دی تھی جیسا کہ ایک سکھ وودان رقم طراز ہیں کہ :-

"تمباکو کی ممانعت کا فرمان جہانگیر نے اپنی حکومت میں ہر جگہ پہنچایا اور اس پر عمل کرنے کی سخت تاکید کی" [2]

ایک اور سکھ وودان رقم طراز ہیں کہ :-

"جہانگیر کے عہد میں تمباکو ہندوستان میں آیا ...... اس کی ممانعت کرنے کے لئے جہانگیر کو فرمان جاری کرنے پڑے" [3]

توزک جہانگیری سے یہ واضح ہے کہ اس نے اپنے عہد میں ۱۲ احکام جاری کئے تھے جو یہ ہیں :-

پہلا حکم :- خشکی اور دریا کے راستہ میں محصول نہ لیا جائے۔ چونگی اور دیگر ناواجب ٹیکس جو ہر صوبہ کے جاگیرداروں اور حکومت کے کارندوں نے اپنے نفع کے لئے لگائے ہوئے ہیں ضبط کر لئے جائیں۔

دوسرا حکم :- جن راستوں میں چوری چکاری ہوتی اور ڈاکے پڑتے ہوں۔ آبادی سے دور ہونے کی صورت میں گرد و نواح کے جاگیردار سرائے اور مسجد تعمیر کروا کر کنوئیں کھدوائیں تاکہ بہت سے لوگ ان سراؤں میں آباد ہو سکیں۔ اگر ان راستوں کے ارد گرد سرکاری زمین لگ رہی ہوں تو وہاں کے متصدی یہ کام سرانجام دیں اور ان راستوں میں تاجروں کا سامان تجارت ان کی مرضی کے بغیر کھول کر نہ دیکھا جائے۔

تیسرا حکم :- تمام ملک میں کافر یا مسلمان جو کوئی فوت ہو اس کا مال و متاع اس کے وارثوں کے سپرد کیا جائے۔ کوئی عامل اور سرکاری آدمی اس کی وراثت میں دخل نہ دے۔ وارث نہ ہونے کی صورت میں مرے ہوئے شخص کے ورثہ کو سنبھالنے کے لئے ایک الگ نگران اور تحصیلدار مقرر کیا جائے کہ وہ اس مال و دولت کو مسجدوں اور سراؤں کی تعمیر ٹوٹے پھوٹے پلوں کی مرمت اور نئے تالاب بنانے کے صرف میں لائے۔

[1] ہندو اتہاس ص ۹۱-۲۹۰ [2] رسالہ جیون سندیش پٹیالہ - اتہاسک انک - مئی ۱۹۵۱ء
[3] رسالہ سنت سپاہی امرتسر جنوری ۱۹۵۶ء

چوتھا حکم: شراب اور دوسری تمام نشہ آور چیزیں نہ بنائی جائیں اور نہ ہی فروخت کی جائیں۔

پانچواں حکم: شاہی افسر اور حکام کسی کے گھر میں قیام نہ کریں۔

چھٹا حکم: کوئی شخص کسی کی ناک اور کان وغیرہ کسی بھی خطا اور قصور کی وجہ سے نہ کاٹے۔ میں نے خود بھی اللہ تعالےٰ کے حضور یہ دعا کی ہے کہ وہ مجھے بھی کسی کو ایسی سزا نہ دینے کے عہد پر قائم رہنے میں مدد دے

ساتواں حکم: کوئی متصدی خالصہ اور جاگیر دار رعیت کی زمین نہ چھینے اور اسے ہٹا کر خود کاشت نہ کرے

آٹھواں حکم: شاہی زمینوں کے عامل اور جاگیر دار جن پرگنوں میں ہوں وہاں شاہی اجازت حاصل کیے بغیر شادی نہ کریں۔ اور نہ آپس میں رشتہ داریاں خود طے کریں!

نواں حکم: بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں مریضوں کے علاج معالجہ کے لئے سرکاری شفاخانے بنائے جائیں جن کے اخراجات سرکاری محاصل سے پورے کیے جائیں!

دسواں حکم: والد محترم کی روش کے مطابق ہر سال میری پیدائش کے دن یعنی ۱۸ ربیع الاول سے لے کر اب تک میری عمر کے جتنے سال بنتے ہیں اتنے دن ملک میں ذبیحہ نہ کریں اس کے علاوہ ہفتہ میں دو دن ذبیحہ نہ ہو یعنی جمعرات اور اتوار کو۔ جمعرات اس لئے کہ وہ میری تخت نشینی کا دن ہے اور اتوار اس لئے کہ وہ میرے والد شہنشاہ اکبر کا یوم ولادت ہے۔

گیارہواں حکم: میرے والد کے تمام ملازموں کے تمام منصب اور جاگیریں برقرار رکھی جائیں اس کے علاوہ ہر ایک کی حالت کے مطابق اس کے منصب میں دس بارہ سے لے کر تین چار سو تک کا اضافہ کیا جائے تمام احدیوں کی تنخواہوں میں دس سے پندرہ تک اور تمام شاگرد پیشوں کے ماہانہ میں دس سے بارہ روپوں تک اضافہ کر دیا جائے والد بزرگوار کے حرم سرا میں رہنے والیوں کے وظائف میں ان کی حیثیت اور والد بزرگوار سے ان کی وابستگی کی نوعیت کے لحاظ سے دس بارہ سے لے کر دو سو روپوں تک اضافہ کیا جائے اور ملک کے ان تمام علماء اور صوفیوں کی معاشی امداد حسب سابق برقرار رکھی جائے جن کے پاس ایسی مدد حاصل کرنے کے فرمان پہلے سے موجود ہیں اور میراں صدر جہاں کو جو ہندوستان کے صحیح النسب سیدوں میں سے ہے اور طویل مدت تک صدارت کے عہدہ پر رہ چکا ہے میں نے حکم دیا ہے کہ ہر روز مستحق اور ضرورت مند لوگوں کی خبر گیری کرے اور شاہی خزانہ سے مدد کرتا رہے

بارہواں حکم: ان تمام قیدیوں کو رہا کر دیا جائے جو بہت دنوں سے جیلوں اور قلعوں میں قید کاٹ رہے ہیں نیک ساعت میں میں نے حکم دیا ہے کہ میرے نام پر سونے کے سکے بنائے جائیں چنانچہ میرے حکم سے سونے چاندی کے مختلف اوزان کے سکے بنائے جائیں [1]

---

[1] تزک جہانگیری اردو صفحہ ۳۳

تزک جہانگیری سے واضح ہے کہ جہانگیر نے اپنے دربار میں آنے والے لوگوں کو زمین بوسی کرنے سے روک دیا تھا جیسا کہ جہانگیر کا یہ ارشاد ہے کہ:۔

"میں نے ہر عدل اور قاضی کو جن کے ذمے شرعی امور کی انجام دہی ہے حکم دیا کہ شریعت میں انسان کو سجدہ کرنے کی ممانعت ہے۔ اس وجہ سے آئندہ زمین بوسی نہ کیا کریں۔ کیونکہ یہ بھی سجدہ کی ایک صورت ہے۔" [1]

اس کے علاوہ اس نے اپنے جملہ امراء اور سرداروں کو یہ ہدایت کی تھی کہ:۔

"جھروکہ میں نہ بیٹھا کریں اپنے ماتحت امراء اور سرداروں سے چوکی نہ بھروایا کریں تسلیمات ادا نہ کروایا کریں۔ سزا دیتے وقت کسی کی ناک یا کان نہ کٹوایا کریں کسی کو زبردستی مسلمان بنانے کی کوشش نہ کریں اپنے ذاتی ملازمین کو خطاب نہ دیا کریں۔" [2]

تزک سے یہ امر بھی واضح ہے کہ جہانگیر قدر دان بھی بہت تھا۔ اس کی قدر دانی اس امر سے واضح ہے کہ جب نور جہان کی والدہ نے گلاب کا عطر ایجاد کیا تو جہانگیر نے اس پر خوش ہو کر اسے موتیوں کی مالا انعام کے طور پر دے دی تھی۔ [3]

جہانگیر کے بارہ میں تزک میں یہ بھی مرقوم ہے کہ اس نے ایک مرتبہ اپنے بارہ میں یہ بیان کیا تھا:۔
"چونکہ اللہ تعالےٰ کے اس عاجز بندے (شہنشاہ جہانگیر) کی نیت بہ خیر ہے اور مزاج منصفانہ ہے اس لئے مجھے یقین کامل ہے کہ جو بھی میرے حق میں برائی چاہے گا اپنی بد نیتی کی سزا پا لے گا۔" [4]

ان حوالہ جات سے عیاں ہے کہ جہانگیر ایک منصف مزاج اور عادل بادشاہ تھا۔ وہ عدل کے معاملہ میں کسی کی کوئی رعایت نہ کرتا تھا اور اپنے قریبی سے قریبی رشتہ دار کو بھی سزا دیئے بغیر نہ چھوڑتا تھا بلکہ اس کی حکومت میں کسی کی مجال نہ تھی کہ وہ جانوروں پر بھی کوئی زیادتی کر سکے۔ اور یہ ایسی باتیں ہیں جو خود سکھ مصنفین کو بھی مسلم ہیں۔ ان باتوں کی موجودگی میں کسی صاحب کا تزک جہانگیری سے کوئی حوالہ پیش کر کے اور اس کے خود ساختہ معنے کر کے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ گورو ارجن جی کو جہانگیر کے کسی حکم کی بنا پر ہلاک کیا گیا تھا بہت بڑی زیادتی اور بے انصافی ہوگی۔ اور اس سے خود سکھ اکابر کے بیانات کی بھی تغلیط ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں ہم بھی کچھ عرض کیے دیتے ہیں۔

جیسا کہ ہم اس سے قبل یہ بیان کر چکے ہیں کہ جہانگیر کے خیالات گورو ارجن جی کے بارہ میں بہت اچھے تھے بلکہ اس نے بقول سردار کاہن سنگھ جی نابھہ اپنی شہزادگی کے زمانہ میں گورو جی کو کرتارپور میں بہت بڑی جاگیر

---

[1] تزک جہانگیری اردو صفحہ ۲۲۴

[2] تزک جہانگیری اردو صفحہ ۲۲۶

[3] تزک جہانگیری اردو صفحہ ۲۸۹

[4] تزک جہانگیری اردو صفحہ ۲۷۴

چوتھا حکم: شراب اور دوسری تمام نشہ آور چیزیں نہ بنائی جائیں اور نہ ہی فروخت کی جائیں۔

پانچواں حکم: شاہی افسر اور حکام کسی کے گھر میں قیام نہ کریں۔

چھٹا حکم: کوئی شخص کسی کی ناک اور کان وغیرہ کسی بھی خطا اور قصور کی وجہ سے نہ کاٹے۔ میں نے خود بھی اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کی ہے کہ وہ مجھے بھی کسی کو ایسی سزا نہ دینے کے عہد پر قائم رہنے میں مدد دے

ساتواں حکم: کوئی متصدی خالصہ اور جاگیردار رعیت کی زمین نہ چھینے اور اسے ہٹا کر خود کاشت نہ کرے

آٹھواں حکم: شاہی زمینوں کے عامل اور جاگیردار جن پرگنوں میں ہوں وہاں شاہی اجازت حاصل کیے بغیر شادی نہ کریں۔ اور نہ آپس میں رشتہ داریاں خود طے کریں۔

نواں حکم: بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں مریضوں کے علاج معالجہ کے لیے سرکاری شفاخانے بنائے جائیں جن کے اخراجات سرکاری محاصل سے پورے کیے جائیں۔

دسواں حکم: والد محترم کی روش کے مطابق ہر سال میری پیدائش کے دن یعنی ۱۸ ربیع الاول سے لے کر اب تک میری عمر کے جتنے سال بنتے ہیں اتنے دن ملک میں ذبیحہ نہ کریں اس کے علاوہ ہفتہ میں دو دن ذبیحہ نہ ہو یعنی جمعرات اور اتوار کے دن۔ جمعرات اس لئے کہ وہ میری تخت نشینی کا دن ہے اور اتوار اس لئے کہ وہ میرے والد شہنشاہ اکبر کا یوم ولادت ہے۔

گیارہواں حکم: میرے والد کے تمام ملازموں کے تمام منصب اور جاگیریں برقرار رکھی جائیں اس کے علاوہ ہر ایک کی حالت کے مطابق اس کے منصب میں دس بارہ سے لے کر تین چار سو لشکریوں تک کا اضافہ کیا جائے تمام اہدیوں کی تنخواہوں میں دس سے پندرہ تک اور تمام شاگرد پیشوں کے ماہانہ میں دس سے بارہ روپوں تک اضافہ کر دیا جائے والد بزرگوار کے حرم سرا میں رہنے والیوں کے وظائف میں ان کی حیثیت اور والد بزرگوار سے ان کی وابستگی کی نوعیت کے لحاظ سے دس بارہ سے لے کر دو سو روپوں تک اضافہ کیا جائے اور ملک کے ان تمام علماء اور مولویوں کی معاشی امداد حسب سابق برقرار رکھی جائے جن کے پاس ایسی مدد حاصل کرنے کے فرمان پہلے سے موجود ہیں اور میراں صدر جہاں کو جو ہندوستان کے صحیح النسب سیدوں میں سے ہے اور طویل مدت تک صدارت کے عہدہ پر رہ چکا ہے میں نے حکم دیا ہے کہ ہر روز مستحق اور ضرورت مند لوگوں کی خبر گیری کرے اور شاہی خزانہ سے مدد کرتا رہے

بارہواں حکم: ان تمام قیدیوں کو رہا کر دیا جائے جو بہت دنوں سے جیلوں اور قلعوں میں قید کاٹ رہے ہیں نیک ساعت میں میں نے حکم دیا ہے کہ میرے نام پر سونے کے سکے بنائے جائیں چنانچہ میرے حکم سے سونے چاندی کے مختلف اوزان کے سکے بنائے جائیں[1]

---

[1] تزک جہانگیری اردو صفحہ ۲۳

تزک جہانگیری سے واضح ہے کہ جہانگیر نے اپنے دربار میں آنے والے لوگوں کو زمین بوسی کرنے سے روک دیا تھا جیسا کہ جہانگیر کا یہ ارشاد ہے کہ:۔

"میں نے ہر عدل اور قاضی کو جن کے ذمے شرعی امور کی انجام دہی ہے حکم دیا کہ شریعت میں انسان کو سجدہ کرنے کی ممانعت ہے۔ اس وجہ سے آئندہ زمین بوسی نہ کیا کریں۔ کیونکہ یہ بھی سجدہ کی ایک صورت ہے"[1]

اس کے علاوہ اس نے اپنے جملہ امراء اور سرداروں کو یہ ہدایت کی تھی کہ:۔

"جھروکہ میں نہ بیٹھا کریں اپنے ماتحت امراء اور سرداروں سے چوکی نہ بھروایا کریں تسلیمات ادا نہ کروایا کریں۔ سزا دیتے وقت کسی کی ناک یا کان نہ کٹوایا کریں۔ کسی کو زبردستی مسلمان بنانے کی کوشش نہ کریں اپنے ذاتی ملازمین کو خطاب نہ دیا کریں"[2]

تزک سے یہ امر بھی واضح ہے کہ جہانگیر قدر دان بھی بہت تھا۔ اس کی قدر دانی اس امر سے واضح ہے کہ جب نور جہاں کی والدہ نے گلاب کا عطر ایجاد کیا تو جہانگیر نے اس پر خوش ہو کر اسے موتیوں کی مالا انعام کے طور پر دے دی تھی[3]

جہانگیر کے بارے میں تزک میں یہ بھی مرقوم ہے کہ اس نے ایک مرتبہ اپنے بارہ میں یہ بیان کیا تھا:۔

"چونکہ اللہ تعالیٰ کے اس عاجز بندے (شہنشاہ جہانگیر) کی نیت بخیر ہے اور مزاج منصفانہ ہے اس لئے مجھے یقین کامل ہے کہ جو بھی میرے حق میں برائی چاہے گا اپنی نیت کی سزا پائے گا"[4]

ان حوالہ جات سے عیاں ہے کہ جہانگیر ایک منصف مزاج اور عادل بادشاہ تھا۔ وہ عدل کے عالم میں کسی کی کوئی رعایت نہ کرتا تھا اور اپنے قریبی سے قریبی رشتہ دار کو بھی سزا دیئے بغیر نہ چھوڑتا تھا بلکہ اس کی حکومت میں کسی کی مجال نہ تھی کہ وہ جانوروں پر بھی کوئی زیادتی کر سکے۔ اور یہ ایسی باتیں ہیں جو خود سکھ مصنفین کو بھی مسلم ہیں۔ ان باتوں کی موجودگی میں کسی صاحب کا تزک جہانگیری سے کوئی حوالہ پیش کر کے اور اس کے خود ساختہ معنے کر کے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ گورو ارجن جی کو جہانگیر کے کسی حکم کی بنا پر ہلاک کیا گیا تھا بہت بڑی زیادتی اور بے انصافی ہوگی۔ اور اس سے خود سکھ اکابر کے بیانات کی بھی تغلیط ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں ہم بھی کچھ عرض کیے دیتے ہیں۔

جیسا کہ ہم اس سے قبل یہ بیان کر چکے ہیں کہ جہانگیر کے خیالات گورو ارجن جی کے بارہ میں بہت اچھے بلکہ اس نے بقول سردار کاہن سنگھ جی نابھہ اپنی شہزادگی کے زمانہ میں گورو جی کو کرتارپور میں بہت بڑی جاگیر

---

[1] تزک جہانگیری اردو صفحہ ۲۲۵   [2] تزک جہانگیری اردو صفحہ ۲۲۹

[3] تزک جہانگیری اردو صفحہ ۲۸۹   [4] تزک جہانگیری اردو صفحہ ۴۷۲

بھی دی تھی اس صورت میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ گورو جی کے دل میں گورو ارجن جی سے متعلق کوئی کینہ تھا بلکہ وہ انہیں ختم کرنے کا خواہاں تھا۔ یہ درست ہے کہ بعد کو جہانگیر کے گورو جی سے اچھے تعلقات نہ رہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ گورو ارجن جی کے بڑے بھائی پرتھی چند جی اور دیوان چندو لال ایسے لوگوں نے گورو جی کے خلاف رپورٹوں کا سلسلہ جاری رکھا چنانچہ ایک سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ :۔

"یہ پرتھیا ہی تو تھا جس نے کہ جہانگیر کے پاس گورو ارجن جی کے خلاف رپورٹیں بھجوائیں۔ یہ بھی کہا گیا کہ گورو ارجن مغلیہ حکومت کے خلاف بغاوت کرنے کی تیاریاں کر رہا ہے اور بے بنیاد اور جھوٹی رپورٹوں کو سن کر ہی جہانگیر گورو جی کا مخالف بن گیا۔[1]

یعنی :

"جہاں ہم گورو مہاراج کی شہادت کی ذمہ داری چندو یا جہانگیر بادشاہ کے سر تھوپتے ہیں وہاں پرتھیا جی کم ذمہ دار نہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اس شہادت کے باب کا اصل ہیرو پرتھیا ہی تھا!"[2]

الغرض یہ ایک حقیقت ہے کہ جہانگیر گورو ارجن جی کے تعلقات بگاڑنے میں بہت بڑا دخل پرتھی چند کا تھا کیونکہ وہ گورو جی کو ہر قیمت پر نقصان پہنچانے کے درپے تھا۔ بس جب گورو جی کا اپنا بڑا بھائی پرتھی چند جی ان کے خلاف حکومت کے پاس رپورٹیں کرنے میں مصروف تھا اور اندر چندو لال بھی گورو جی کے خلاف سب سے بڑا الزام یہ تھا کہ وہ جہانگیر کی حکومت کے مخالف ہیں اور بغاوت کر کے اپنا راج قائم کرنا چاہتے ہیں تو اس صورت میں ناممکن تھا کہ گورو جی اور جہانگیر کے تعلقات خوشگوار رہ سکتے۔ ایسی صورت میں اگر جہانگیر کی بجائے کوئی سکھ حکمران بھی ہوتا تو کشیدگی کا پیدا ہونا ایک لازمی امر تھا۔

ایک ہندو ودوان آنند کشور مہتہ جی نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :۔

"سکھوں نے گورو ارجن دیو کے زمانہ میں آہستہ آہستہ اپنی ریاست بنالی تھی اور اپنے گورو کو سچا بادشاہ (REAL KING) کہنا شروع کر دیا تھا جس سے واضح ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں گورو ارجن جی نے سوراج (SELF GOVERMENT WITHIN EMPIRE) قائم کر لیا تھا۔"[3]

اس سلسلہ میں مہاشہ سنت رام آشفتہ کا بیان ہے کہ :۔

"اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سکھ گوروؤں کے دلوں میں اپنی طاقت بڑھانے اور

---

[1] رسالہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ جنوری ۱۹۵۸ء [2] رسالہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ جنوری ۱۹۵۸ء
[3] جیون چتر گورو گوبند سنگھ جی ۵۶

اپنا جتھہ قائم کرنے کا خیال پہلے ہی پیدا ہو چکا تھا۔ اور انہوں نے اس پر عمل درآمد کرنا بھی شروع کر دیا تھا .... لیکن اصلی تکلیف کا آغاز گورو ارجن دیو جی سے ہوا جنہوں نے جہانگیر کے باغی لڑکے خسرو کی امداد کی۔"[1]

یعنی :۔

"اگر سکھ گورو صاحبان حاکموں سے چھیڑ چھاڑ نہ کرتے بادشاہی باغیوں کی مدد نہ دیتے تو ان پر کسی قسم کی سختی کا نازل ہونا ایک ناممکن امر تھا۔"[2]

اس سلسلہ میں ایک سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ :۔

"گورو ارجن جی نے .... سکھ دھرم کا جماعتی ڈھانچہ حکومت کی لائنوں پر ڈھالنا شروع کر دیا۔ انہوں نے مالیہ کے مقابلہ پر دسوندھ ادا کرنے اور نچھاور کی ہدایت جاری کر دی۔ بادشاہ کی طرف سے جگہ جگہ امیر (ڈپٹی) متعین تھے جنہیں "مسند عالی" کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ گورو جی نے بھی اپنے "مسند عالی" مقرر کئے اور انہیں مسند کہا گیا .... پانچویں گورو کے زمانہ میں چڑھاوے میں گھوڑے اور ہتھیار چڑھانے کا حکم بھی ہو گیا۔ یہ ملکی کے موقعہ پر جسمانی طاقت کے مقابلے گھوڑے کی سواری اور ہتھیار چلانے کے مقابلے شروع ہو گئے۔"[3]

عین ممکن ہے کہ جہانگیر بادشاہ ان سب باتوں کو نظر انداز کر دیتا مگر سکھ مورخین خود ہی اس امر کے معترف ہیں کہ جب جہانگیر کے بیٹے خسرو نے اپنے باپ کے خلاف بغاوت کی تو گورو جی نے اس بغاوت میں اس کی روپے پیسے سے مدد کی چنانچہ ایک سکھ ودوان نے اس سلسلہ میں بیان کیا ہے کہ :۔

"جب اکبر بادشاہ نے ۱۶۶۳ بکرمی میں وفات پائی ..... جہانگیر گدی نشین ہوا۔ تو شہزادہ خسرو اس سے لڑ کر بعد شکست عاق ہو کر بطرف پنجاب چلا آیا اور مقام ترن تارن گورو صاحب سے خواہاں امداد کا ہوا .... ایک لاکھ روپیہ طلب کیا ...... گورو صاحب نے پانچ ہزار روپیہ دے دیا۔"[4]

ایک اور سکھ ودوان رقم طراز ہیں :۔

"گورو صاحب نے .... جہانگیر کے باغی بیٹے خسرو کو

---

[1] ہندو جاتی اور سکھ گورو ص ۳ [2] ہندو جاتی اور سکھ گورو ص ۵
[3] رسالہ سنت سپاہی امرتسر اپریل ۱۹۵۲ء [4] تواریخ گورو خالصہ اردو ص ۱۰۵

پناہ دی تھی ..... کھانا کھلایا تھا ۔[1]

بعض اور سکھ مصنفین نے بھی یہی تسلیم کیا ہے[2] مشہور سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ خسرو نے گورو جی سے امداد حاصل کرنے سے قبل یہ پیشکش کی تھی کہ :۔

"میں جہانگیر پر فتح حاصل کر کے خود بادشاہ بنوں گا اور تمام پنجاب کا علاقہ آپ کے سپرد کر دوں گا۔"[3]

سکھ مؤرخین یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اس امر کی رپورٹ بھی گورو ارجن جی کے بڑے بھائی اور گورو جی کے بدخواہوں نے ہی جہانگیر کے پاس کی تھی جیسا کہ ایک سکھ ودوان قمطراز ہیں کہ :۔

"پر تھیا اور اس کا بیٹا مہربان اور دوسرے متعصب لوگ رات دن حکومت کے کان بھرتے تھے کہ گورو ارجن جی نے خسرو کو پناہ دی تھی۔"[4]

ایک اور سکھ ودوان کا بیان ہے کہ :۔

"گورو گھر کے دشمنوں نے گورو جی کے خلاف منصوبہ بنا کر یہ چغل خوری کہ گورو جی نے نہ صرف باغی شہزادہ کی روپیہ سے مدد کی ہے بلکہ اس کی پیشانی پر بادشاہی قشقہ بھی لگایا۔"[5]

بعض سکھ ودوانوں نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ گورو جی نے انسانیت کے نام پر اس کی امداد کی تھی اس میں کوئی سیاسی دخل نہ تھا۔ گورو جی چونکہ ایک مذہبی پیشوا تھے اس لئے ایک مصیبت زدہ انسان کی مدد کرنا ان کا مذہبی فریضہ تھا جسے وہ بجا لائے۔ چنانچہ اس بارہ میں ایک سکھ ودوان نے یہ بیان کیا ہے کہ :۔

"خسرو کی ملاقات اور گورو صاحب کی طرف سے اس کی قابل رحم حالت میں انسانی ہمدردی نیک لوگوں کا وصف ہے۔"[6]

اکالی تخت ہر تسر کے سابق جتھیدار سنگھ گیانی پرتاپ سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :۔

"جب جہانگیر تخت نشین ہوا تو خسرو نے بغاوت کر دی۔ وہ آگرے کے قلعہ میں سے نکل کر متھرا آیا۔ وہاں حسن بیگ فوجدار کو ساتھ لے کر دہلی اور پنجاب کی طرف بڑھا۔ اور گوئندوال کا پتن گذر کر گورو جی سے ترن تارن آکر ملا۔ مہاراج نے مہمان

---

[1] اخبار اجیت جالندھر ۷ ارجنت ۱۹۶۱ء

[2] سودھی چمتکار صفحہ ۲۰۱ وس گورو جوت پرکاش صفحہ ۳۳۸۔ گورمت اتہاس گورو خالصہ صفحہ ۱۱۲ پنجابی سوورمہ صفحہ ۲

[3] تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۳۶۶   [4] اخبار اکالی پتر کا شہیدی ایڈیشن جون ۱۹۶۱ء

[5] اخبار اجیت جالندھر صفحہ ۱۷ جون ۱۹۶۱ء   [6] اخبار آکاش جالندھر ۱۵ رجون ۱۹۵۳ء

اور مصیبت زدہ خیال کر کے اس کی خدمت کی۔ ہماپرکاش میں مرقوم ہے کہ :۔

تھا ہتیا دکھی تاں پر بھئی آفتہ ۔ دیکھ دیال گرو کری ضیافت ۔[1]

یعنی :۔

"ہماپرکاش سے ظاہر ہے کہ گورو جی نے مصیبت زدہ سمجھ کر خسرو کی خدمت کی۔ مصیبت زدوں کی خدمت کرنا سکھی آدرش ہے۔ اس میں سیاست۔ دشمنی یا دوستی کا کوئی دخل نہیں۔"[2]

بعض اور سکھ ودوانوں نے بھی اس سلسلہ میں یہی کچھ لکھا ہے ان کے نزدیک گورو ارجن جی نے خسرو کی جو مدد کی تھی وہ محض انسانی ہمدردی کی بنا پر تھی اس میں سیاست کا کوئی دخل نہ تھا۔[3]

ایک اور سکھ ودوان کا بیان ہے کہ :۔

"اکبر فوت ہو چکا تھا اور جہانگیر کی حکومت قائم ہو چکی تھی شہزادہ خسرو نے اپنے باپ جہانگیر کے خلاف بغاوت کر دی تھی۔ اور وہ سری گورو ارجن جی کے دربار میں پناہ لینے کے لئے آیا تھا۔ گورو ارجن جی نے اس کی پیشانی پر قشقہ لگایا تھا اور اس کی کچھ امداد بھی کی تھی ......"[4]

یعنی :۔ جب گورو جی کو جہانگیر کے دربار میں پیش کیا گیا۔ تو انہوں نے اس بات کا اقبال کیا کہ انہوں نے مہربانی اور شکر گذاری کے سبب سے شہزادہ کی مدد کی تھی اور روپیہ دیا تھا"[5]

ایک اور ودوان ڈاکٹر گنڈا سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ :۔

"اصل میں خسرو نے گوئندوال میں دریا عبور کرتے وقت ایک عام مسافر کی حیثیت میں گورو صاحب کے درشن کئے تھے اور لنگر سے کھانا کھایا تھا۔"[6]

لیکن سکھوں میں ایسے ودوانوں کی بھی کمی نہیں۔ جن کے نزدیک خسرو گورو صاحب کی خدمت میں محض سیاسی غرض لے کر حاضر ہوا تھا اور وہ جانتا تھا کہ گورو جی حکومت کے بارہ میں جہانگیر کے نظریہ سے اختلاف رکھتے ہیں اس لئے انہیں اس کی مدد کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہ ہوگی۔ چنانچہ مشہور سکھ ودوان سردار کپور سنگھ جی آئی سی ایس ممبر لوک سبھا نے بیان کیا ہے کہ :۔

---

[1] گورمت لیکچر صفحہ ۲۰۲   [2] گورمت لیکچر صفحہ ۲۰۶

[3] گورپرتاپ سورج گرنتھ سمپادت صفحہ ۱۱۴۹ اتہاسک لیکھ صفحہ ۲۵ پھلواڑی کا اتہاس نمبر جنوری ۱۹۲۷ء

[4] جتھیدار جالندھر ۲۲ رمئی ۱۹۶۶ء   [5] جتھیدار ۸ رمئی ۱۹۶۶ء

[6] کچھ کو اتہاسک پنے صفحہ ۲۶

"شہنشاہ خوب اچھی طرح جانتا تھا کہ گورو ارجن جہانگیر کے اسلامی شریعت پر حکومت کی بنیاد رکھنے کے خیال کا اشد ترین مخالف ہے۔ نیز گورو ارجن ایسی عظیم اور بے خوف شخصیت کا مالک ہے کہ وہ ایسے وقت میں بھی جب کہ شہنشاہ خود شہزادہ پر فتح کرتی کے پیچھے پیچھے چلا آرہا ہے خسرو کو تسلی اور مدد دینے سے دریغ نہیں کرے گا سو ایسا ہی ہوا۔" [1]

سردار کپور سنگھ جی سابق ممبر ہند پارلیمنٹ نے اس سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ:۔

"شہزادہ اور اس کے ساتھیوں کو کھانا کھلانا ہی قانون کی نظر میں شاہی بغاوت کے مترادف ہے۔" [2]

یہ رائے محض ایک ودوان کی ہی نہیں ہے بلکہ ایک ماہر قانون اور سیاستدان کی ہے سردار صاحب موصوف آئی سی ایس ہیں اور ڈپٹی کمشنر ایسے ذمہ دار عہدے پر فائز رہ چکے ہیں اور ہند پارلیمنٹ کے ممبر بھی لیے گئے ہیں۔ انہوں نے یہ حقیقت تسلیم کی ہے کہ کسی باغی کو کھانا کھلانا بھی شاہی بغاوت کے مترادف ہے۔ اور گورو جی کا خسرو کو کھانا کھلانا اور روپے سے مدد دینا سب کو مسلم ہے۔

جب بادشاہ جہانگیر کے پاس اس قسم کی رپوٹیں پہنچیں کہ گورو ارجن جی نے خسرو کی بغاوت میں مدد کی ہے اور اسے اپنے پاس ٹھہرایا ہے اور گورو جی جہانگیر کے نظام حکومت کے اشد ترین مخالف ہیں اور اس میں انقلاب پیدا کر کے سکھ حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں اور یہ رپورٹیں گزارنے والوں میں گورو جی کے اپنے بڑے بھائی سری پرتھی چند جی* بھتیجے سوڈھی مہربان جی اور حکومت کے اہل کار دیوان چندو ایسے لوگ شامل تھے تو بادشاہ

---

[1] رسالہ پنج دریا، جنوری ۱۹۵۳ء   [2] رسالہ پنج دریا جنوری ۱۹۵۳ء

* مشہور سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ پرتھی چند کا اس بارہ میں یہ کردار تھا کہ:۔

تب پرتھیا چند پاس گیو   صلحی سلبی خان میت تسو
گورو شٹ چوگردی تا اسو   ڈھنگ جائے شاہ دیوان رویو
گورو ارجن دیس ویران کریو   ڈھنگ چو دھار سوی کھٹ گھنے
ہن خسرو باغی جو بھٹے بنے   تس کو دمڑا ایک لاکھ دیو
بر ٹیکہ شاہی کیسر تھیو ۔ (پنتھ پرکاش نواس ۹۶)

ایک اور سکھ ودوان کا بیان ہے کہ:۔

"گورو جی نے خسرو کو دکھی سمجھ کر تسلی دی اور اس کے جوانوں کو پرشاد چھکایا اور کیسر سے اس کی پیشانی پر قشقہ لگا کر اس کی عزت کی۔"

(سنت سپاہی امرت مئی ۱۹۷۳ء)

کا اس بارہ میں مناسب کارروائی کرنا لازمی امر تھا کیونکہ کسی باغی کی مدد کرنا یا حکومت کا تختہ الٹنے کی سازش کرنا یا حکومت کے مقابلہ میں ایک الگ حکومت قائم کرنے کی کوشش کرنا ایسی باتیں ہیں جو دنیا کی کوئی بھی حکومت برداشت نہیں کر سکتی اور وہ اس کے خلاف ضرور ایکشن لیتی ہے۔ اگر بغاوت کامیاب ہو جائے تو حکومت بدل جاتی ہے اور حکمران طبقہ اسیر بن جاتا ہے اور اگر بغاوت ناکام ہو جائے تو بغاوت کرنے والے اپنے کی سزا بھگتتے ہیں زمانہ قدیم سے اب تک یہی دستور چلا آرہا ہے اور خود سکھ مذہب میں اس بارہ میں جو تعلیم دی گئی ہے وہ بھی اسی قسم کی ہے۔ چنانچہ مشہور سکھ بزرگ بھائی گورداس جی نے بغاوت کو ایک ناقابل معافی جرم بیان کیا ہے جیسا کہ ان کا ارشاد ہے کہ:۔

جے کو آپ گنائیکے پاتشاہاں تے عاقی ہووے
ہوئے قتلام حرام خور کاٹھ نہ کفن چتا نہ لوڑے [1]

یعنی جو شخص بادشاہ کا باغی ہے ایسے حرام خور انسان کو قتل کر دیا جائے بلکہ اس کی لاش بھی بغیر گور و کفن یا چتا میں جلانے کے یونہی چھوڑ دی جائے۔

سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے اس سلسلہ میں سکھ مذہب کی یہ تعلیم پیش کی ہے کہ:۔

"نیتی کی مریادہ کبھی بھی توڑنی نہیں چاہیئے .... پرجا کا دھرم ہے کہ راجہ کو بمنزلہ باپ سمجھ کر ہمیشہ اس کی اطاعت گزار رہے۔" [2]

ایک اور مقام پر سردار صاحب موصوف نے بیان کیا ہے کہ:۔

"ہر ایک آدمی کو جس طرح دھرم کے معاملہ میں مذہبی پیشواؤں کی فرمانبرداری کرنی چاہیئے اسی طرح دنیاوی انتظام میں راجہ اور بادشاہ کی اطاعت بھی ضروری ہے جو لوگ ان دونوں میں کسی کو نظرانداز کر دیتے ہیں وہ خدا تعالٰی کے نافرمان ہیں بلکہ فسادی ہیں جاہل ہیں اور دنیا میں فتنہ پیدا کرنے والے ہیں۔" [3]

بھائی گورداس جی نے ایک اور مقام پر مالک یا بادشاہ کے مقابلہ میں ہتھیار اٹھانا ممنوع قرار دیا ہے جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ:۔

پت نہ منّے باپیاں کم ذاتیں وڑئیے!
صاحب سوہیں آپنے ہتھیار نہ پھڑئیے، [4]

گیانی ہزارہ سنگھ جی نے بھائی گورداس کے اس قول کے یہ معنے بیان کئے ہیں:۔

---

[1] واراں بھائی گورداس۔ وار ۲۶۔ پوڑی ۳۲   [2] گورمت مارتنڈ صفحہ ۶۵۵

[3] گورمت سدھاکر ص ۶۸   [4] واراں بھائی گورداس وار ۳۴ پوڑی ۲۱

"جو بیٹا والدین کا احترام نہیں کرتا اسے کم ذاتوں میں شمار کیا جاتا ہے ..... اپنے مالک کے مقابلہ میں کبھی ہتھیار نہ پکڑو" [1]

اس بارہ میں تو گوربانی میں یہاں تک کہا گیا ہے کہ:

کاہے پوت جھگڑت ہو سنگ باپ — جن کے جنے بڈیرے تم ہو تن سیوں جھگڑت پاپ [2]

یعنی ایک فرمانبردار بیٹے کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے باپ سے کسی قسم کا کوئی جھگڑا نہ کرے باپ کا مقابلہ کرنے سے انسان گناہ گار ہو جاتا ہے۔

اور دوسرے جہانگیر اپنے وقت کا بادشاہ تھا اور بادشاہ کے خلاف بغاوت کرنا بھی سکھ دھرم رو سے بھی ممنوع ہے۔

شاید ان باتوں کے پیش نظر ہی بعض سکھ ودوانوں نے گوروجی کی طرف سے خسرو کی گئی اس مدد کو انسانی ہمدردی کے نام سے موسوم کرنے کی کوشش کی ہے۔

پس گورو ارجن جی نے خسرو کی بغاوت میں مدد کی تھی اور اسے اپنے پاس ٹھہرایا تھا اور یہ سب کچھ ودوانوں کو مسلم ہے یہ ایسی باتیں ہیں جنہیں کسی بھی حکومت کے لئے نظر انداز کرنا محال ہے جہانگیر کی حکومت کی جگہ خواہ سکھ حکومت ہی کیوں نہ ہوتی وہ بھی ان باتوں کو فراموش نہ کرتی چنانچہ سکھ ودوان اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ بابا ویر سنگھ جی نورنگا آبادکا ایسے بزرگ کا ڈیرہ سکھ فوجوں نے محض اس لئے توپوں سے اڑا دیا تھا کہ وہاں سکھ حکومت کے باغیوں کو پناہ دی جاتی تھی۔ جیسا کہ ایک سکھ ودوان رقمطراز ہیں کہ:-

"سکھ حکومت کے آخری ایام میں لاہور دربار کے باغیوں کو بھائی ویر سنگھ کے ڈیرے میں پناہ ملتی تھی۔ ڈیرہ توپوں سے اڑا دیا گیا" [3]

جب بھائی ویر سنگھ جی کا ڈیرہ توپوں سے اڑایا جا رہا تھا وہ خود سری گورو گرنتھ صاحب کی تابع بیٹھے تھے توپ کے گولے سے وہ بھی ہلاک ہو گئے [4] اور ان کے ہزاروں ساتھی بھی موت کے گھاٹ اتر گئے تھے [5]

پس ان حالات میں یہ کیونکر باور کیا جا سکتا تھا کہ جہانگیر بادشاہ خاموش رہتا اور کوئی کارروائی نہ کرتا۔ چنانچہ خود سکھ ودوانوں کو مسلم ہے کہ جہانگیر نے گورو صاحب کے بارہ میں یہ حکم صادر فرمایا کہ:-

"در گوئندوال کہ بر کنارے دریائے بیاہ واقع است ہندوئے بود ارجن نام

---

[1] داراں بھائی گورداس مترجم صفحہ ۶۳۶-۳۶ [2] گورو گرنتھ صاحب راگ بسنت جلد ۴ صفحہ ۱۲۰۰

[3] اکالی پتر کا جالندھر ۲۰ رجون ۱۹۶۰ء [4] سکھ انپا سکلو پیڈیا صفحہ ۲۹۳ [5] مہان کوش صفحہ ۲۶۳

در لباس پیری و شیخی چنانچہ بسیارے سادہ لوحان ہند و بلکہ نادان سفیہان اسلام را مقید اطوار و اوضاع خود ساختند۔ کوس پیری و ولایت را بلند آوازہ گردانیدہ بود و اورا گرو می گفتند و از اطراف و جوانب گولان و گول پرستان بدو روح آوردہ اعتقاد و تمام اظہار می کردند سہ چہار پشت او این دکان را گرم میداشتند مدت ہا خاطر می گذشت کہ این دکان باطل را برطرف باید ساخت یا او را در گہ اہل اسلام در باید آورد تا آنکہ دریں ایام خسرو از اں عبور نمود این

---

[1] یاد رہے کہ سکھ حکمران بھی اپنے مذہب سکھ دھرم کی نگہبانی کرتے رہے ہیں چنانچہ مہاراجہ پٹیالہ سری نریندر سنگھ جی سے متعلق ایک سکھ ودوان نے یہ بیان کیا ہے کہ:-

"مہاراجہ پٹیالہ سری مان نریندر سنگھ جی نے ..... اپنی ریاست میں گلابہ داسیوں کے پرچار کو جبراً روک دیا تھا"

[خالصہ پارلیمنٹ گزٹ اکتوبر ۱۹۵۱ء]

یعنی:- مہاراجہ نریندر سنگھ پٹیالہ نے سنگھ سبھا تحریک کو کامیاب کرنے کی حد سے زیادہ کوشش کی۔ پٹیالہ ریاست میں گلاب داسیوں کا زہریلا پراپیگنڈا جبراً روک دیا" (خالصہ پارلیمنٹ گزٹ ۱۹۵۷ء)

ایک اور سکھ ودوان رقمطراز ہیں کہ:-

"مہاراجہ نریندر سنگھ بہادر وغیرہ راجاؤں اور سرداروں نے گلاب داسیوں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا..... دیہات میں چوہدریوں نے پکڑ پکڑ کر سزائیں دیں" (بھارت مت درپن صفحہ ۱۲۹)

مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اپنی حکومت میں عیسائی پادریوں کا پنجاب میں داخلہ بند کر دیا تھا دیکھو رسالہ سنت سپاہی امرتسر جون ۱۹۴۶ء)

گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ:-

سنگھ پنجاب جگت بدانا — سمیر دائے چلی مہانا
ردرہ سنگھ تس کے پڑ چیلے — سنگھ دوئے سے نج سنگھ میلے
کشمیر اور پوٹھو ہاریا — جرا سنگھ سجائے اپار میں
(پنتھ پرکاش چھاپہ پتھر صفحہ ۸۶۸)

گورو ارجن جی سے متعلق ایک سکھ ودوان رقمطراز ہیں کہ:-

"ست گورجی مشہور ہندوؤں کو مسلمان بننے سے بھی روکتے تھے" (گورمت پرکاش جون ۱۹۶۲ء)

[1] اکالی پتر کا جالندھر ۲۰ رجون ۱۹۶۰ء

مردکی مجہول ارادہ کرد کہ ملازمت اورا بامید در منزلے جا در مقام او بود خسرو در انزد لی افتاد آمدہ اورا دید و بعضے مقدمات فرا یافتہ با در سایند و بر پیشانی او را انگشتے از زعفران کہ بہ اصطلاح ہندواں قشقہ گویند کشیدہ آنرا شگون مبدانستد چوں این مقدمہ بمسامع جاہ وجلال بر سیدہ بطلان اورا بوجہ اکمل حیدانستم امر کردم کہ اورا حاضر ساختند و ساکن و منازل و فرزندان اورا بمرتضیٰ خان عنایت نمودم و اسباب و

۱۔ بعض سکھ ودوانوں نے گوردارجن جی کا خسرو کو قشقہ لگانا غلط قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو کھک انہاسک پترے صہ ۲۶ گور پرتاپ سورج گرنتھ سمپادت صہ ۲۶ بہہ ٹے انہاسک لیکھ صہ ۲۶ پھلواڑی دا اتہاس انک جنوری ۱۹۳۰ء

لیکن سردار کپور سنگھ جی ممبر سابق تہند پارلیمنٹ نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے :-

" باقی رہی تلک لگانے والی بات ...... اس تلک لگانے والی بات کو یونہی وضح کر لینے سے جہانگیر کو یا گوردارجن کے دوسرے مخالفوں کو کیا فائدہ پہنچ سکتا تھا ...... یہ بات ہمیشہ یاد رکھنے والی ہے کہ جب گوردارجن، جہانگیر کے حکم سے گرفتار ہوئے تو انہوں نے کبھی بھی اور کسی وقت بھی شہزادہ خسرو کو اپنے پاس ٹھہرانے روٹی کھلانے اور اسکو شیر باد دینے سے انکار نہیں کیا۔"

(رسالہ پنج دریا جنوری ۱۹۵۳ء)

امرتسر سے شائع ہونے والے مشہور ماہنامہ سنت سپاہی نے اپنے جون ۱۹۵۹ء کے پرچہ میں اور پھر مئی ۱۹۶۳ء کے پرچہ میں ٹائٹل کے صفحہ پہ ایک تصویر شائع کی ہے جس میں گوردارجن جی کا خسرو کو تلک لگانا دکھایا گیا ہے اور اس رسالہ کے اگست ۱۹۵۹ء کے پرچہ میں یہ مرقوم ہے کہ :-

" جہانگیر اپنے زمانہ کے حالات خود لکھ رہا ہے اس لئے اس کی بات درست تسلیم کی جا سکتی ہے۔"

یاد رہے کہ جہانگیر نے گورو جی کا خسرو کو تلک لگانا صاف الفاظ میں بیان کیا ہے۔ یاد رہے کہ یہ ٹکہ لگانے کی رپورٹ بھی پرتھی چند نے ہی کی تھی۔ (ملاحظہ پنتھ پرکاش نواس ۴ صہ ۹۶ ـ

احوال اورا بالقید ضبط* در آوردہ فرمودم کہ اورا بہ سیاست و بیاسا رسانند"* ۵۳

جہانگیر کے اس فرمان کو زیادہ سنگین اور قابل اعتراض بنانے کے لئے بعض سکھ ودوانوں نے اس پر " بر قتل رسیدن ارجن نام گورو" کا عنوان بھی جڑ دیا ہے۔ تاکہ پڑھنے والوں پہ یہ اثر ہو سکے کہ جہانگیر نے گوردارجن جی کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ سکھ ودوانوں نے یہ "سیاست و بیاسا رسانند" کے معنے عجیب و غریب بیان کئے ہیں بعض نے لکھا ہے کہ جہانگیر نے حکم دیا تھا کہ گورو جی کو جان سے مار دیا جائے۔ ۱ بعض نے لکھا ہے کہ گورو جی کو دریا میں بہا دیا جائے ۵۳۔ بعض کا خیال ہے کہ اس حکم میں جہانگیر نے گورو جی کو کھال میں سی دینے کا حکم دیا تھا ۳۔ بعض کے نزدیک جہانگیر نے ایسے طریق پر قتل کرنے کا حکم دیا تھا جس سے خون کا ایک قطرہ بھی نہ بہہ سکے ۴۔ سکھوں میں ایسے ودوان بھی موجود ہیں کہ جن کے نزدیک بادشاہ نے لوہے کو بھڑکتی آگ سے گرم کر کے اس پہ گورو جی کو بٹھانے کا حکم دیا تھا ۶۔

الغرض سکھ ودوانوں نے بالعموم یاسانند کے معنے ایک دوسرے سے بہت مختلف بتائے ہیں۔ ایک صاحب نے تو اس کے معنے بیان کرنے میں حد ہی کر دی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ :-

" یاسا (قانون) کے مطابق قتل کے معنے آگ اور پانی کی سزا۔ پہلے بھڑکتی آگ ابلتے پانی اور گرم گرم ریت سے کسی بزرگ ہستی کو جھلسنا اور بعد کو اسے پانی میں غرق کر دینا تاکہ اس کی روح کبھی واپس نہ آ سکے۔ اور اگر بادشاہ کو نہ ستا سکے۔ اور گوردارجن جی کو یاسا کے ذریعہ قتل کر دیا گیا۔" ۵

ایک اور سکھ ودوان آنجہانی پرنسپل گنگا سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

---

* ایک سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ :-

" بال بچہ حوالہ کرنے یا گھر گھاٹ ضبط کرنے کی کارروائی عمل میں لائی جانے کا کسی تاریخ میں حوالہ نہیں۔" (پرکاش صہ ۳۲)

* ایک سکھ ودوان کا بیان ہے کہ :-

" گورو جی کو یاسا کا دُکھ تو نہیں دیا گیا"

(رسالہ گورمت پرکاش امرتسر جون ۱۹۶۱ء)

۱۔ تزک جہانگیری صہ ۳۵۔ دیکھو انہاسک پترے صہ ۲۷

۲۔ گور پرتاپ سورج سمپادت صہ ۲۳۲۹ رسالہ سنت سپاہی جون ۱۹۵۱ء گورمت پرکاش جون ۱۹۶۱ء وغیرہ

۳۔ اجیت جالندھر ۱۷ جون ۱۹۶۱ء ۴۔ گورمت پرکاش جون ۱۹۶۱ء

۵۔ روزنامہ پرکاش چندی گڑھ جون ۱۹۶۱ء ۶۔ کندن جالندھر ۲ جون ۱۹۶۵ء

۷۔ اخبار کندن ۲ جون ۱۹۶۷ء

"بادشاہ نے اپنی تعزیرات میں سے سب سے زیادہ سخت سزا یعنی ساسانیوں کی آگ پر تپانا اور ٹھنڈے پانی میں غوطے دینا تجویز کی اور مرتضیٰ خان کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ اس سزا کے عذاب سے مرد کو میرے سامنے جھکا دے"۔[۱]

اس سے ظاہر ہے کہ جہانگیر گورو جی کو محض جھکانا چاہتا تھا مروا دینا اس کی مرضی نہ تھی۔ اس کے علاوہ عمدۃ التواریخ سے یہ واضح ہے کہ جہانگیر نے گورو ارجن جی کو قتل کر دینے کا حکم صادر نہیں کیا تھا بلکہ مناسب سزا دینا ارشاد فرمایا تھا جیسا کہ مرقوم ہے کہ:۔

" بزبان آمد کہ ہر قسم کہ مناسب بودہ باشد بسزائے باشید رسانید"[۲]

تو زک سے یہی ثابت ہے کہ چونکہ گورو جی پر باغی خسرو کی امداد کا الزام تھا اور اس کی مخبری کرنے والے خود گورو ارجن جی کے بڑے بھائی تھے۔ اس لئے بادشاہ نے یہی حکم دیا کہ ان کے اس جرم کو ملحوظ رکھتے ہوئے یاسا قانون کے مطابق سزا دی جائے۔ چنانچہ اس بارہ میں ایک سکھ ودوان سردار کپور سنگھ جی ممبر لوک سبھا نے یہ لکھا ہے کہ:۔

" جہانگیر کے اس حکم کو کہ گورو ارجن جی کو یاسا کے مطابق سزا دی جائے کے کیا معنے ہیں تزک جہانگیری کا ترجمہ کرنے والوں نے اور سکھ مورخین نے یاسا کے معنے دکھ یا تکلیف ہی کئے ہیں۔ حالانکہ اس کے صحیح معنے یہی ہیں کہ گورو ارجن کو سیاست اور یاسا کے قانون کے مطابق سزا دی جائے۔ گورو ارجن کو تکالیف دے کر جان سے مار دینا یہ ترجمہ اس حصہ کا بالکل غلط ہے۔ اور اس غلط ترجمہ کی تائید میں کوئی لغوی دلیل سند نہیں ہو سکتی"[۳]

سردار صاحب موصوف نے اس سلسلہ میں یہ حقیقت بھی بیان کی ہے کہ:۔

" سیاست تو عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنے حکومت کی طرف سے دی گئی سزا (راج ونڈ) یا راج نیتی کے ہیں اور یاسا منگولین زبان کا لفظ ہے جس کے معنے حکم۔ شاہی حکم اور قانون کے ہیں۔ یہ یاسا کے لغوی معنے ہیں۔ مگر اس کے اصطلاحی معنے جو سب کو مسلم ہیں یہ ہیں کہ وہ "قانون جسے چنگیز خان نے رائج کیا۔ یہی صحیح معنے یاسا کے ہیں"[۴]

الغرض جب گورو ارجن جی کے بڑے بھائی پرتھی چند وغیرہ نے جہانگیر کے پاس یہ مخبری کی کہ گورو ارجن جی نے خسرو کی بغاوت میں مدد کی ہے تو اس نے یہ حکم دیا کہ گورو جی سے متعلق یاسا کے قانون کے مطابق مناسب کاروائی کی جائے نہ یہ کہ انہیں مختلف تکالیف دے کر جان سے مار دیا جائے یا دریا میں

۱۔ رسالہ امرت امرتسر جون ۱۹۳۸ء ۲۔ عمدۃ التواریخ دفتر اول ص ۳۵
۳۔ پنج دریا امرتسر جنوری ۱۹۵۳ء ۴۔ سلسلہ پنج دریا امرتسر جنوری ۱۹۵۳ء

بہا دیا جائے اور بعض مورخین کے بیان کے مطابق گورو جی کو دو لاکھ روپیہ جرمانہ کیا گیا۔[۱] بعض کے نزدیک گورو جی کو ایک لاکھ روپیہ جرمانہ ہوا تھا۔[۲] اور بعض نے جرمانہ کی رقم متعین کرنے سے گریز کیا ہے۔[۳] اکال تخت کے سابق جتھیدار سنگھ صاحب گیانی پرتاپ سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

" گورو جی نے کہا ہمارے پاس جو روپیہ ہے وہ غریبوں اور مسکینوں کے لئے ہے۔ اگر آپ کو روپیہ کی ضرورت ہے تو ہمارے پاس جتنا ہے لے لیں لیکن اگر جرمانہ طلب کریں تو ہم ایک کوڑی بھی نہیں دے سکتے ہیں"[۴]

سکھ مورخین کو یہ مسلم ہے کہ گورو ارجن جی نے جرمانہ کی ادائیگی سے انکار کر دیا تھا۔[۵] بلکہ بعض نے تو یہ بھی بیان کیا ہے کہ گورو جی نے اپنے سکھوں کو بھی روک دیا تھا کہ وہ ان کی طرف سے جرمانہ ادا کرنے کی کوشش نہ کریں۔[۶] لیکن سکھ ودوانوں میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جن کے نزدیک جہانگیر نے جب گورو جی کی باتیں سنیں تو اس کی تسلی ہو گئی۔ گویا کہ اس نے گورو جی کے لئے کوئی سزا تجویز نہیں کی جیسا کہ مرقوم ہے کہ:۔

" چندو لال نے شہزادہ خسرو کو امداد دینے کی شکایت کر کے گورو صاحب کو بلوایا۔ مگر گورو صاحب کی باتیں سن کر بادشاہ کی تسلی ہو گئی۔ تب چندو نے رخ دیکھ کر عرض کیا کہ میں ان کی خدمت کروں گا۔ وہ بادشاہ کی اجازت سے گورو صاحب کو اپنے گھر لے گیا"[۷]

سکھ ودوان اس امر کو تسلیم کرتے ہیں جہانگیر بادشاہ گورو ارجن جی سے متعلق یاسا دستور[۸] کا حکم صادر کرنے کے بعد خود لاہور سے چلا گیا تھا۔ بعض نے اس کا کابل جانا۔[۹] اور بعض نے پشاور جانا بیان کیا ہے۔[۱۰] بعض کے بیان کے مطابق وہ کشمیر چلا گیا تھا۔[۱۱] اور بعض کے بیان کے مطابق دہلی[۱۲]

۱۔ پنتھ پرکاش نواس ۱۵ ص ۱۰۲ سکھ لہر تے گورونانک دیو ص ۳۹ سوڈھی چمتکار ص ۳۰۸۔ سکھوں کے دس گورو اور ان کی تعلیم ص ۳۷۔ گورمت لیکچر ص ۲۰۸۔ برہم گیان ص ۲۳ اکالی پترکا جالندھر شہیدی ایڈیشن جون ۱۹۶۱ء / داحیتہ ۶ رجون ۱۹۶۲ء / سنت سپاہی جون ۱۹۵۶ء

۲۔ اخبار خالصہ سماچار امرتسر ۸ رجون ۱۹۶۱ء ؛ رنجیت پٹیالہ ۳ رجون ۱۹۶۵ء

۳۔ دبستان مذاہب ص ۲۲۴ ۴۔ گورمت لیکچر ص ۲۰۸

۵۔ رسالہ سنت سپاہی امرتسر جون ۱۹۵۶ء

۶۔ اخبار آشا جالندھر ۱۵ رجون ۱۹۵۳ء / سکھوں کے دس گورو اور ان کی تعلیم ص ۳۷

۷۔ بادن لیکچر ص ۱۷۰ ۸۔ اخبار رنجیت پٹیالہ ۳ رجون ۱۹۶۵ء / ۹ جون ۱۹۶۵

۹۔ اخبار قومی ایکتا نئی دہلی ۷ رجون ۱۹۶۵ء ۱۰۔ تواریخ گورو خالصہ

۱۱۔ سکھ اتہاس حصہ اول ص ۲۱۸۔

اور بعض کے نزدیک سنار تھا۔[1] قطع نظر اس کے کہ وہ کہاں گیا تھا۔ بہر حال وہ لاہور میں نہیں تھا اس کے لاہور سے چلے جانے کے بعد گورو ارجن جی کو چندو نام کے ایک ہندو نے اپنی حراست میں لے لیا یہ گورو ارجن جی کے بڑے بھائی پرتھی چند کا بہت گہرا دوست تھا۔ اور دہریہ قسم کا انسان تھا چنانچہ ایک سکھ ودوان نے اس کا تعارف کرواتے ہوئے یہ بیان کیا ہے کہ :۔

"ہمیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ چندو اس زمانہ کا کوئی دہریہ ہوگا اور سکھ مذہب کے بڑھ رہے پرچار کو ختم کرنے کے لئے اس نے اپنے عہدہ کو ناجائز استعمال کیا ہوگا۔ اس قسم کے واقعات سے گورو جی کے عقیدت مندوں کو خوف زدہ کر کے اس سکھی مارگ سے دور رہنے کے لئے دہشت پھیلائی ہوگی۔"[2]

گور بلاس میں مرقوم ہے کہ چندو لال پرتھی چند کا بہت گہرا دوست تھا اور انہوں نے آپس میں پگڑیاں بھی تبدیل کی ہوئی تھیں اور اس نے پرتھی چند سے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ گورو جی کو ہلاک کر کے اس سے گورو یائی دلا دے گا۔ جیسا کہ مرقوم ہے کہ :۔

رنج دکھ پر تھیئے روئے سنائیو   سن چندو تنہہ دھیر دھرائیو
پر سپر کینو متر اچارا   پاگ وٹائے ہرکھ من دھارا
... ...
کہ پرتھیا ہنہ مان گوریائی   آنکھ ترے ہنہ کیسے لیائی
کہ چندو ہتہ مان نواراں   گھر تر ہے کے تے سنگھاراں[3]

گورو ارجن جی چند سال کی حراست میں کیونکر گئے؟ اس بارہ میں بھی سکھ ودوانوں کے مختلف نظریات ہیں۔ چنانچہ اکالی تخت امرت سر کے سابق جتھیدار سنگھ صاحب گیانی پرتاپ سنگھ جی نے اس بارہ میں بیان کیا ہے کہ :۔

"گورو جی کو چندو کے سپرد کیوں کیا گیا یہ ایک سمجھنے والی بات ہے چندو ایک سرکاری آدمی تھا۔ اس نے اپنی دشمنی میں حکومت کو جرمانہ ادا کرنا تسلیم کر کے گورو جی کو اپنی حراست میں لے لیا۔"[4]

ایک صاحب نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ چندو لال نے بادشاہ کے دو لاکھ جرمانہ

---

[1] رسالہ گورمت امرت سر جون ۱۹۶۲ء دس گورو جوت پرکاش ص ۲۳۷
[2] گوربلاس پاتشاہی چھ ادھیائے ۶۔ انک ۴۲ تا ۴۴
[3] اخبار جیت جانا مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۶۶ء [4] گورمت لیکچر ص ۲۰۸

کرنے پر یہ کہا تھا کہ وہ گورو جی کو اس کے حوالہ کر دیں وہ انہیں ترغیب دے کر ان سے جرمانہ وصول کرے گا۔ اس طرح بادشاہ نے گورو صاحب چندو لال کے سپرد کر دیئے تھے۔[1] ایک سکھ ودوان نے یہ بیان کیا ہے

"چندو نے ایک لاکھ روپیہ دے کر گورو جی کو اپنے قبضہ میں کر لیا تھا"[2]

اور بعض کا بیان ہے کہ چندو لال نے اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے گورو جی کو اپنے قبضہ میں لے لیا تھا یعنی نہ تو اس نے جرمانہ کی وصولی کا یقین دلایا تھا اور نہ خود روپیہ ادا کیا تھا۔ لیکن اس کے برعکس ایسے سکھ ودوان بھی موجود ہیں جن کے نزدیک چندو لال خدمت کرنے کے بہانہ سے گورو صاحب کو اپنے گھر لے گیا تھا[3] ایک اور صاحب کا بیان ہے کہ بادشاہ نے تو گورو صاحب کو کوتوال کی سپرد داری میں دیا تھا۔ اور چندو لال نے اس سے گورو صاحب کو اپنے قبضے میں لے لیا تھا۔[4] گیانی پرتاپ سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ :۔

"چندو ایک سرکاری آدمی تھا۔ اس نے اپنی دشمنی میں ...... ست گورو جی کو جیٹھ کی کڑاکے دھوپ میں بٹھایا۔ گرم پانی کی دیگ میں رکھا۔ گرم ریت جسم پر ڈلوائی۔ اور گرم لوہے پر بٹھایا۔ گورو جی نے ناقابل برداشت دکھ اٹھائے"[5]

ایک اور سکھ ودوان نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :۔

"جہانگیر کا یہ حکم تھا کہ گورو ارجن جی کو میرے روبرو پیش کیا جائے جیسا کہ مرقوم ہے کہ حکم تو دیا کہ ست گورو جی کو گرفتار کر کے میرے سامنے پیش کیا جائے۔ لیکن خود گورو جی کی گرفتاری سے قبل اور پیشی سے پہلے ہی ان کا معاملہ اہل کاروں کے سپرد کر کے دہلی چلا گیا۔

گورو جی کو ناقابل برداشت اور ناقابل بیان تکالیف دے کر شہید کر دینے کا کام چندو نام کے اہلکار نے اپنے ذمے لے لیا۔ اسے گورو جی سے پہلے ہی بغض اور عناد تھا چندو لاہور کا باشندہ تھا۔ اور دہلی دربار میں اہلکار تھا۔ اس نے اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے گورو جی کو اپنی حراست میں لے لیا تھا۔"[6]

گیانی لال سنگھ جی اس سلسلہ میں یہ بیان کرتے ہیں کہ :۔

"اس (چندو لال) نے الزام لگا لگا کر اور سازشیں کر کر کے بادشاہ جہانگیر

---

[1] گورپرتاپ سورج گرنتھ راس ۳ انسو ۳۷ [2] سکھ اتہاس ص ۲۱۸
[3] بادن لیکچر ص ۱۳۰ وگدیاس پاتشاہی چھ ادھیائے ۷ [4] پنجابی سورما ص ۲۱۲
[5] گورمت لیکچر ص ۲۰۹ [6] رسالہ گورمت امرت سر جون ۱۹۶۲ء

سے گدوارجن جی کو جرمانہ کروایا۔ اور قید کر کے بہت تکالیف دیں"۔ [1]

الغرض سب کے سب سکھ مورخین اس امر پر متفق ہیں کہ گوروارجن جی کو چندو لال نے جس قدر بھی تکالیف دیں، ان میں بہت بڑا دخل اس کے اپنے ذاتی بغض اور عناد تھا۔ جہانگیر نے اس سلسلہ میں اسے کوئی ہدایت نہیں دی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ سب سکھ ودوانوں نے گورو جی کی موت کا باعث چندو کو گردانا ہے۔ چنانچہ ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ :۔

" یہ گدو صاحب ہر گوبند کے پہلے شہید ہیں جو کسی مسلمان کے ہاتھوں نہیں بلکہ خاص ایک ناپاک بنیئے کے قاتل ہندو کشتری کے ہاتھوں پر م دھام کو انتقال فرما گئے [2]

ایک اور صاحب نے اس بارہ میں بیان کیا ہے کہ :۔

" کلیجہ موہنہ کو آتا ہے کہ شہیدوں کے سلطان سری گدوارجن دیو جی کو اسی مخالف ہندو چندو نے بڑی بے رحمی سے لاہور میں شہید کروا کر اپنے سینہ کو ٹھنڈا کیا"۔ [3]

سکھ مورخین بیان کرتے ہیں کہ جب جہانگیر بادشاہ اپنے دورہ سے واپس لاہور آیا۔ تو اس نے گدوارجن جی کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ اس پر چندو لال نے بادشاہ سے کہا کہ جہاں پناہ آپ کے جانے کے چند دن بعد گدو صاحب ہیضہ سے وفات پا گئے تھے۔ جیسا کہ مشہور سکھ بزرگ بھائی سنتوکھ سنگھ جی نے بیان کیا ہے کہ

سنوشاہ جی لوپور ۔ ماہیں — ملے گورو جب راور پاہیں
تس پاچھے کیتک دن رہے — ہیضہ ہوئے مہاں دکھ سہے
راوی تیر جائے تن تیاگا — سنگت ملی دیو تس داگا [4]

یعنی :۔

" یہ تو بتائیں کہ گدوارجن پیر جی جب ہمیں مل کر گئے تھے تو کہاں رہے! اور کس طرح ان کی خدمت کی گئی؟ جب تم نے کافی عرصہ ان سے بات چیت کی تھی۔ میرا دل بہت خوش ہوا تھا۔ ان کے دیدار سے میرا دل ٹھنڈا ہو گیا تھا۔ بعد کو مجھے یاد ہی نہ رہا اور نہ کسی نے یاد دلایا"۔ [5]

چندو لال نے اس کے جواب میں یہ کہا کہ :۔

" بادشاہ سلامت کیا عرض کروں۔ میں آپ کے حکم کے مطابق گورو جی کو اپنے گھر لے گیا

---

[1] گورو بنس اول صفحہ ۱۹۰ — [2] پنجابی سورما صفحہ ۲۱۶
[3] سکھ ہندو نہیں صفحہ ۹ — [4] گدو پرتاپ سورج گرنتھ راس ۲ ۔ انسو ۴۱
[5] سوڈھی چمکار صفحہ ۳۲۸

اور خدمت کی ۔۔۔۔۔۔ وہ دن میں سمجھاتا رہا جو تھے ان انہیں ماتا کو ہیضہ ہو گیا۔ میں نے بہت علاج معالجہ کیا مگر وہ دن چڑھے وفات پا گئے۔

گدو بلاس پاتشاہی چھ میں مرقوم ہے کہ چندو لال نے بادشاہ سے یہ کہا تھا کہ :۔

اچرج بات ۔ ایہہ سن پائی — حکم ہوئے تے دیوں سنائی
کہا شاہ سنیپ بکہ سناؤ — کہا تھلا من میں تم پاؤ
کہہ چندو عزت سن ایسے — او لک کہتا سن میں جیسے
گورارجن تھے تم پہ آئے — "نیر" لاگ سرلوک سدھائے
جہانگیر جب ہی سنا گورانگد تن تیاگ — سکھ، ڈار انگن اینو کینو بیہ براگ
بادشاہ سکھ بہی اچارو — سریہ گور تھے سکھ روپ ابارو
تو ان تن کو نیج گرہ لے گیو — ہر سند لیسہ ہم نہ دیو
ایہہ سب جھوٹ پاپ سر تیرے — دکش نہ کچھ یاہ میں میرے [1]

جو لوگ گوروارجن جی کی موت جہانگیر بادشاہ کے سر تھوپنے کی کوشش کرتے ہیں انہیں اس امر پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے کہ اگر چندو لال نے بادشاہ کے حکم سے گورو جی کو تکالیف دی تھیں اور ہلاک کیا تھا تو پھر اسے یہ جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی۔ چندو کا یہ جواب کافی تھا کہ جہاں پناہ اس کے لئے یہ حکم فرما گئے تھے کہ اسے مختلف تکالیف دے کر ہلاک کر دیا جائے آپ کے اس حکم کی تعمیل میں اسے جان سے مار دیا گیا۔ لیکن وہ یہ نہیں کہتا بلکہ یہ کہتا ہے کہ گورو جی ہیضہ سے مر گئے تھے اور وہ یہ بات جہانگیر بادشاہ سے ہی نہیں کہتا بلکہ گدو ہرگوبند جی کو بھی اس نے قبل لکھ کر بھیجتا ہے کہ لوگ خواہ مخواہ گوروارجن جی کا قتل میرے ذمہ لگاتے ہیں حالانکہ ان کی موت ہیضہ سے ہوئی تھی جیسا کہ بھائی سنتوکھ سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ اس نے گدو ہرگوبند جی کو لکھا :۔

ہر بی گورو ارجن کو پد میں — تس ہیضہ ہوئے لگیو ادرس
شاہ سمیپ نہ کہیو پہ سنگ — بے چلا پر ہے کیہو کس ڈھنگ
کو کوتام لیوت ہے میرا — تم ڈھنگ کہے جھرک دیہو پھیرو [2]

یعنی :۔

" گوروارجن جی کو ہیضہ ہوا ہے۔ میں نے بہت علاج اور خدمت کرتا رہا مگر آرام نہ ہوا اور دن کو وہ گذر گئے۔ مرنے سے پہلے انہوں نے فرمایا تھا کہ ان کی نعش راوی میں بہا دی جائے"۔ [3]

ان حوالہ جات سے عیاں ہے کہ پراچین سکھ بزرگوں کے نزدیک گوروارجن جی کی موت پر جہانگیر بادشاہ کے

---

[1] گدو بلاس پاتشاہی چھ ۔ ادھیائے ۸ ۔ انک ۱۵۶ — [2] گدو پرتاپ سورج گرنتھ راس ۲ ۔ انسو ۴۶
[3] سوڈھی چمکار صفحہ ۳۲۶

کسی حکم کا کوئی دخل نہ تھا۔ اور خود چندو بھی یہ جانتا تھا کہ اسے گورو جی کو موت کی سزا دینے کا کوئی حق نہیں اسی وجہ
سے اس نے جہانگیر کے دریافت کرنے پر یہ کہا کہ گورو جی کی وفات ہیضہ سے ہوئی۔ اور اس سے قبل
گورو ہرگوبند جی کی خدمت میں بھی لکھ دیا تھا کہ گورو صاحب موصوف کو رات ہیضہ ہوا کافی علاج معالجہ
کیا گیا مگر وہ جانبر نہ ہو سکے اور دن میں وفات پا گئے کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر اس نے جہانگیر کے حکم سے جان لی
ہوتی تو پھر اسے جہانگیر کو صاف الفاظ میں یہ کہہ دینا چاہیئے تھا کہ بادشاہ سلامت آپ حکم دے گئے تھے
کہ گورو ارجن جی کو قتل کر دیا جائے آپ کے اس حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے اور گورو جی قتل ہو گئے ہیں۔ بھائی
سنتو سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ ماتا نانکی جی نے گورو ارجن جی کی موت سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ:-

"ماتا نانکی رودت بہ لاپت جھنجھا سر میرے گت کین
عظمت نہیں جتاوت کھیں کشٹ سہارے تن پہ پین
دے کھتری سر دوش گھنیرا راوی تٹ سریر تج دین"[1]

یعنی۔ ماتا نانکی جی نے فرمایا کہ گورو جی نے کرامت نہیں دکھائی مگر مرنا قبول کر لیا اور کھتری چندو
لال کے سر الزام دے کر راوی کے کنارے انتقال کر گئے۔
ایک سکھ رقم طراز ہیں کہ:-

"چندو نے حکم دیا کہ گورو ارجن جی کو راوی کے ٹھنڈے پانی میں پھینک دیا جائے
..... یہ خبر راوی پہ پہنچے اور انہیں راوی میں پھینک دیا گیا"[2]

مشہور سکھ بزرگ بھائی منی سنگھ جی نے گورو ارجن جی کی وفات سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ:-

"چندو سواہی نے بادشاہ کے پاس چغل خوری کی ..... گورو ارجن کے پاس اس
نے بیٹی کا رشتہ چھٹے گورو کے لئے پیش کیا تھا۔ تو گورو صاحب نے انکار کر دیا تھا۔ اس لئے
بادشاہ کے پاس چغل خوری کرکے گورو صاحب کو بلوایا تھا ... گورو ارجن کی موت لاہور میں
اسی سبب سے واقع ہوئی تھی"[3]

بھائی ویر سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ:-

"مہرو دیوان نے آپ سب کچھ تکمیل کی اور

---

[1] گور پرتاپ سورج گرنتھ رُت یکم۔ انسو ۲۔
[2] پر ہم گیانی ص ۲۹
[3] بھگت رتنا ولی ساکھی نمبر ۱۱۵ ص ۱۴۶۔

لوگوں کی آواز اٹھ ہی نہ سکی"[1]

پس جو لوگ اس بات پر مصر ہیں کہ جہانگیر بادشاہ ہی گورو ارجن جی کا قاتل تھا اور اسی کے حکم سے چندو
لال نے گورو جی کی جان لی تھی۔ انہیں اس بات پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی ضرورت ہے کہ پھر اس کی
کیا وجہ ہے کہ گورو ارجن جی کے ہم عصر اور ان کے قریب کے زمانہ کے سکھ بزرگوں نے اس بارہ میں ایک
لفظ تک نہیں کہا ہے*۔ اور کیوں سب کے سب پراچین بزرگ اور مصنف چندو لال کو ہی گورو جی کا قاتل
گردانتے چلے گئے۔ بعض تو ایسے بھی ہیں کہ جن کی زندگی میں گورو ارجن جی کو یہ سانحہ پیش آیا تھا۔ چنانچہ

---

[1] گور پرتاپ سورج سماوت ص ۲۱۹ ۲
روزنامہ ملاپ کے ایڈیٹر ون بیر جی نے اپنے ایک حالیہ مضمون میں شائع کیا ہے کہ:-

"اس تمام کہانی کا شرمناک پہلو یہ ہے کہ گورو مہاراج کو گرفتار کرکے
لاہور میں لایا گیا تو بادشاہ لاہور سے کشمیر کی طرف جا چکے تھے۔
گورو جی کو اس نے کبھی دیکھا بھی نہیں۔ ان سے بات نہیں کی۔
ان کی بات سنی بھی نہیں۔ بادشاہ کی غیر حاضری میں ......
سری گورو ارجن دیو جی کے دیرینہ دشمن دیوان چندو شاہ نے فیصلہ
کیا کہ گورو مہاراج کو زندہ جلا کر ختم کر دیا جائے"

ان بیر جی نے صوبیدار لاہور کو بھی اس بارہ میں گھسیٹنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن پراچین سکھ لٹریچر
میں اس بات کا کہیں بھی ذکر نہیں کہ چندو نے گورو جی کو جو دکھ دیئے تھے ان میں صوبے دار لاہور
کا بھی ہاتھ تھا۔ یہ ون بیر جی کا اپنا اختراع ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ چندو نے سب کچھ خود اپنی
ذمہ داری پر کیا تھا بادشاہ یا حکومت کا اس میں کوئی دخل نہ تھا۔

* یاد رہے کہ مشہور سکھ مؤرخ اور شاعر بھائی سنتوکھ سنگھ جی نے بھی گورو ارجن جی کا قاتل چندو کو ہی گردانا
ہے۔ اور جہانگیر پر اس سلسلہ میں کوئی الزام نہیں دیا۔ چنانچہ ویر سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ:-
"بھائی سنتوکھ جی گور پرتاپ سورج گرنتھ کے مصنف بادشاہ کی طرف سے قتل کا حکم دیئے جانے کا ذکر
نہیں کرتے لیکن جو بانے کا کرتے ہیں اور زیادتی چندو کی بیان کرتے ہیں"
[دیکھئے اتہاسک کھوج ص ۳۲ در رسالہ پھلواڑی اتہاس نمبر جنوری ۱۹۳۰]
اصل بات تو یہی ہے کہ جہانگیر نے گورو ارجن جی کے قتل کا کوئی حکم دیا ہی نہیں۔ تاہم جو سکھوں نے اب قتل کا حکم
سمجھ لیا ہے اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ بادشاہ نے گورو جی سے متعلق یہ حکم دیا تھا کہ ان سے یاسا کے مطابق
سلوک کیا جائے اور بقول سردار کپور سنگھ جی اس کے یہ معنے کرنا کہ گورو جی کو تکلیف دے کر جان سے مار دیا جائے
بالکل غلط اور بے بنیاد ہیں۔ ان معنوں کے لئے کوئی لغوی دلیل سند نہیں ہو سکتی۔

ان میں بھائی گورداس جی صفِ اوّل پر ہیں۔ آپ گورو جی کے ہم عصر تھے اور ان کے کاتب بھی تھے۔ اور گورو گرنتھ صاحب کی پہلی جلد گورو ارجن جی نے ان کے ہاتھوں سے تیار کروائی تھی۔ اسی وجہ سے گورو گرنتھ صاحب کے اس اصل نسخہ کو سکھوں میں بھائی گورداس والی بیڑ کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ بعض سکھ ودوانوں کے نزدیک آپ نے گورو ارجن جی کی وفات کے سلسلے میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

رہندے گور دریاؤ وچ مین کلین ہیت نربانی
شبد سُرت لو مرگ جیوں بھیڑ پئی مراد نہ آنی
گُرو ارجن وِٹّوں قُربانی

بھائی گورداس جی نے اس امر کی کوئی وضاحت نہیں کی کہ گورو جی کی وفات جہانگیر کے حکم سے ہوئی ہے سکھوں میں ایسے ودوان بھی موجود ہیں جو جہانگیر کی دشمنی میں اس حد تک بڑھے ہوئے ہیں کہ بھائی گورداس ایسے سکھ بزرگ کو بھی کوسنے سے دریغ نہیں کرتے اور ان کے نزدیک بھائی جی کا گورو ارجن جی کی شہادت کو جہانگیر کے سر نہ تھوپنا ان کی بزدلی کی علامت ہے جیسا کہ ایک سکھ شاعر کوی راج مان سنگھ جی بلبھ نے بیان کیا ہے کہ:۔

سر توں پیر الّا تائیں ڈر گیا بھائی گورداسا ۔ پنجم گورو شہید الیس نہ من لئی گل ہاسا
گور شہید کا ماں ایس نہیں لکھ رنگ کاں ۔ کوتا دے ہی چھند جا ندا سکھ صفت درائی [2]

ایک اور سکھ ودوان نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

" بھائی گورداس جی کی زندگی میں پیدا شدہ بزدلی کا بہت پتا ثبوت واراں اور کبت سویّوں میں گورو جی کی شہادت سے متعلق بالکل خاموش رہنا بھی ہے۔ حالانکہ بھائی گورداس گورو ارجن کا ہم عصر ہے۔ اس کی آنکھوں کے سامنے یہ شہادت ہوئی ہے آنکھوں کے سامنے ہوئی عظیم الشان شہادت کو بھائی گورداس ایسے ودوان کا نظر انداز کر جانا اس امر کی دلیل ہے کہ گورو ارجن جی کی شہادت سکھ سماج میں بزدلی کا سبب بنی [3]"

جہاں تک پراچین سکھ لٹریچر کا تعلق ہے۔ اس سے یہ حقیقت واضح ہے کہ پرتھی چند نے گورو جی کو ہلاک کیا تھا۔ جو لوگ بھائی گورداس ایسے بزرگ کا اس بارہ میں خاموش رہنا ان کی کمزوری اور بزدلی پر محمول کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک وہ انصاف سے کام نہیں لے رہے۔ اور محض اپنے خیال کی بنا پر اپنے ایک سکھ بزرگ کی عزت کو بھی قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتے اور بھائی

۱؎ واراں بھائی گورداس - وار ۲۴ - پوڑی ۲۳
۲؎ گوربانی گورتا صفحہ ۵۸ ۔ ۳؎ سرناں شہادت صفحہ ۳۷

گورداس جی کو ڈرپوک اور بزدل بیان کر کے ان کی عزت اور احترام کو بھی بالائے طاق رکھ رہے ہیں انہیں اس امر پر بھی ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی ضرورت ہے کہ پھر وہ صاحب سری گورو گوبند سنگھ جی ایسے اپنے عظیم الشان گورو جی کے بارہ میں کیا ارشاد فرماویں گے۔ انہوں نے بھی اس بارہ میں کچھ نہیں فرمایا۔ چنانچہ ایک سکھ ودوان کا بیان ہے کہ:۔

" گورو گوبند سنگھ جی نے اپنی آتم کتھا بچتر ناٹک میں گورو ارجن جی کی شہادت سے متعلق کوئی ذکر نہیں کیا!" [1]

پس پراچین زمانہ کے سکھوں کا یہ نظریہ ہی نہیں تھا کہ گورو ارجن کو جہانگیر نے قتل کروا دیا ہے۔ اس لئے ان کی تحریرات میں اس کا کوئی اشارہ نہیں ملتا۔ موجودہ زمانہ کے وہ سکھ جو اس قتل کو جہانگیر کے سر تھوپ رہے ہیں وہ اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کرنے کی بجائے اپنے مسلمہ بزرگوں کی عزت کو بھی قربان کر رہے ہیں اور انہیں کمزور اور بزدل قرار دے رہے ہیں۔ جو لوگ ان حقائق کو نظر انداز کر کے محض جہانگیر کے بغض کی وجہ سے اسے گورو ارجن جی کا قاتل قرار دے رہے ہیں۔ ہم ان کی خدمت میں ایک سکھ ودوان کا یہ ارشاد پیش کئے دیتے ہیں کہ:۔

" اگر گورو صاحب کی شہادت کو جہانگیر کا حکم سمجھا جائے تو جہانگیر کے زمانہ کی انصاف کی کہانیاں تاریخ سے خارج کرنی پڑیں گی ...... جہانگیر کے بارہ میں تو انصاف اپنے عروج پر تھا اسے گورو ارجن صاحب کے بارہ میں کوئی نہ کوئی ٹھوس ثبوت انصاف کے سامنے ضرور رکھنا پڑتا۔" [2]

یہ بات سولہ آنے درست ہے کہ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ جہانگیر عادل نے گورو ارجن جی کو مروایا تھا تو پھر اس سے متعلقہ انصاف کی تمام کہانیاں تاریخ سے خارج کرنا پڑیں گی بلکہ گورو گوبند سنگھ جی۔ بھائی گورداس جی اور تمام سکھ اکابر کی عزت اور احترام سے بھی ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ گورو گوبند سنگھ جی نے نہ صرف یہ کہ گورو ارجن جی کی موت کی ذمہ داری جہانگیر کے سر نہیں تھوپی بلکہ یہ بھی فرمایا ہے کہ جہانگیر ایک عادل بادشاہ تھا۔ جیسا کہ ان کا یہ ارشاد آج بھی دسم گرنتھ میں موجود ہے کہ:۔

جہانگیر عادل مرگیو ؛ شاہ جہاں حضرت جو بھیو

شاید اسی قسم کی باتوں کے پیش نظر ہی سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین نے گورو ارجن کا قتل جہانگیر کے سر تھوپنے والوں کو مخاطب کر کے یہ حقیقت بیان کی ہے کہ:۔

" سری گورو ارجن دیو جی کے جوتی جوت سمانے سے متعلق ہم کسی محقق کی تسلی نہیں کر سکے

۱؎ رسالہ گورمت پرکاش امرتسر دسمبر ۱۹۶۲ء و فتح دہلی سنت گور نمبر ۱۹۶۲ء
۲؎ روزنامہ اجیت جالندھر ۲۲ ر مئی ۱۹۶۶ء

اپنے گھر میں خواہ کچھ سمجھ رہے ہوں لیکن ایک محقق کی جس طرح تسلی کی ضرورت ہے وہ ہم نہیں کر سکے۔ جادو ناتھ نے شک کیا۔ لیکن جواب دینے کی بجائے ہم نے اسے گالیاں دینا شروع کر دیا۔ کیا اس سے ہمارا معاملہ صاف ہو گیا۔" [۱]

گورو ارجن جی کی شہادت کے سلسلے میں سکھ مورخین نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ چندو لال نے اپنے بغض اور عناد کی بناء پر گورو ارجن جی کو جو جو تکالیف دیں ان کا جہانگیر نے نہ صرف یہ کہ کوئی حکم نہیں دیا تھا۔ بلکہ اسے یہ بھی علم نہ تھا کہ چندو لال نے انہیں ہلاک کر دیا ہے مشہور سکھ مورخ گیانی گیان سنگھ لکھتے ہیں کہ گورو ارجن جی کے فرزند ارجمند گورو گوبند جی نے جہانگیر کو بتایا تھا کہ چندو لال نے ان کے والد بزرگوار کو مختلف تکالیف دے کر ہلاک کر دیا ہے۔ جیسا کہ مرقوم ہے کہ:۔

ان کریوُ دغا مم پتا سنگ   ات ظلم کیں ان ہو ٹے نشنگ
ڈر راکھیو آپ کا ندا ناہیں   گور ہیے این دکھ دے کجا ہیں [۲]

یعنی گورو ہرگوبند جی نے جہانگیر سے کہا تھا کہ چندو لال نے ان کے باپ کو بہت تکالیف دے کر ہلاک کر دیا ہے اور اس نے آپ کا بھی کوئی خوف نہیں کیا۔ گورو ہرگوبند جی کے ذریعہ اسے یہ سب ماجرا معلوم ہوا تو اس نے گورو جی سے برملا کہا:۔

"مجھے کچھ بھی علم نہیں کہ اس نے گورو صاحب سے کیا سلوک کیا ہے" [۳]

اس سلسلہ میں بھائی سنتوکھ سنگھ جی نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ جہانگیر بادشاہ نے گورو ہرگوبند جی سے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اگر آپ کے نزدیک گورو جی کو دکھ دینے یا مارنے میں ہمارا قصور ہے تو ہمیں بھی ڈنڈ دے دیجئے جیسا کہ بھائی صاحب بیان کرتے ہیں کہ بادشاہ نے یہ کہا تھا کہ:۔

جے میری کچھ لکھیو کھوٹائی   تو ہم کو دیو ڈنڈ بنائی
ناہیں نال جاہیں اوگیاری   نس تے لیو بدلہ اس گھری [۴]

سکھ مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ جب جہانگیر کو یہ علم دیا گیا کہ چندو لال نے گورو ارجن جی کو محض اپنے ذاتی کینہ کی بنا پر ہلاک کیا ہے تو اس نے چندو کے خلاف فوراً ایکشن لیا اور اسے معزول کر کے گورو ہرگوبند جی کے حوالہ کر دیا اور کہا کہ یہ آپ کے والد بزرگوار کا قاتل ہے اس لئے آپ جو چاہیں اسے سزا دے سکتے ہیں جیسا کہ ایک مشہور سکھ بزرگ بھائی سنتوکھ سنگھ جی بیان کرتے

---

[۱] سردار کرم سنگھ ہسٹریڈی انہاسک کھوج جلد ۲   [۲] پنتھ پرکاش نواس ۱۵۔ ص ۱۰۶

[۳] تواریخ گورو خالصہ

[۴] گورپرتاپ سورج گرنتھ۔ راس ۵۔ انسو ۳۔

ہیں کہ جہانگیر بادشاہ نے گورو ہرگوبند جی سے یہ کہا تھا کہ:۔

آپ اپرادھی تے نے بھیو .... ساتھ ہمارے فرض نہ رہے
یہ اپرادھی بڈاد تمارا دے کر اپنا فرض اتار[۱]

ایک ہندو ودوان لالہ شو برت لال ورمن نے اس سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ بادشاہ نے اسی جرم میں چندو کی تمام جائداد بھی ضبط کر لی تھی جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے کہ:۔

"بادشاہ کو گورو ارجن دیو جی کے آخری حال کی کچھ خبر نہ تھی۔ تعجب میں آیا۔ فوراً چندو لال کی جائداد کی ضبطی کا حکم دے دیا تھا" [۲]

اس بارہ میں ایک سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ:۔

"بادشاہ نے ... گورو ارجن جی کی شہادت کا ذمہ دار چندو کو ٹھہرا کر اسے ست گورو جی کے حوالہ کر دیا پھر سات نو میں اور پانچ ہزار فوج ست گورو کے ماتحت دے کر انہیں پنجاب کے حکام کا نگران مقرر کیا" [۳]

ایک سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ:۔

"گورو جی نے بادشاہ کو یقین دلایا کہ چندو کیسا نیچ اور ظالم ہے جہانگیر نے عاجزی سے عرض کیا [۴] کہ چندو آپ کے باپ کا قاتل ہے۔ میں اسے آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ جو آپ کا دل چاہے کریں" [۵]

بعض سکھ ودوانوں نے یہ بیان کیا ہے کہ جہانگیر نے گورو ہرگوبند جی کے مطالبہ پر چندو لال کو ان کے سپرد کیا تھا جیسا کہ مرقوم ہے کہ:۔

"گورو جی کے مطالبہ کرنے پر گورو ارجن دیو جی کی شہادت کے ذمہ دار دیوان چندو کو ان کے حوالے کرنا پڑا۔ گورو جی کے دیش بھگت سیوکوں نے اسے غداری کا مزہ چکھانے کے لئے اس کی ناک میں نکیل ڈال دی اور پھر چار ہٹ چھکا کر (خوب مار پیٹ کر کے) اس کا کیرتن سوہیلا پڑھ دیا" [۵] *

بھائی ویر سنگھ جی نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"خود کو بے گناہ کے خون کے جرم سے بچانے کے لئے بادشاہ نے چندو کو ست گورو کے حوالے کر دیا یہ اس زمانہ کا ایک عام رواج تھا کہ حاکم لوگ بڑے مجرم کو جن کا اس نے جرم کیا ہو ان کے سپرد کر دیتے تھے

---

[۱] گورپرتاپ سورج راس ۵۔ انسو ۳   [۲] پنجابی سورما ص ۴۱

[۳] رسالہ سنت سپاہی امرتسر مئی ۱۹۶۱ء   [۴] دس گورو آن دا سنکھیپ جیون چرتر ص

[۵] رسالہ گورمت ترنے دہلی۔ مارچ ۱۹۶۳

* چندو کی موت سے متعلق گورو بلاس میں مرقوم ہے کہ جس شخص سے اس نے گورو جی کے جسم پر تپتی ہوئی ریت ڈلوائی تھی اس نے گرم کڑچھا اس کے سر پر مارا تھا اور اس طرح چندو ہلاک کیا گیا۔ گورو بلاس پاتشاہی چھ ادھیائے ۸ انک ۵۶۲۔

تا کہ وہ جو چاہیں سزا دے کر اپنا دل ٹھنڈا کر لیں"۔[1]

قطع نظر اس کے کہ گورو ہرگوبند جی کے مطالبہ پر چندو لال ان کے سپرد کیا گیا تھا یا جہانگیر بادشاہ نے اس زمانہ کے رواج کے مطابق چندو لال کو گورو ارجن جی کا قاتل سمجھ کر ان کے حوالہ کیا یہ ایک حقیقت ہے کہ چندو لال گورو ہرگوبند صاحب کے سپرد کر دیا گیا تھا اور پھر سکھوں نے اسے مار پیٹ کر ملک عدم رخصت کر دیا گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ گورو ارجن جی کی المناک موت جہانگیر کے عہد کا ایک افسوسناک واقعہ ہے لیکن اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ چندو لال نے گورو جی کو تکالیف دیں۔ وہ جہانگیر کے کسی حکم کا نتیجہ نہ تھیں ان کی تمام تر ذمہ داری چندو لال پر تھی۔ سکھ مورخین تو یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جہانگیر کو ان سے متعلق کچھ بھی خبر نہ تھی۔ گورو ہرگوبند جی کے بتلانے پر اسے ان تکالیف کا علم ہوا۔ اور اس نے علم ہونے پر فوراً ایکشن لیا اور چندو کو گورو جی کے سپرد کر دیا کہ وہ جو چاہیں اسے سزا دے کر اس سے اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لے لیں۔ سکھ مورخین کو یہ مسلّم ہے۔ کہ چندو لال کو گورو جی سے ذاتی بغض اور عناد تھا۔ اور اس کی وجہ سکھ مورخین نے یہ بیان کی ہے کہ اس کی بیٹی کا رشتہ گورو جی نے اپنے بیٹے گورو ہرگوبند جی کے لئے لینے سے انکار کر دیا تھا۔[2]

بھائی ویر سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"جب بادشاہ نے چندو کو قصوروار ٹھہرایا اور سزا کے لئے ست گورو کے سپرد کر دیا۔ تو بادشاہ نے لوگوں میں اپنے بے قصور ہونے کا سکہ بٹھایا یہ خیال عام شہرت پا گیا اور عام لوگوں میں سینہ بسینہ چلا آیا۔"[3]

پس حقیقت یہی ہے کہ جہانگیر نے گورو ارجن جی کو قتل نہیں کروایا تھا۔ اور نہ اس قسم کا کوئی حکم دیا تھا۔ یہ سب کچھ چندو نے کیا تھا اور اسی وجہ سے معاملہ کھل جانے پر بادشاہ نے چندو کو گورو جی کے سپرد کر دیا تھا۔ ورنہ جب چندو لال کو جہانگیر نے معزول کر کے گورو ہرگوبند جی کے حوالہ کیا تھا اور کہا تھا کہ یہ آپ کے باپ کا قاتل ہے۔ آپ جو چاہیں اسے سزا دے سکتے ہیں گورو جی اسے فوراً یہ کہہ دیتے کہ یہ تو آپ کا ایک

---

[1] گور پرتاپ سمپادت صفحہ ۲۳۸ دیپو کے اتہاسک لیکھ صفحہ ۳۲ دھپلواڑی دا اتہاس نمبر جنوری ۱۹۳۰ء

[2] سکھ مورخین نے گورو جی کے اس انکار کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ جب براہمنوں نے یہ رشتہ تجویز کر کے چندو کو بتایا تو اس نے یہ کہہ کر رد کر دیا کہ تم نے چوبارے کی اینٹ نالی میں لگا دی یہ متکبرانہ بات سن کر گورو جی نے بھی رشتہ لینے سے انکار کر دیا لیکن ایک سکھ ودوان کا اس بارہ میں یہ بیان ہے کہ رشتہ کرنے والے براہمن نے اپنے پاس سے یہ بات بنا رکھی تھی تا کہ وہ گورو صاحب کو احسان جتلائے کہ انہوں نے یہ رشتہ کروایا ہے۔ چندو نے اس قسم کی کوئی بات نہ کہی تھی۔ (گورمت پرکاش صفحہ ۱۵)

[3] گور پرتاپ سورج سمپادت صفحہ ۱ بھائی کے اتہاسک لیکھ صفحہ ۳۶۰ پھلواڑی دا اتہاس نمبر جنوری ۱۹۳۰ء۔

لازم ہے اس نے تو جو کچھ کیا ہے آپ کے حکم کی تعمیل میں کیا ہے اس لئے اس بیچارے کا کیا قصور ہے کہ اسے کوئی سزا دی جائے۔ سکھ مورخین تو یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ بادشاہ کو اس بارہ میں کوئی علم ہی نہیں تھا۔ گورو ہرگوبند جی نے ہی اسے بتایا تھا کہ ان کے بزرگوار والد کو دیوان چندو لال نے ہلاک کر دیا ہے اس لئے اسے ان کے سپرد کر دیا جائے۔ اور بادشاہ نے گورو جی کے اس مطالبہ پر ہی اسے معزول کر کے گورو جی کے سپرد کر دیا تھا۔ اور اس کی جائداد بھی ضبط کر لی تھی۔ اور گورو کے سکھوں نے اسے مار مار کر ملک عدم پہنچا دیا تھا ایک سکھ ودوان گیانی نہال سنگھ عفیف ایم اے نے اس بارہ میں یہاں تک لکھ دیا ہے کہ:۔

"چندو ہم بر گورو کے خلاف صنم پرستی بہ جنگی می شد خیرگی داشت دار طرف خود در ذخیرہ توبیخ گورو حیلے ستم ہم اضافہ کردو این از آن ظاہر است کہ چوں سالہا بعد گورو ہرگوبند پسر بابا گورو ارجن دیو شاہ جہانگیر ہم نشست پیدا کردند و گورو باہم کا ب بادشاہ بارہا بہ سیر و تفریح کا شہر رفت شاہ جہانگیر چندو را در قصاص بہ مریدان گورو سپرد۔ چہ خوب می بود کہ مریداں گورو در انتقام گیری ادگز فتہ کار می گرفتند شہادت گورو بے بے نظیر تر می باشد"۔[1]

یعنی ۔گورو جی نے بت پرستی کے خلاف جو مستعدی دکھائی اس سے چندو بھی ہراساں ہو گیا اس نے گورو کو سرزنش کرنے کے لئے اپنی طرف سے بہت ستم ڈھائے اور ان میں اضافہ کرتا چلا گیا۔ اس بات کی اس امر سے تصدیق ہوتی ہے کہ کئی سال بعد گورو بابا ارجن دیو کے فرزند گورو بابا ہرکرشن نہیں بلکہ گورو ہرگوبند جی اور بادشاہ ایک دوسرے سے روشناس ہوئے۔ اور گورو بابا کئی مرتبہ بادشاہ کے ساتھ کشمیر کی سیر و سیاحت کو گئے۔ تو بادشاہ کو ان کے والد کی بے گناہی کا علم ہوا۔ شاہ جہانگیر نے قصاص لینے کے لئے چندو کو گورو کے عقیدت مندوں کے حوالہ کر دیا گیا اچھا ہوتا کہ اگر گورو کے سکھ انتقام سے درگزر کرتے اس سے گورو کی شہادت بے مثال ہو جاتی۔

حضرت میاں میرؒ اور گورو ارجن جی!

حضرت میاں میرؒ ایک مشہور بزرگ گزرے ہیں۔ جہانگیر بادشاہ بھی صدق دل سے آپ کا احترام کیا کرتا تھا سکھ مورخین تسلیم کرتے ہیں کہ آپ ایک نیک سیرت اور خدا رسیدہ بزرگ تھے۔

اور گورو ارجن جی سے بھی آپ کے بہت گہرے دوستانہ تعلقات تھے گورو ارجن جی کے دل میں بھی آپ کے لئے بہت محبت تھی۔ سکھ تاریخ سے یہ امر واضح ہے کہ جب گورو ارجن جی ہری مندر صاحب کی بنیاد

---

* یہ پریس کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ نام گورو ہرگوبند جا ہیئے تھا۔

[1] گوشہ راحت۔ سکھنی صاحب کا فارسی ترجمہ) صفحہ ۲۳

رکھنے لگے تو اس وقت آپ نے بہت سے سنت ۔ اور سادھو اور پیر فقیر مدعو کیے ۔ اس اجتماع میں سے آپ نے کسی کو ہری مندر صاحب کی بنیاد رکھنے کے اہل سمجھا تو وہ حضرت میاں میرؒ ہی تھے ۔

ایک سکھ وِدوان کا بیان ہے کہ :-

" گورو ارجن جی کا سب سے زیادہ پیار میاں میر جی سے تھا ۔ یہ مسلمان فقیر تھا جس کے ہاتھوں گورو جی نے ہری مندر صاحب کی بنیاد رکھوائی تھی " ۔ [۲]

ایک اور سکھ وِدوان رقم طراز ہیں کہ :-

" ہری مندر صاحب کی بنیادی اینٹ خدا تعالےٰ کے پیارے صوفی مسلمان فقیر میاں میر جی سے ۱۵۸۹ء میں رکھوائی " ۔ [۳]

اس سلسلہ میں ایک وِدوان جی نے یہ لکھا ہے کہ :-

" ہری مندر صاحب کی بنیاد ایک مسلمان سائیں فقیر میاں میر جی سے رکھوائی تھی کیونکہ وہ یہ بتانا چاہتے تھے کہ سکھ مذہب کی رو سے تمام مذاہب کے لوگ یکساں ہیں اور عزت اور احترام صرف اسی شخص کو ملنا چاہیے جو خدا تعالےٰ کا پیارا ہو خواہ وہ کسی مذہب کا عقیدتمند ہو ۔ گورو صاحب نے نہ صرف اس پوتر استھان کی بنیاد ہی ایک مسلمان کے ہاتھوں رکھوائی بلکہ اس کے لیے زمین بھی وہ منتخب کی جو کہ ایک مسلمان بادشاہ اکبر نے بھینٹ کی تھی ..... ہری مندر صاحب کے عمارتی ہنر کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بھی ہندو اور مسلمان عمارتی ہنروں کو جمع کر دیا گیا ہے " ۔ [۴]

ایک سکھ وِدوان نے اس بارہ میں لکھا ہے کہ :-

" ہری مندر صاحب کو سکھوں کا مکہ کہا جاتا ہے ...... اس سنہری مندر کی بنیاد ایک مسلمان ولی اللہ حضرت میاں میر جی نے رکھی تھی ۔ شاید دنیا بھر کی تاریخ میں پہلی مثال ہے کہ کسی ایک دھرم کے مقدس مقام کی بنیاد کسی دوسرے دھرم کے ماننے والے بزرگ نے رکھی ہو " ۔ [۵]

سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ جب حضرت میاں میر جی نے ہری مندر صاحب کی بنیاد کی اینٹ رکھ دی تو اسے ٹیڑھی خیال کر کے معمار نے کچھ تھوڑا سا ہلا دیا ۔ اس پر گورو صاحب نے اسے کہا کہ یہ تو نے اچھا نہیں کیا جیسا کہ ایک سکھ وِدوان رقم طراز ہیں کہ :-

" ہری مندر صاحب کی بنیاد مروجہ روایت کے مطابق گورو جی نے میاں میر سے رکھوائی ۔

---

[۱] تواریخ گورو خالصہ ص ۹۸ — [۲] رسالہ دربار قیمت ل جنوری ۱۹۴۹ء
[۳] ناند سمادیکا اتہاس ص ۲۴ — [۴] بھارتی راشٹریہ کانگریس امرتسر ۱۹۵۶ء ص ۲۳

اینٹ کچھ ٹیڑھی رکھی گئی جو معمار نے تیسی سے سیدھی کر دی ۔ ست گورو جی نے فرمایا کہ اللہ والوں کا کیا ہی ٹھیک تھا لیکن معمار نے خود کی تو ست گورو نے فرمایا کہ اب یہ بنیاد دوبارہ رکھی جائے گی " ۔ [۱]

سکھ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ جب چندو لال نے گورو ارجن جی کو تکالیف دینا شروع کیا تو حضرت میاں میر کو اس کا علم ہوا ۔ آپ اسی وقت گورو ارجن جی کے پاس پہنچے ۔ ایک سکھ وِدوان نے اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے کہ :-

چار طرفوں اگ برسے سیک سی تن سارڑا ٭ چھالے چھالے ہو گیا جسم ستگور سرکار دا

سائیں میاں میر ڈِٹھا حال آ جد یار دا ٭ ہو ویا کول روپیا چینے تے ڈھائیں مار دا

سن کہی ست گور میاں جی چپ ہو رہو یہ تے چام ہے ٭ کیا ہویا جو جلتا ہے ہم شانت ہیں ہر نام ہے

اس سے واضح ہے کہ حضرت میاں میر اور گورو ارجن جی میں بہت گہری دوستی تھی اس بنا پر گورو جی کے دکھ کو انہوں نے اپنا دکھ جانا تھا ۔

گورو ارجن جی اور مسلمان !

گورو ارجن جی کی بانی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے دل میں مسلمانوں کے لیے نہایت اچھے جذبات تھے چنانچہ آپ نے مسلمان کی تعریف بھی یہ بیان کی ہے کہ :-

مسلمان موم دل ہووے ٭ انتر کی مل دل تے دھووے

دنیا رنگ نہ آوے نیڑے ٭ جیوں کسم پاٹ گھیو پاک ہرا [۲]

اس کے علاوہ گورو ارجن جی کا سکھ دھرم کی مقدس کتاب گورو گرنتھ صاحب میں مسلمان بھگتوں کا کلام درج کرنا اور سکھوں کا اس بانی کو پورے ادب اور احترام سے پڑھنا بھی اسی امر پر دال ہے کہ گورو ارجن جی مسلمانوں کو عام طور سے اچھا ہی خیال کرتے تھے اور حضرت میاں میر ایسے بزرگوں کے لیے ان کے دل میں گہرا ادب اور احترام تھا ۔

یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ جہانگیر نے اپنی شہزادگی کے زمانہ میں بہت بڑی جاگیر گورو ارجن جی کی نذر کی تھی اور گورو جی نے اسی زمین میں قصبہ کرتارپور آباد کیا تھا اور اس قصبہ کے آباد کرنے کی تحریک بھی ایک مسلمان سید عظیم خان نے ہی کی تھی ۔ [۳]

---

[۱] رسالہ سنت سپاہی امرتسر مارچ ۱۹۵۴ء و خالصہ پارلیمنٹ گزٹ اگست ۱۹۵۴ء
[۲] گورو گرنتھ صاحب راگ مارو محلہ ۵ ص ۱۰۸۴ — [۳] تواریخ گورو خالصہ ص ۲۱۵

الغرض سکھ تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ جہانگیر کے زمانہ کے دوسرے مسلمان حکام نے بھی گورو گھر سے محبت کی اور سکھ گورو صاحبان کے مفاد کو کوئی آنچ نہ آنے دی اور گورو ارجن جی اور دوسرے سکھ گورو صاحبان سے دوستانہ تعلقات قائم کئے۔ سکھ مورخین بیان کرتے ہیں کہ جالندھر کا صوبیدار عظیم خان بھی گورو جی کا عقیدت مند تھا چنانچہ گورو جی نے اس کی درخواست پر ہی کرتار پور نام کا قصبہ آباد کیا تھا جو آج کل بھارت کے ضلع جالندھر میں واقع ہے۔ جیسا کہ مرقوم ہے کہ :-

ایک مرتبہ گورو ارجن جی دوابہ میں گورسکھی کا پرچار کرتے ہوئے سکھوں کے پرانے مرکز ڈلے قصبہ میں جا ٹھہرے۔ یہاں جالندھر کا صوبیدار عظیم خان گورو جی کے درشنوں کے لئے آیا ۔۔۔ اس نے عرض کیا کہ سچے پاتشاہ۔ دوابہ میں کوئی قصبہ آباد کریں۔ دھرم استھان بنائیں۔ اور اس علاقے کو چار چاند لگائیں عظیم خان کی درخواست قبول کر کے گورو ارجن جی نے ۲۱ مگھر ۱۶۵۰ بکرمی کو کرتار پور (جالندھر) کی بنیاد رکھی ۔۔۔۔ ۱۶۵۵ میں اکبر نے ۹ ہزار کے قریب گھماؤں زمین کا پٹہ گورودوارے کے نام لگا دیا"[1]

ایک اور مسلمان حاکم طاہر بیگ نے پرتھی چند اور گورو ارجن جی کے درمیان صلح صفائی کرانے کی کوشش کی تھی تاکہ ان دونوں بھائیوں کے لڑائی جھگڑے ختم ہو جائیں۔[2]

گورو ارجن جی کے زمانہ میں گوئندوال کے نام گیارہ سو پچپن روپے کی سالانہ جاگیر لگائی تھی[3] نیز چولہ گاؤں کے نام بھی مغل حکمرانوں نے جاگیر لگائی ہوئی تھی[4] مغل بادشاہوں کی طرف سے ایک اور کتاب میں اس سلسلہ میں مرقوم ہے چولہ کے گاؤں کے ساتھ پانصد اسی روپے سالانہ جاگیر مغل بادشاہ نے لگائی تھی[5] نیز سکھ تاریخ میں یہ بھی مرقوم ہے کہ جب گورو ارجن جی نے لاہور کے ڈبی بازار میں باؤلی بنوانے کی خواہش ظاہر کی تو لاہور کا حاکم حسن خان اپنے بعض ساتھیوں کو ساتھ لے کر گورو جی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کی باؤلی بنوانے میں کافی مدد دی[6] اس باؤلی پر ایک مسلمان نے ۱۴۲ اشرفیاں خرچ کی تھیں[7]

سکھ تاریخ سے یہ امر بھی واضح ہے کہ اگر مسلمان گورو جی سے پریم کرتے تھے۔ تو گورو جی بھی مسلمانوں کو محبت کرتے تھے گورو جی کی اس محبت کا اظہار اس امر سے بھی ہو جاتا ہے کہ گورو جی نے ہری مندر صاحب میں کیرتن کرنے کی خدمت مسلمان ربابیوں کے سپرد کی ہوئی تھی۔ وہ مسلمان اپنے جملہ رسم و رواج اسلامی طریق کے مطابق کیا کرتے تھے[8] اور دربار صاحب میں کیرتن بھی کیا کرتے تھے نیز گورو جی کے حضور بھی راگ بھی

---

۱ سکھ اتہاس حصہ اول ص ۲۰۳ ۲ گوردھام دیدار ص ۷۰
۳ مہان کوش ص ۱۲۷۷ ۴ مہان کوش ص ۱۲۰۸
۵ گوردھام دیدار ص ۹۶ ۶ تواریخ گورو خالصہ ص ۹۶
۷ ... دیدار ص ۱۲۶ و گورو تیرتھ سنگرہ ص ۴۸۵

مسلمان ہی تھے اس کے علاوہ سکھ تاریخ اس امر پر شاہد ہے گورو ارجن جی نے کرتار پور اور امرتسر وغیرہ نئے قصبے اور شہر آباد کرتے وقت ان میں مسلمانوں کو بھی ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچائیں۔

ایک سکھ ودوان نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

" امرتسر کا تالاب مکمل کر کے درمیان میں ہری مندر صاحب کی بنیاد آپ نے حضرت میاں میر کے ہاتھوں رکھوا کر مذہبی دنیا میں بھائی چارہ اور انسانی مساوات کی لاثانی مثال قائم کی اس مثال کو چار چاند لگانے کے لئے ہر گوبند پور آباد کر کے مسلمانوں کے لئے مسجد بنوائی"۔[1]

گورو ارجن جی کے دلی دوست نواب وزیر خان بھی تھے[2] یہ وہی وزیر خان ہیں کہ جن کے نام پر لاہور میں دہلی دروازہ کے اندر مسجد بھی بنی ہوئی ہے۔

ایک سکھ ودوان سردار شمشیر سنگھ جی اشوک نے نواب صاحب موصوف کے بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

" یہ یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ نواب وزیر خان پنجاب کا ایک سچا سپوت تھا۔ اور ایسی بلند شخصیتوں پر پنجاب ہمیشہ فخر کرتا رہے گا"۔[3]

گورو ارجن جی اور ہندو دھرم

ہندو دھرم سے متعلق گورو ارجن جی کا نظریہ بھی اپنے سے پہلے گورو صاحبان جیسا ہی تھا۔ ذیل میں ہم گورو جی کی بیان کردہ بانی سے چند ایک حوالہ جات پیش کئے دیتے ہیں۔

اوتار واد

ہندو دھرم کے مایہ ناز نظریہ اوتار واد سے متعلق گورو ارجن جی نے یہ فرمایا ہے کہ :-

تو ٹھاکر برہم پر میشر جون نہ آوہی
تو حکمی ساجیں سرشٹ ساج سما دھی ہے

ایک اور مقام پر گورو صاحب موصوف نے فرمایا ہے کہ :-

سگل تھنیت پارس ڈار ر اکھی
اتم تھیت گوبند جنا سی
جنم مرن تے رہت نارائن !
بھرم بھولے نر کرت کچرائن
کر پنجیر کہہ اٹھیو چھد ر
اوہ جنم نہ مرے نہ آوے جاوے ساکت ڈھور
سگل پرادھ دیہہ لور ولی
سو مکھ جلو جت کہ ٹھاکر جونی
جنم مرے نہ جاوے
نانک کا پربھ رہیو سمائے[5]

---

۱ اخبار ... دہلی سالانہ نمبر ۱۹۶۰ء ۲ گورو ست بیکھیری ص ۱۹۰ گور بلاس پاتشاہی دسویں ادھیائے ۸
۳ سکھ تے سکھ اتہاس ۷۹ ۴ گورو گرنتھ صاحب۔ راگ مارو کی وار۔ محلہ ۵۔ ص ۱۰۹۵
۵ گورو گرنتھ صاحب۔ راگ بھیروں۔ محلہ ۵ ص ۱۱۳۶

اس سلسلہ میں گورو جی کا یہ ارشاد بھی گورو گرنتھ صاحب میں درج ہے کہ :۔

ادتار نہ جانے انت پرمیشر پار برہم بے انت [1]

ویدوں سے متعلق گورو ارجن جی کا نظریہ

گورو ارجن کی ویدوں سے متعلق بھی کوئی اچھی رائے نہ تھی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ [2]

سہا نہیا جانے بید ؛ برہمے نہیں جانے بھید

اس سلسلہ میں گورو جی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ :۔

اسٹ دسی چھہ بھید نہ پایا نانک ستگور برہم دکھایا [3]

گورو ارجن جی نے اس سلسلہ میں یہ بھی فرمایا ہے کہ :۔

گن گور گپت اپار کرتے نگم انتہ نہ پاوہے ؛ بھگت بھاوندہ دھیائے سوامی سدا ہر گن گاوہے [4]

گورو ارجن جی کے نزدیک ویدوں کا علم ناقص ہے وہ خدا رسیدہ لوگوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے جیسا کہ ان کا ارشاد ہے کہ :۔ سادھ کی سہما بید نہ جانے [5]

ذات پات اور گورو ارجن جی !

گورو ارجن جی ہندو دھرم کے بیان کردہ ورن آشرم اور ذات پات کے بھی شدید ترین مخالف تھے۔ گورو جی کے نزدیک اگر کوئی شخص خدا تعالے کا عبادت گزار ہے تو اس کا درجہ بلند ہے خواہ دنیا کی نظروں میں اسے شودر یا چنڈال ہی کیوں نہ سمجھا جاتا ہو۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ :۔

وڈے وڈے جو دنیا دار کاہو کاج ناہیں گاوار
ہر کا داس نیچ کل سنیے تس کے سنگ کھن میں ادھرے [6]

ایک اور مقام پر گورو صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ :۔

گنگا کھڈے سامر ہوئے گتیا تا پورک کنبھ کیک کرماتا
گیان دھیان تیرتھ اشنان سوم پاک اپرس اُدیاتی
رام نام سنگ من نہیں ہیتا جو کچھ کینو سو انیتا
اُدرتے اُتم گنو چنڈالا نانک جہہ من بسیے گوپالا [7]

---

1. گورو گرنتھ صاحب راگ رام کلی محلہ ۵ صفحہ ۸۹۴
2. گورو گرنتھ صاحب راگ گوڑی محلہ ۵ صفحہ ۸۹۴
3. گورو گرنتھ صاحب راگ آسا محلہ ۱ صفحہ ۳۵۵
4. گورو گرنتھ صاحب راگ آسا محلہ ۵ صفحہ ۵۹
5. گورو گرنتھ صاحب راگ گوڑی سکھنی محلہ ۵ صفحہ ۲۷۲
6. گورو گرنتھ صاحب راگ گوڑی محلہ ۵ صفحہ ۲۲۸
7. گورو گرنتھ صاحب راگ گوڑی باون اکھری محلہ ۵ صفحہ ۱۹۵

ذات پات کے رد میں گورو جی کا یہ ارشاد بھی ہے کہ :۔

جس نیچ کو کوئی نہ جانے نام جپت او چہوں کنٹ مانے
درشن مانگوں دیہہ پیارے تمری سیوا کون کون تارے
جاں کے نکٹ نہ آوے کوئی سگل سرشٹ اُڈ آ کے چرن مل دھوئی [1]

اس سلسلہ میں گورو ارجن جی کا یہ ارشاد بھی گورو گرنتھ صاحب درج ہے :۔

پتت پوتر لیے کر اپنے سگل کرت نمسکارو ؛ برن جات کوؤ پوچھے ناہیں باچھے چرن ردھارو
ٹھاکر ایسو نام تمہارو سگل سرشٹ کو دھنی کہیجے جن کو انگ نرادو
سادھ سنگ نانک بدھ پائی ہر کیرتن آدھارو نام دیو ترلوچن کبیر داسرو مکت بھیو چمیارو [2]

گورو ارجن جی نے ذات پات رد کے بیان میں بدکردار برہمن کو شودر اور ملیچھ قرار دیا ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے :۔

لیپ نہ لاگو تل کا مول دسٹ برہمن موا ہوئے کے سول
جن نانک کی پربھ کنیتر سی ارداس تتکھن پاپی پچیا بھیا نراس [3]

دیوی دیوتاؤں کے بارہ میں گورو ارجن کی رائے

گورو ارجن جی کی بانی سے اس امر کی بھی وضاحت ہوتی ہے کہ گورو ارجن جی دیوی دیوتاؤں کے بھی قائل نہ تھے چنانچہ ایک مقام پر آپ نے فرمایا ہے کہ :۔

سنکر نہیں جانیئے بھیو دیو کھوجت ہارے
دیویاں نہیں جانے مرم سب اوپر الکھ پار برہم [4]

ایک اور مقام پر گورو جی فرماتے ہیں :۔

تیرتھ دیو دیہرا پوتھی مالا تلک سوچ پاک ہوتی
دھوتی ڈنڈوت پرسادن بھوگا گون کرے گو سگلے لوگا [5]

ورت کے متعلق گورو ارجن جی کی رائے

ہندو دھرم نے بعض ورت بھی مقرر کئے ہیں۔ ان سے متعلق بھی گورو ارجن جی کی رائے اچھی نہیں تھی چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ :۔

ان تے رہتا دکھ دیہی سہتا حکم نہ بوجھے وِیا پیا ممتا [6]

---

1. گورو گرنتھ صاحب۔ راگ آسا محلہ ۵ صفحہ ۳۸۶
2. گورو گرنتھ صاحب۔ راگ گوجری محلہ ۵ صفحہ ۴۹۸
3. گورو گرنتھ صاحب راگ بھیرو محلہ ۵ صفحہ ۱۱۳۷-۳۸
4. گورو گرنتھ صاحب راگ رام کلی محلہ ۵ صفحہ ۸۹۴
5. گورو گرنتھ صاحب راگ پربھاتی محلہ ۵ صفحہ ۱۲۲۷
6. گورو گرنتھ صاحب راگ پربھاتی محلہ ۵ صفحہ ۱۳۴۸

لیند:- کرم - دھرم - نیم - برت - پوجا پار برہم بن جان نہ دوجا [1]

ہندو دھرم کی پوجا پاٹھ اور گوروارجن جی

ہندو دھرم کی پوجا پاٹھ کے طریق کو بھی گوروارجن جی نے پسند نہیں کیا چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:-

من میں کرودھ مہاں اہنکارا
پوجا کرے بہت بستھارا
کر اشنان تن چکر بنائے
انتر کی مل کبھی نہ جائے
اند سنجم پربھ کہنی نہ پایا
بھگوتی مُدرا من موہیا مایا
پاپ کرے پنچاں کے بس رے
تیرتھ نہائے کہے سبھ اترے
بہر کمادے ہوئے نشنک
جم پور باندھا کھڑے کالنک [2]

سندھیا اور گوروارجن جی

سندھیا بھی ہندو دھرم کی عبادت ہے۔ اس سے متعلق گوروارجن جی کا یہ ارشاد ہے کہ:-

سندھیا کال کرے سب ورتا جیوں اسفری دنبلا ؛ پربھو بھلائے اجھر پائے ہنچل سب کرمان [3]

ہوم اور یگ وغیرہ سے متعلق گوروارجن جی کی رائے

ہوم اور یگ وغیرہ ہندو دھرم کی عبادات تصور کی جاتی ہیں۔ گوروارجن جی نے اس سے متعلق یہ رائے دی ہے:-

ہوم جگ تیرتھ کئے بیچ ہو میں بدھے بکار
نرک سورگ دوئے بھینجنا ہوئے بہر بہر اوتار
شو پوری برہم اندر پوری نہچل کو تھاؤں ناہ
بن ہرسیوا سکھ نہیں ہو ساکت آوہے جاہ
جیسو گورو اپدیشیا میں تیسو کہیا پکار
نانک کہے سن رے منا کیرتن ہوئے ادھار [4]

ایک اور مقام پر گورو صاحب نے فرمایا ہے کہ

ہوم جگ جپ تپ سب سنجم تٹ تیرتھ نہیں پائیا
مٹیا آپ پے سرنائی گورمکھ نانک جگت تر ائیا [5]

لیند:- ہوم یگ اُردھ تپ پوجا کوٹ تیرتھ اشنان کریجا

---

[1] گورو گرنتھ صاحب راگ گوڑی محلہ ۵ ص ۱۹۹ [2] گورو گرنتھ صاحب راگ پربھاتی محلہ ۵ ص ۱۳۴۱

[3] گورو گرنتھ صاحب راگ سارنگ محلہ ۵ ص ۱۲۰۳ [4] گورو گرنتھ صاحب راگ گوڑی محلہ ۵ ص ۲۱۴

[5] گورو گرنتھ صاحب راگ بھیرو محلہ ۵ ص ۱۱۳۹

چرن کمل نمکھ ردے دھائے گوبند جیت سب کارج سائے
اوچے تے اوچا پربھ تھاں ہر من لاوے ہیج دھیان [1]

چوکا پھیرنا اور گوروارجن جی

ہندوؤں میں گائے کے گوبر وغیرہ سے باورچی خانہ کو لیپ کرنے کا رواج ہے گوروارجن کا اس بارہ میں یہ نظریہ تھا۔

سوئی کچیل قدرت نہیں جانے لیپیا تھائے نہ پیچ ہر مانے
انتر میلا باہر نت دھووے ساچی درگا اپنی پت کھووے [2]

مشہور سکھ ودوان سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھ نے اس بارہ میں سکھ دھرم کی تعلیم پیش کرتے ہوئے فرمایا:-

"سکھوں میں گوبر اور گائے کے پیشاب کو اپوتر سمجھا جاتا ہے گوبر کا چوکا دے کر اگر کڑاہ پرشاد بنایا جائے تو اس کی گوردواروں میں ارداس نہیں کی جاتی اور نہ زچگی کے موقعہ پر گائے کا پیشاب دیا جاتا ہے۔" [3]

سورج یا چاند گرہن سے متعلق گوروجی کا نظریہ!

سورج گرہن اور چاند گرہن کے بارہ میں ہندو دھرم کے جو نظریات ہیں گوروارجن جی اس کے بھی قائل نہ تھے۔ چنانچہ اس بارہ میں آپ کے اس ارشاد سے راہنمائی ملتی ہے کہ:-

ہر ہر نام جپن کر سوچے کوٹ گرہن پُن پھل موچے [4]

مہورت کے بارہ میں گوروارجن جی کا نظریہ!

ہندوؤں میں کسی نئے کام یا بیاہ شادی کے موقعہ پر پنڈتوں سے مہورت وغیرہ دیکھا جاتا ہے گوروارجن جی اس کے قائل نہ تھے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ:-

جب آپن آپ آپ اُر دھارے تو سگن اپ سگن کہا بچارے [5]

ایک اور مقام پر آپ فرماتے ہیں کہ:-

سگن اپ سگن تس کو لگہے جس چیت نہ آوے
تس جم نیڑ نہ اوئی جو ہر پربھ بھاوے [6]

گوروارجن نے اس سلسلہ میں یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ:-

پربھو بھاوے شاستر سون سو کہو ہاں ہیج آنند گرہ بھون [7]

---

[1] گورو گرنتھ صاحب راگ پربھاتی محلہ ۵ ص ۱۳۴۱ [2] گورو گرنتھ صاحب راگ بھیرو محلہ ۵ ص ۱۱۵۱

[3] گورمت مارتنڈ ص ۴۵۱ [4] گورو گرنتھ صاحب راگ گوڑی محلہ ۵ ص ۱۹۷

[5] گورو گرنتھ صاحب راگ گوڑی سکھمنی محلہ ۵ ص ۲۹۱ [6] گورو گرنتھ صاحب راگ آسا محلہ ۵ ص ۴۰۱

[7] گورو گرنتھ صاحب راگ بھیرو محلہ ۵ ص ۱۱۳۷

یعنی:۔
نام ہمارے بید ارناد — نام ہمارے پورے کاج
نام ہمارے پوجا دیو — نام ہمارے گور کی سیو
نام ہمارے سون سنجوگ — نام ہمارے ترپت سو بھوگ[1]

ستی کی رسم اور گورو ارجن جی

ہندوؤں میں ستی کی رسم بھی ایک مذہبی فریضہ تصور کی جاتی تھی اور سکھ گورو صاحبان کے زمانہ میں اس کا عام رواج تھا۔ گو آج کل یہ رسم بند ہو چکی ہے تاہم اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ایک عرصہ دراز تک ہندوؤں کا اس پر عمل رہا ہے اور بیوہ عورتوں کو ان کے خاوندوں کی لاش کے ساتھ ہی آتش کی نذر کر دیا جاتا تھا۔ اسی رسم کے رد میں گورو ارجن جی کا یہ ارشاد ہے کہ:

کل جگ میں مل آئے سنجوگ — جیچر اگیا تیچر بھوگ
جلے نہ پائیے رام سینہی — کرت سنجوگ ستی اٹھ ہوئی
دیکھا دیکھی من ہٹھ جل جائیے — پریا سنگ نہ پاوے بہ جون بھرائیے
سیل سنجم پریا آگیہ مانے — تس ناری کو دکھ نہ جمانے
کہہ نانک جن پریو پرمیشر کر جانیا — دھن ستی درگاہ پروانیا[2]

سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"ہندو دھرم کی کتابوں میں لکھا ہے کہ خاوند کے ساتھ جان دینے والی عورت پرلوک میں خاوند کے ساتھ خوش رہتی ہے بہت سی عورتیں خودکشی کر لیتی ہیں (ملاحظہ ہو دستار دین تنہا ادھیائے ۵) میں ایسا کرنے سے 'بہہ جون بھرمائیے' بتلاتے گورو صاحبان نے اس رسم کا رد کیا ہے"[3]

کرم کانڈ اور گورو ارجن جی

ہندو دھرم میں کرم کانڈ بھی ضروری سمجھا جاتا ہے لیکن گورو جی کا نظریہ اس بارہ میں بھی ہندوؤں سے بہت مختلف تھا چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

کھٹ شاستر بچرت مکھ گیانا — پوجا تلک تیرتھ اشنانا
نولی کرم آسن چوراسی — ان میں شانت نہ آوے جیو
انک برکھ کیئے جپ تاپا — گون کیا دھرتی بھرماتا
اک کھن ہردے شانت نہ آوے جوگی بہت بہت اٹھ[4]

---

[1] گورو گرنتھ صاحب راگ بھیروں محلہ ۵ صفحہ ۱۱۲۵
[2] گورو گرنتھ صاحب راگ گوڑی محلہ ۵ صفحہ ۱۸۵
[3] گورمت مارتنڈ صفحہ ۱۲۹
[4] گورو گرنتھ صاحب راگ ماجھ محلہ ۵ صفحہ ۹۸

ایک اور مقام پر مرقوم ہے کہ:۔

ہر بن اور کریا پہ تھے
جپ تپ سنجم کرم کمانے ایہہ اورے موسے
بنت نیم سنجم میں رہتا تن کا آڈھ نہ پائیا
آگے چلنا اور ہے بھائی اوہ کام نہ آیا
تیرتھ نہائے ار دھرنی بھرمتا آگے ٹھور نہ پاوے
اوہ کام نہ آوے ایہہ بدھ اوہ لوگن ہی پتیاوے
چتر بید مکھ بچنی اچرے آگے محل نہ پائیے
بوجھ نا ہیں ایک سدھا کھر ہنگی جھاکھ جھکھائیے
نانک کہتو ہو بیچارا جو کما دے سو پار گرامی
گورسیو ہو از نام دھیاؤ ہو تیاگہو منوں گمانی[1]

اس سلسلہ میں گورو ارجن جی کا یہ ارشاد بھی گورو گرنتھ صاحب میں درج ہے کہ:۔

کریا چار کرے کھٹ کرما اتت راتے سنساری
انتر میل نہ اترے ہومیں بن گور باجی ہاری
میرے ٹھاکر رکھہ لیہو کرپا دھاری
کوٹ مدھے کو وِرلا سیوک ہور سگلے بیوہاری
سا ست بید سمرت سب سودھے سب ایکا بات پکاری
بن گور مکت نہ کوؤ پاوے من دیکھو کر بیچاری
اٹھ سٹھ مجن کر اشنانا بھرم آئے دھر ساری
انک سوچ کرے دن راتی بن ست گور اندھیاری
دھاوت دھاوت سب جگ دھائیو اب آئے ہر دواری
درمت میٹ بدھ پرگاسی جن نانک گور مکھ تاری[2]

پنڈت یا براہمن اور گورو ارجن جی

ہندوؤں میں ویدوں کے عالم فاضل کو پنڈت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور اسے دوسروں سے افضل ترین انسان سمجھا جاتا ہے۔ سناتن دھرم سے تعلق رکھنے والے ہندو تو براہمن کے سوا کسی

---

[1] گورو گرنتھ صاحب راگ گوڑی محلہ ۵ صفحہ ۲۱۶
[2] گورو گرنتھ صاحب راگ گوجری محلہ ۵ صفحہ ۴۹۵

اندر کو پنڈت تسلیم کرنے کے لئے ہی تیار نہیں ہیں۔ گورو ارجن جی نے اس بارہ میں یہ فرمایا ہے کہ:۔

سام نام گن گائے پنڈت
کرم کانڈ اہنکار نہ کاجے کسل بیئی گھر جاو پنڈت [1]

ایک اور مقام پر گورو ارجن جی فرماتے ہیں:۔

مکھ تے پڑھتا ٹیکا سہت
اپدیش کرے کر لوک درڑاوے
پنڈت بید بیچار پنڈت
آگے رکھیو سالگ رام
تلک چڑاوے پائیں پائے
کھٹ کرما آسن دھوتی
مالا پھیرے لے بھبھوت
سو پنڈت گور شید کمائے
چتر بید پورن ہر نائے

ہردے نام نہیں پورن رہت
اپنا کہیا آپ نہ کما دے
من کا کرودھ نوار پنڈت
من کینو دہ دس لبرام
لوک بیچارا اندھ کمائے
لکھا گھٹی گرہ پڑھے نت پوتھی
ایہہ بدھ کوئے نہ ترلومیت
ترے گن کی ادس انزی ٹے
نانک تس کی سرنی پائے [2]

ہندوؤں کے متعلق گورو ارجن جی کا نظریہ

گورو ارجن جی نے اپنے کلام میں ہندوؤں کے بارہ میں جو رائے دکا ہے وہ بھی واضح ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

دھرتی کھول دکھائے ہیچھ
بن کر تپ تکتہ نہ پائیے
پوجا تلک کرتہ اشنانا
بیر پرے مکھ میٹھی بانی
کہہ نانک جس کرپا دھارے

گردھپ دانگوں لاہے پیٹ
مکلت پدارتھ نام دھیا ئیے
چھری کاڈھ لیوے ہتھ دانا
جہاں کہپت نہ سنگے پرانی
ہردا سدھ برہم بیچارے [3]

اشنان اور گورو ارجن جی

ہندو دھرم میں اشنان سے دل کی پاکیزگی تسلیم کی گئی ہے اسی وجہ سے وہ گنگا جمنا وغیرہ تیرتھوں پر جاکر اشنان کرنا ضروری خیال کرتے ہیں ان کے نزدیک اس قسم کے اشنان سے نہ صرف انسان کا جسم ہی پاک صاف ہو جاتا ہے بلکہ اس کے جملہ گناہ بھی دھل جاتے ہیں۔ گورو ارجن جی نے اپنے کلام میں اس نظریے

---

[1] گورو گرنتھ صاحب راگ رام کلی محلہ ۵ ص ۸۹۱ [2] گورو گرنتھ صاحب گگوڑی کلی محلہ ۵ ص ۸۸۸
[3] گورو گرنتھ صاحب راگ گوڑی محلہ ۵ ص ۲۰۱۔

کا بھی رد کیا ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ:۔

سن کا سا تیرتھ دیہہ چھوٹے
سوچ کرے دنس ار رات
اس دیہی کو بہہ سادھا کرے
جل دھووے بہہ دیہہ انیت
منا ہر کے نام ہی ادچ

گرب گمانہ من تے ہوٹے
من کی میلہ نہ تن تے جاتہ
من تے کبھو نہ بکھیاڑرے
سدھ کہاں ہوٹے کاچی بھیت
نانک نام ادھر بتیت بہہ موچ [1]

(۶) گورو ہرگوبند جی اور مسلمان

سری گورو ارجن جی کی وفات کے بعد ان کے اکلوتے بیٹے سری گورو ہرگوبند جی گورو تسلیم کئے جاتے ہیں۔ آپ اساڑھ ودی ۲ سمت ۱۶۵۲ بکرمی (مطابق ۱۵۹۵ء) کو گورو کی وڈالی ضلع امرتسر میں گورو ارجن جی کے ہاں ماتا جی گنگا کے بطن سے پیدا ہوئے تھے اور بقول سکھ مورخین انہیں جیٹھ ودی ۱۶۶۳ سمت بکرمی (مطابق ۱۶۰۶ء) گورو ارجن جی نے اپنا جانشین مقرر کیا تھا اور آپ ان کے بعد سکھوں کے چھٹے گورو کہلائے۔ گورو یائی ملنے کے وقت ان کی عمر بمشکل گیارہ سال کی تھی۔ انہوں نے ۳۸ سال تک گورو یائی کرنے کے بعد ۴۹ سال کی عمر میں چیتر سدی ۵ سمت ۱۷۰۱ بکرمی (مطابق ۱۶۴۴ء) کو وفات پائی [2] سکھ مورخین بیان کرتے ہیں کہ جب آپ کو گورو یائی ملنے کی رسم ادا کی جا رہی تھی تو انہوں نے فرمایا اب گورو یائی کی گدی کی پرانی رسم ترک کر کے مجھے تلوار پہنائی جائے اس پر بھائی بڈھا جی نے غلطی سے تلوار دائیں طرف پہنا دی جب وہ اتار کر ٹھیک کرنے لگے تو آپ نے فرمایا کہ نہیں اب یہ تلوار اسی طرح رہنے دیں اور دوسری تلوار بائیں جانب پہنا دیں۔ اس دن سے یہ گورو جی دو تلواریں پہننے لگ پڑے [3] مگر بعض سکھ ودوانوں کے نزدیک گورو جی نے خود ہی سری بیپاری سکیم کے ماتحت دو تلواریں پہنی تھیں۔ اس

---

[2] مشہور سکھ ودوان گیانی شیر سنگھ جی نے ان کی وفات کے ذکر میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔
"کھٹ گ دھاری چیت سدی یکم ۱۷۰۱ بکرمی کو ساری سنگت سری گورو ہر رائے جی کے حوالہ کر کے خود پتال پوری کے پاس ایک مکان کے اندر چلے گئے اور پانچویں دن ان کی لاش وہاں سے نکالی گئی" (کھنڈے دی دھار وچ امرت داگیان حصہ ۳۴ ص ۴۴۹)

[3] دسال گورو آں دا سنکھیپ جیون چرتر ص ۵۔

[1] گورو گرنتھ صاحب راگ گوڑی سکھمنی۔ محلہ ۵ ۔ ص ۲۶۵۔

بھی بھائی بڈھا جی کی کسی غلطی کا دخل نہیں تھا۔[1] اور بعض کا خیال ہے کہ گورو ارجن جی نے ہی انہیں دو تلواریں پہننے کا اشارہ کیا تھا۔ گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ گورو ہرگوبند جی سے جہانگیر بادشاہ کے بہت اچھے دوستانہ تعلقات رہے ایک مرتبہ بادشاہ نے گورو جی سے دو تلواریں پہننے کا سبب دریافت کیا گورو جی نے اس کے جواب میں یہ فرمایا:-

دتی دو دکھیئن گوران کیت[2]
ہُت ایک آپ کے شترو ہیت ہے

یعنی:- ایک تلوار تو آپ کے دشمنوں اور بدخواہوں کے خلاف استعمال کرنے کے لئے ہے اور دوسری کا تعلق گورو گھر کے دشمنوں سے ہے۔

گیانی شیر سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ گورو جی نے یہ اعلان بھی کر دیا تھا کہ:-

"اب ہر ایک سکھ تلوار پہنا کرے اور گھوڑے کی سواری میں بھی مہارت حاصل کرے"[3]

گیانی پرتاپ سنگھ جی نے گورو ہرگوبند جی کے تذکرے میں یہ بیان کیا ہے کہ:-

"سکھ دھرم میں میری اور پیری یعنی مذہب اور ریاست کو پہلے گورو جی نے اکٹھا کیا ہے۔ یہ تسلیم کیا جاتا تھا کہ دھرم کے پیشوا دنیاوی معاملات میں دخل نہیں دے سکتے ..... ہم اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ گورو صاحبان نے بھگتی (مذہب) اور شکتی (سیاست یا طاقت) کو یکجا کر دیا ہے"[4]

ایک سکھ اخبار نے گورو ہرگوبند جی سے متعلق لوگوں کو واقفیت بہم پہنچانے کی غرض سے یہ شائع کیا ہے کہ:-

"سکھوں کے گورو نے علی الاعلان میری پیری کا سچا پاتشاہ کہلانا شروع کر دیا۔ سچی پاتشاہی کا اکالی جھنڈا اونچے آسمان پر لہرانے لگا۔ اور اکالی فوجیں سچے پاتشاہ کے ساتھ ہر دم رہنے لگیں ... بھارت کی آزاد حکومت کا پہلا تخت امرتسر میں اکالی تخت کی شکل میں وجود میں آگیا۔ قلعے تعمیر ہونے لگے فوج میں سکھ بھرتی ہونے لگے نقارے اور نرسنگے بجنے لگیں ..... غیر حکومت[5] کے خلاف یہ پہلی منظم کوشش تھی جس کے نتیجہ میں سچ کی متوازی حکومت قائم ہو گئی"۔[6]

اس سے صاف ظاہر ہے کہ گورو ہرگوبند جی نے مغلیہ حکومت کے دوران میں اپنی متوازی حکومت قائم کرنے کی کوشش کی تھی اور فوج بھی جمع کی تھی نیز قلعے وغیرہ بھی تعمیر کرائے تھے۔

سردار نریندر سنگھ بھلیر ممبر پنجاب پردیش کانگریس نے اس سلسلہ میں یہ حقیقت بیان کی ہے کہ:-

"اتہاس بتاتا ہے کہ مغل شہنشاہ اس قدر متعصب اور تنگ دل نہیں ہے جتنی کہ آجکل کی

۱ـ گورمت لیکچر ۲۲۱ و رسالہ سنت سپاہی امرتسر اگست ۱۹۶۱ء ۲ـ رنجیت پٹیالہ ۱۸ جنوری ۱۹۶۷ء
سکھ کھنڈے دی دھار وچ امرت دا گیان ص ۲
۳ـ پنتھ پرکاش نواس ۱۶
۵ـ گورمت لیکچر ص ۲۱۵ و ص ۲۱۷ ۶ـ باری حکومت سے متعلق ایک سکھ ودوان رقمطراز ہیں کہ:-
"گورو نانک صاحب بابر کی حکومت کو اپنی ہی حکومت تصور کرتے تھے" (سکھ سماچار ...) ص ۳۹
۷ـ ہفتہ روزہ کندن جالندھر ۲ جون ۱۹۶۵ء

حکومت۔ کیونکہ مسلمان عہد حکومت میں ہی خالصہ پنتھ نے جنم لیا۔ بالغ ہوا۔ فوجیں رکھیں۔ قلعے بنوائے باقاعدہ جنگیں لڑیں پھر بھی مسلمان خالصہ پنتھ کو برداشت کرتے رہے لیکن لطف تو تب ہے جب آج کوئی شخص اپنی حکومت میں اپنی الگ فوجی طاقت کھڑی کر کے دکھائے ..... لیکن فوجی طاقت تو پیدا کرنا ایک طرف رہا یہاں تو سکھ عزت اور غیرت کے ساتھ جی بھی نہیں سکتے"[1]

سکھ مورخین بیان کرتے ہیں کہ گورو جی کے اس فوجی طریق کو سب سے زیادہ شک کی نظر سے ان کے اپنے قریبی رشتہ داروں اور خاندان کے لوگوں نے ہی دیکھا گورو جی کے چچا زاد بھائی سوڈھی مہربان جی نے تو بہت زور لگایا کہ پنجاب کے حکام گورو جی کے خلاف کوئی کاروائی کریں اور ان کی فوجی سرگرمیاں بند کر دیں لیکن کوئی بھی سرکاری افسر گورو جی کے خلاف کسی قسم کا کوئی ایکشن لینے کے لئے تیار نہ ہوا۔ آخر وہ چندو لال کے پاس گیا اور اسے گورو جی کے خلاف بھڑکانے کی ہر ممکن کوشش کی چونکہ چندو لال کے دل میں پہلے سے ہی گورو گھر کے خلاف بغض اور عناد بھرا ہوا تھا اور وہ گورو جی کے والد بزرگوار گورو ارجن جی کے خون سے بھی اپنے ہاتھ رنگ چکا تھا۔ اس لئے ان دونوں میں سمجھوتہ ہو گیا۔ اور ان دونوں نے ہی گورو جی کے خلاف ریشہ دوانیاں شروع کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے بقول سکھ مورخین کے گورو ہرگوبند کو بہانہ سے گوالیار کے قلعہ میں بھجوا دیا اس سے متعلق انہوں نے یہ چال چلی کہ ایک مرتبہ بادشاہ جہانگیر کی طبیعت خراب ہو گئی۔ انہوں نے بادشاہ کے پاس یہ تجویز پیش کی کہ گورو ہرگوبند جی کو گوالیار کے قلعہ میں (تپ ریاضت) کرنے کے لئے بھیج دیا جائے تو آپ صحت مند ہو سکتے ہیں۔ بادشاہ نے گورو جی کو سمرن بھجن پوجا خوراک وغیرہ کے لئے دینا منظور کر کے چندو کے مشورے کے مطابق گوالیار بھیج دیا۔ گورو گھر کے ان دشمنوں اور بدخواہوں نے اپنی طرف سے تو یہ سوچا تھا کہ اس طرح وہ گورو جی کو قید کرانے اور پھر ٹھکانے لگانے میں کامیاب ہو جائیں گے مگر ان کی یہ بات ان کے الٹ ہی گئی۔ جب بادشاہ نے گورو جی کو گوالیار کے قلعہ سے واپس بلایا تو انہوں نے کہا کہ جب تک گوالیار کے جملہ قیدی جن کی تعداد ۵۲ تھی رہا نہ کئے جائیں وہ گوالیار کے قلعہ سے باہر نہیں جائیں گے۔ بادشاہ نے گورو جی کی یہ فرمائش پوری کرنے کا حکم دے دیا اور اس طرح ۵۲ قیدی محض گورو جی کی خوشنودی کی خاطر رہا کر دیئے گئے۔ اس دن سے گورو جی لوگوں میں بندی چھوڑ۔ یعنی اسیروں کو رہائی دلانے والے مشہور ہو گئے ہیں[2]

خالصہ دیوان بھاٹی گیٹ کی طرف سے شائع شدہ کتاب دس سال گوروآن دا سکیچ جیون چونترے کے ایک مقام پر مرقوم ہے کہ:-

"(گورو گوبند سنگھ نے) بادشاہ سے ملاقات کر کے شیریں کلام کے ذریعہ بادشاہ کا دل جیت لیا۔ شیر دل

۱ـ سکھوں کے لئے ہندو چنگے ہیں یا مسلمان ص ۲۸ ۲ـ تواریخ گورو خالصہ ص ۱۱۸

کے نشکار کے ذریعہ گورو جی کی طاقت کا سکہ بھی جہانگیر کے دل میں دل جم گیا جب دنیاوی بادشاہ اور سچے پاتشاہ کے تعلقات خوشگوار ہو گئے تو چندو نے پھر خفیہ چال چلی کہ نجومیوں سے نحوست کا ڈر دلا کر کسی ہندو بزرگ سے گوالیار کے قلعہ میں ہون اور جاپ وغیرہ کروانے کے لئے کہا ..... سچے پاتشاہ کئی ماہ گوالیار کے قلعہ میں رہے اور پھر کئی راجوں کے ساتھ باہر آئے جس وجہ سے گورو جی کو "بندی چھوڑ" کہنا شروع کر دیا گیا"[1]

جن دنوں گورو جی گوالیار کے قلعہ میں تھے۔ اس کمینہ خصلت چندو نے گورو جی کا وہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ اس نے قلعہ کے جمعدار کو ایک خفیہ چٹھی لکھی جس میں یہ مرقوم تھا کہ گورو جی کو زہر دے کر ہلاک کر دیا جائے۔[2] داروغہ نے جب یہ چٹھی پڑھی تو اسے بہت افسوس ہوا اس نے اسی وقت چندو لال کو یہ جواب بھجوا دیا۔

"مجھے بادشاہ سلامت نے چٹھی بھیجی ہے کہ گورو جی کی خدمت کرنا پانچ سو روپیہ روزانہ رسد کے لئے دینا اور ہمیشہ ان کی فرمانبرداری کرنا۔ لہٰذا میں کس چٹھی پر عمل کروں۔ نیز میں گورو گھر کا خادم ہوں مجھے اس لالچ کی ضرورت نہیں آپ مہربانی کر کے ایسی باتوں کی توقع مجھ سے نہ کریں"[3]

ایک اور سکھ ودوان نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ جب جہانگیر کے نوٹس میں یہ بات لائی گئی کہ چندو نے اس قسم کی چٹھی لکھی ہے تو وہ حیران ہو گیا اور اس نے چندو لال کو ہتھکڑی لگا کے گورو جی کے حوالے کر دیا۔ جیسا کہ مرقوم ہے کہ :-

"بادشاہ چٹھی پڑھنے لگا اس میں مرقوم تھا کہ گورو ہر گوبند آپ کے پاس پہنچے ہیں یہ شاہی باغی ہیں۔ جس طرح بھی ہو سکے ان کا صفایا کیا جائے اور کسی کو بھی علم نہ ہو۔ اس پر بادشاہ کو بہت غصہ آیا اور توبہ توبہ پکار اٹھا ..... لہٰذا چندو کو گرفتار کر دا لیا گیا ..... جب چندو کو ہتھکڑی لگا کر لایا گیا تو بادشاہ نے اسے گورو جی کے سپرد کر کے کہا کہ یہ آپ کا ملزم ہے آپ جو چاہیں اسے سزا دیں"[4]

ایک اور سکھ ودوان گیانی شیر سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ جہانگیر نے گورو ہر گوبند جی سے یہ کہا تھا :-

"میری گورو ارجن جی کی شہادت اور آپ کو قلعہ میں بھیجنا اور وہاں زہریلی پوشاک بھجوانا ان سب باتوں میں آپ کے مخالف چندو کا بہت بڑا ہاتھ ہے میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ

---

[1] وساں گوراں دا سنکھیپ جیون چرتر ص ٦   [2] گورپرتاپ سورج گرنتھ۔ راس ٤ ۔ انسو ٦٠ ۔ سودھی چمتکار ص ٣٤٣   [3] سودھی چمتکار ص ٣٤٢-٤٣   [4] تواریخ گورو خالصہ بلتیھ ص ٢١-٥٢٠

اس آپ کے مجرم کو آپ کے حوالہ کر دوں آپ اسے قتل کریں یا مع اس کے کنبہ کے جو چاہیں سلوک کریں"[1]

سکھ تاریخ سے یہ امر واضح ہے کہ جب گورو ہر گوبند جی سری دربار صاحب کے اندر اکال تخت بنوا رہے تھے تو جہانگیر نے یہ پیش کش کی تھی کہ وہ اس اکال تخت کی تعمیر شاہی خرچ پر کروا دیتے ہیں جیسا کہ مرقوم ہے کہ :-

"جہانگیر کے گورو ہر گوبند جی سے بہت خوشگوار تعلقات رہے ..... کشمیر جاتا ہوا بادشاہ امرتسر بھی آیا اس نے گورو جی سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو سری اکال تخت کی عمارت شاہی خرچ پر مکمل کروادی جائے"[2]

ایک اور سکھ ودوان نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

"جہانگیر بادشاہ امرتسر بھی آیا اور اس نے سرکاری خرچ پر اکالی تخت صاحب کی نامکمل عمارت کی تکمیل کروا دینے کی پیش کش کی"[3]

امرتسر میں ١٩٥٦ء میں آل انڈیا کانگرس کا سالانہ اجلاس ہوا تھا اس موقعہ پر ایک کتاب بھارتی راشٹریہ کانگرس کے نام پر شائع کی گئی تھی۔ اس میں بھی یہ مرقوم تھا کہ بادشاہ جہانگیر نے گورو ہر گوبند جی کو یہ پیش کش کی تھی کہ اکالی تخت کی نامکمل عمارت شاہی خرچ پر مکمل کروا دی جائے گی۔[4]

لیکن اس تخت کے بارہ میں چندو لال نے بادشاہ سے یہ کہا تھا کہ گورو جی نے اپنا نام ہر گوبند مشہور کر رکھا ہے اور دربار صاحب امرتسر میں اکالی تخت بنوایا ہے تخت تو بادشاہوں کے لئے ہوتے ہیں کبھی کسی غریب نے تخت نہیں بنایا۔ اس نے فوج بھی جمع کر رکھی ہے اور یہ اعلانیہ کہتا ہے کہ میرا باپ بادشاہ نے مارا ہے۔ میں اس کا بدلہ لوں گا[5]

چندو کی یہ بات سن کر جہانگیر نے جو جواب دیا تھا وہ گورو بلاس میں یوں مذکور ہے کہ :-

"بادشاہ پن بات سنائی   ساچو تخت تناں کو بھائی
جاس تخت تے ایہہ سب بھٹے   راج بھومی کا ہم کو دیئے
تخت بھوم تے ایہہ تھر ناہیں   ساچو تخت پیر کو آہیں
تیں جو کہی گور راکھی سینا   بھاکھت دیر پتا ہم لینا
سوئے پاپ ہو ہے ہنہ کیؤ تو ہیں تو ہیں پتا سنسارا
مانکھ تم بھیجیو نہیں دھرگ تو ہیا کین اچار[6]

---

[1] کھنڈے دی دھار وچ امرت داگیان ص ٢٧   [2] سکھ اتہاس ص ٢٣٩
[3] نام دھاری اتہاس حصہ اول ص ٣٣   [4] بھارتی راشٹریہ کانگرس ١٩٥٦ء
[5] گور بلاس پاتشاہی چھ ادھیائے ٨ انک ١٥٩-

مالکھ بچہ ہم تا ہیں بلادیں — نہیں تو سری گور آپہیں لاادیں
ہندو ہوئے تو ہے البی کئی — گور سنگھار غبر نہیں دئی
بہ تھا ہم سر دکش لگائے — ہے پاپی کو ایسی کرائے
چندو کہا دکش ہو ہے ناہی — ہیں اودھ صرت تسن آہی [1]

یعنی:- بادشاہ نے چندو سے کہا کہ اے بھائی سچی بات تو یہ ہے کہ سچا تخت ان کا ہی ہے جس تخت پر بیٹھنے والوں نے ہمارے خاندان کو حکومت دی ہے ہمارا تخت تو فانی ہے دائمی تخت ان پیروں کا ہی ہے اور تو نے جو یہ کہا کہ گورو جی نے فوج جمع کر رکھی ہے اور اپنے باپ کے خون کا بدلہ لینا چاہتے ہیں۔ میں نے تو اسے نہیں مروایا۔ اور تو نے ہندو ہو کر ایسا کیا ہے اور گورو کو مارنے کے بعد مجھے کوئی خبر ہی نہیں دی۔ الٹا ہمارے سر الزام دیا جا رہا ہے چندو نے کہا کہ بادشاہ سلامت میں نے تو گورو جی کو نہیں مارا۔ وہ خود ہی طبعی موت مر گئے میرا اس میں کوئی قصور نہیں۔

سکھ تاریخ میں مرقوم لکھا ہے کہ ایک مرتبہ گورو جی کے بدخواہوں اور دشمنوں نے حاکم بیگ میلد کے ذریعہ گورو جی کے خلاف یہ رپورٹ کروائی کہ گورو جی نے اپنے فقیری کے مسلک کو ترک کر دیا ہے۔ اور چوروں اور ڈاکوؤں کا طریق اختیار کر لیا تھا اور ایک چبوترے کا نام اکال تخت رکھ کر دربار لگاتا ہے سینکڑوں لچے اور ڈاکو اور راہزن اس نے اپنے اردگرد جمع کر رکھے ہیں اور ملک میں ادھم مچانے کی تیاریوں میں مصروف ہے۔ اگر ابھی اس کا مناسب تدارک نہ کیا گیا تو بعد کو بہت مشکل پیش آئے گی اور سارے ملک میں فساد برپا ہو جائے گا۔

جب یہ رپورٹ بادشاہ کے دربار میں پہنچی تو اس نے اپنے نائب وزیر وزیر خان اور غنچہ بیگ خان دس ہزاری کو گورو جی کے پاس بھیجا کہ وہ انہیں اپنے ساتھ لے آئیں۔ جب وہ گورو جی کے پاس پہنچا تو اس نے بڑے ادب اور احترام سے سوا سو اشرفیاں گورو جی کی نذر کیں اور یہ عرض کیا کہ بادشاہ نے آپ کو یاد فرمایا ہے گورو جی پہلے ہی چاہتے تھے کہ بادشاہ سے ملاقات کا موقع ملے وہ بادشاہ کو ملنے کے لئے جانے کی تیاریاں کرنے میں مصروف ہو گئے [2]

چنانچہ گورو جی جب بادشاہ کے دربار میں پہنچے تو اس نے ان کا بہت ادب اور احترام کیا اور بات چیت کر کے بہت خوش ہوا اس نے گورو جی کا ۵۰۰ روپیہ روزینہ مقرر کر دیا گیا [3]

---

[1] گور بلاس پاتشاہی چھ ادھیائے ۱ — [2] گورو خالصہ ص ۵۷۸
[3] جنم ساکھی چھیویں پاتشاہی ص ۱۳ — [4] تاریخ گورو خالصہ ص ۵۹۷ تواریخ گورو خالصہ سکھی ص ۹۰

جہانگیر کے پاس گورو جی کے دشمن شکایت تو یہ کرتے ہیں کہ گورو جی نے اپنے اردگرد چور اور ڈاکو اکٹھے کر رکھے ہیں اور ملک میں ادھم مچانے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ لیکن جہانگیر انہیں اپنے دربار میں بلا کر بہت احترام اور ادب سے پیش آتا ہے حالانکہ شکایت کرنے والے کوئی غیر نہ تھے بلکہ گورو جی کے خاندان کے لوگ ہی تھے اس سے صاف ظاہر ہے کہ جہانگیر کے دل میں گورو جی کے لئے کوئی بغض اور عناد نہ تھا۔

گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ جہانگیر نے ایک ملاقات کے موقعہ پر گورو ہرگوبند جی کی خدمت میں جگہ۔ کلغی۔ سرپیچ موتیوں کی مالا، ایک کنٹھا سات ہتھیار اور پانچ گھوڑے پیش کئے تھے [1] نیز دہلی سے روانگی کے وقت جب جہانگیر نے گورو جی سے ملاقات کی تو پھر پانچ ہزاری خلعت موتی مالا۔ رتن جڑاؤ کنٹھا جڑاؤ مٹھ کی تلوار اور اسی سو اکبری اشرفیاں اور پانچ گھوڑے جن پر چاندی سونے کی زینیں تھیں گورو جی کی بھینٹ کئے اور گورو جی کا بہت احترام کیا اور گورو جی کے ساتھی سکھوں کو دو شالے دیئے تھے۔ [2] گیانی گیان سنگھ ایک اور مقام پر بیان کرتے ہیں جہانگیر اپنے قول کا بہت پکا تھا۔ اس نے گورو جی سے جو بھی وعدہ کیا۔ اس پر آخر تک قائم رہا۔ اس کے متعدد درباری اور اہل کار گورو جی کے خلاف چغل خوریاں بھی کرتے رہتے تھے مگر وہ کسی کی بھی نہ سنتا تھا اور گورو جی کے مفاد کا ہمیشہ خیال رکھا کرتا تھا۔ [3]

سکھ مورخین نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جہانگیر بادشاہ نے گورو جی کو سات توپیں ایک ہزار پیادے اور پانچ سو سوار رکھنے کی بھی اجازت دے رکھی تھی۔ اور پنجاب کے سارے حکام کا نگران مقرر کر دیا تھا۔ جیسا کہ ایک سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ:-

"بادشاہ نے سات توپیں اور پانچ ہزار فوج ست گورو جی کے ماتحت دے کر پنجاب کے تمام حاکموں کا نگران مقرر کر دیا۔" [4]

ایک اور سکھ ودوان نے بھی یہ بیان کیا ہے کہ بادشاہ نے گورو ہرگوبند جی کو سات توپیں اور فوج دے کر پنجاب کا نگران مقرر کر دیا تھا [5]

---

[1] تواریخ گورو خالصہ ص ۸۰۳ — [2] تواریخ گورو خالصہ ص ۸۰۶
[3] تواریخ گورو خالصہ ص ۲۰ — [4] رسالہ سنت سپاہی امرتسر ۱۹۶۱ء
[5] سکھ ببپا جیون چرتر۔ تواریخ گورو خالصہ ص ۹۹ اردو۔ اتہاس سکھ گورو صاحبان ص ۲۳۷۔ تواریخ گورو خالصہ نتیجہ ص ۵۲۔ گورمت اتہاس گورو خالصہ ص ۱۲۶۔ مختصر مکمل تواریخ گورو خالصہ اردو ص ۱۲۰۔ رسالہ امرتسر جنوری۔ فروری ۱۹۲۶ء وغیرہ۔

ایک سکھ ودوان بیان کرتے ہیں کہ جب گورو ہرگوبند جی مائی بھاگ بھری کی عقیدت کی بنا پر کشمیر گئے۔ تو جہانگیر بھی ان دنوں کشمیر تھا۔ اس نے گورو جی کو اپنے پاس ٹھہرایا اور اپنا مہمان بنایا گورو جی کا خیمہ شاہی خیمہ کے ساتھ لگایا گیا اور وہ گورو جی کو معزز شکار کرنے کے لئے اپنے ساتھ لیجایا کرتا تھا[1] گورو جی بھی جہانگیر کے ایک اچھے دوست اور ساتھی تھے۔ گیانی گیان سنگھ جی لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ راجہ تارا چند نالہ گڑھیا بادشاہ سے باغی ہو گیا۔ جہانگیر نے گورو ہرگوبند جی سے امداد چاہی اور انہیں اپنی فوج کا سپہ سالار مقرر کرکے اس مہم پہ بھیج دیا۔ گورو جی نے جاتے ہی بڑی قابلیت کے ساتھ اس پہ فتح حاصل کی۔ اور اسے بادشاہ کا مطیع اور فرمانبردار بنا دیا۔[2]

سکھ تاریخ کا یہ مشہور واقعہ ہے کہ جب جہانگیر کو یہ پتہ چلا کہ اس کے اہلکار چندو نے محض اپنے ذاتی بغض اور عناد کی بنا پہ گورو ارجن جی کو ہلاک کر دیا ہے تو اس نے اسے معزول کر کے گورو ہرگوبند جی کے حوالہ کر دیا۔ اور گورو صاحب کے سکھوں نے اسے کئے کی سزا دی[3]

سکھ مؤرخین نے اس بارہ میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب جہانگیر نے چندو لال کو معزول کر کے گورو ہرگوبند جی کے حوالہ کر دیا تھا تو اس کی ضبط کی گئی جائداد میں سے روہیلا نام کا گاؤں گورو جی کو دے دیا تھا جیسا کہ مرقوم ہے کہ:-

"ایک روہیلا نام کا گاؤں چندو کی جاگیر تھا۔ وہ بھی ضبط کر کے بادشاہ نے گورو جی کو لکھ دیا"[4]

ایک اور صاحب نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:-

"سری گورو ہرگوبند پورہ ...... یہ پہلے چندو شاہ دیوان کا روہیلا نام کا گاؤں تھا جسے بادشاہ نے ضبط کر کے گورو جی کی نذر کر دیا تھا"[5]

---

[1] نیارا خالصہ صفحہ ۵۴ [2] تواریخ گورو خالصہ اردو صفحہ ۱۰۴

[3] ملاحظہ ہو گورپرتاپ سورج گرنتھ راس ۵ - انسو ۳ - تواریخ گورو خالصہ اردو صفحہ ۱۰۰ - تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۵۲۰ - مختصر و مکمل تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۲۰ اردو - تواریخ گورو خالصہ پنتھ صفحہ ۵۲۱ - اتہاس سکھ گورو صاحبان صفحہ ۲۳۵ دساں گوروآں دا سنکھیپ جیون چرتر صفحہ ۸ - کھنڈے دی دھار دے امرت داگیان صفحہ ۷۶ - اتہاس گورو خالصہ ہندی صفحہ ۲۶۳ - سری گور پد پرکاش محل ۶ منڈل ۹ - گوربلاس پاتشاہی چھ ادھیائے ۸ - میکالف اتہاس حصہ ۳ صفحہ ۱۳۱ - گورمت لیکچر صفحہ ۲۳۶ - جیون برتانت دس گورو صاحبان صفحہ ۱۵ - تاریخ پنجاب صفحہ ۱۳۱ - گورمت اتہاس گورو خالصہ صفحہ ۱۲۹ - سکھ اتہاس وغیرہ

[4] دساں گوروآں دا سنکھیپ جیون چرتر صفحہ [5] گورو دھام سنگرہ صفحہ ۱۱۱ -

گویا کہ چندو لال کی جائیداد ضبط کر کے گورو ہرگوبند جی کے سپرد کر دی گئی تھی۔ اس سے صاف واضح ہے کہ چندو نے جو کچھ کیا تھا وہ اپنی ذمہ داری پہ ہی کیا تھا۔ بادشاہ کی طرف سے اسے ایسا کوئی حکم نہ تھا۔ ایک سکھ ودوان کا بیان ہے کہ چندو لال جی اس سے آگاہ تھا کہ اگر گورو ہرگوبند جی زور پکڑ گئے تو وہ اس سے اپنے باپ کا بدلہ ضرور لیں گے[1] اس سے بھی یہ واضح ہے کہ دیوان چندو لال نے جو کچھ کیا تھا اس بارہ میں اسے جہانگیر کی طرف سے کوئی حکم نہیں تھا ورنہ اگر اس نے جہانگیر کی منشا کے مطابق گورو ارجن جی کو دکھ دیئے ہوتے تو اس صورت میں اسے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

گیانی گیان سنگھ جی نے ایک مقام پہ یہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ گورو ہرگوبند جی نے بہادر شاہ سے یہ کہا تھا کہ:-

"آپ کے بزرگ جہانگیر نے میرے دادا گورو ہرگوبند جی کے ہاتھ چندو دشٹ کا باز پکڑایا تھا اور اسے انہوں نے اپنی مرضی کے مطابق سزا دی تھی"[2]

پنتھ خالصہ دیوان کی طرف سے شائع شدہ ظفر نامہ مترجم سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے[3]

مسٹر میکالف بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جہانگیر بادشاہ گورو ہرگوبند جی کے ساتھ امرتسر آیا۔ ان دنوں دربار صاحب کی عمارت ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی۔ بادشاہ نے اس نامکمل عمارت کو دیکھ کر کہا کہ آپ اس عمارت کی تکمیل کر ڈالیں اس کا جملہ خرچ شاہی خزانہ سے ادا کر دیا جائے گا اس موقعہ پر بادشاہ نے پرشاد بھی بھینٹ کیا تھا[4]

سکھ تاریخ سے یہ امر بھی واضح ہے کہ جہاں اکبر اور جہانگیر نے کئی کئی گاؤں سکھ گورو صاحبان کی بھینٹ کئے تھے وہاں بعض سکھ گورو صاحبان نے مسلمانوں کے لئے اپنے خرچ پر مساجد بھی تعمیر کروائی تھیں چنانچہ گیانی گیان سنگھ جی لکھتے ہیں کہ جب جہانگیر نے گورو ہرگوبند جی کو روہیلا گاؤں بھینٹ کیا اور گورو جی نے اسے نئے سرے سے آباد کیا تو وہاں آپ نے اپنے خرچ پر مسلمانوں کے لئے مسجد بنوا دی بھگوان نام کے ایک ہندو کھتری نے اس مسجد کو شہید کرنے کے لئے حملہ کر دیا اور مقابلہ ہوا جس میں وہ ملک عدم جا پہنچا[5]

سنگھ صاحب گیانی پرتاپ سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ:-

"چھٹے گورو نے یہاں (ہرگوبند پورہ میں) مسلمانوں کے لئے مسجد بنوائی جو ان کی فراخ دلی کی اب تک یادگار ہے"[6]

---

[1] تواریخ گورو خالصہ پنتھ صفحہ ۵۰۸ [2] تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۳۹

[3] ظفر نامہ مترجم صفحہ ۱۲۴ [4] میکالف اتہاس حصہ سوم صفحہ ۳۶

[5] تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۵۹۸ [6] گورمت لیکچر صفحہ ۲۳ -

اس کے علاوہ گورو جی نے کرتارپور اور امرتسر وغیرہ شہروں میں بھی مساجد تعمیر کروائی تھیں چنانچہ مشہور سکھ ودوان گیانی شیر سنگھ جی تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"گورو ہرگوبند جی کو مسلمانوں کا دشمن کہنا سچائی کا خون کرنا ہے بلکہ انہوں نے امرتسر کرتارپور۔ اور ہرگوبندپورہ وغیرہ کئی مقامات پر مسلمانوں کے لئے مساجد تعمیر کروائی تھیں" [1]

سنت وساکھا سنگھ جی نے تو یہ بھی بیان کیا ہے کہ بعض فسادیوں کی سرکوبی کے لئے بھی جہانگیر گورو ہرگوبند جی کی خدمات حاصل کیا کرتا تھا اور انہیں جاگیریں بھی نذر کیا کرتا تھا جیسا کہ انہوں نے بیان کیا ہے کہ :-

"جہانگیر نے لودھیوں پر دبدبہ رکھنے کے لئے گورو ہرگوبند صاحب کی چھاؤنی بنوائی تھی ... جہانگیر نے لودھیوں کو ان کی بدکرداری اور بدمعاشی کی سزا کئی مرتبہ دی۔ اسی خیال سے جہانگیر نے گورو جی کے نام لدھیانہ میں بہت سی زمین دے کر ان سے چھاؤنی بنوادی۔ گورو صاحب نے جودھ کا گاؤں آباد کیا اور اس کے اور لدھیانہ کے درمیان چھاؤنی بنوائی۔ اور لدھیانہ کے شہر میں دھرم شالائیں بنوائیں ...... سکھ دھرم کا پرچار شروع کیا ان دنوں موجودہ گھنٹہ گھر شاہ شہید کا تکیہ، نگر منڈی، کھدوڑ صاحب اور کچہری والی رکھ سب گورو جی کے نام تھی ...... سنا ہے کہ سرکاری کاغذات میں یہ تمام جائداد گورو صاحب کے نام لکھی ہوئی ہے" [2]

گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ :-

"ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جہانگیر بادشاہ نے اپنے بیٹے شاہ جہان کا ہاتھ گورو صاحب کے ہاتھ میں دے کر کہا تھا کہ یہ میرا لڑکا ہے آپ اس پر نظر عنایت رکھیں" [3]

پروفیسر کرتار سنگھ جی نے جہانگیر اور گورو ہرگوبند جی کے خوشگوار تعلقات کے سلسلے میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

"جتنا عرصہ جہانگیر زندہ رہا اس نے سری گورو ہرگوبند صاحب کے کام میں دخل نہ دیا اور دوستی قائم رکھی" [4]

ایک اور سکھ ودوان رقمطراز ہیں کہ :-

"جہانگیر کو سمجھ آگئی اور اس نے گورو صاحب سے خوشگوار تعلقات قائم کر لئے" [5]

گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ گورو ہرگوبند جی بھی جہانگیر کے خیرخواہ تھے چنانچہ وہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کیا کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ گورو جی نے جہانگیر کے حق میں ہاتھ اٹھا کر دعا کی تھی۔ جیسا کہ :-

---

1. کھنڈے دی دھار وچ امرت دا گیان ص ۳۶۳ ـ سکھ اتہاس ص ۲۵
2. مالوہ اتہاس حصہ اول ص ۵۳-۵۲
3. تواریخ گورو خالصہ اردو ص ۱۱۷
4. سکھ اتہاس حصہ اول ص ۲۵۱
5. اخبار فتح کا سالانہ نمبر ۱۹۶۵ء

گور کر اٹھائے ام کیا بکھان — چت آئے نام ٹھہر رہے ایمان

اقبال عمر ہو وے بلند — رہ بنیو دین دن آنند

سن ایہہ اسیس گن پرکھ روپ — خوش بھیو شاہ پکھ کے سروپ [1]

گورو ہرگوبند جی کی یہ دعا جہاں یہ ظاہر کرتی ہے کہ گورو ہرگوبند جی اور جہانگیر کے بہت گہرے اور خوشگوار تعلقات ہے وہاں اس سے یہ بھی واضح ہے کہ گورو جی کی زندگی

نہ کو بیری نہیں بے گانہ سگل سنگ ہم کو بن آئی [2]

اور :-

سب کو میت ہم آپن کیتا ہم سبھنا کے ساجن [3]

کی عملی تفسیر تھی۔ اور گورو جی جہانگیر کے حقیقی خیرخواہ تھے۔

گورو ہرگوبند جی اور شاہ جہان

جہانگیر بادشاہ کے فوت ہونے کے بعد اس کا بیٹا شہاب الدین شاہ جہان کا لقب اپنے لئے تجویز کر کے دہلی کے تخت پر بیٹھا۔ گورو گوبند سنگھ جی نے اس بارہ میں یہ فرمایا ہے کہ :-

جہانگیر عادل مرگیؤ — ہا شاہ جہاں حضرت جو بھیؤ [4]

یعنی :- جہانگیر عادل کے مرنے کے بعد شاہجہان تخت پر بیٹھا۔

گیانی گیان سنگھ جی نے شاہ جہان سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ :-

"شاہجہان کا پہلا نام شہاب الدین تھا تخت پر بیٹھ کر شاہجہان ہوا۔ اس نے جہانگیر کے مرنے کے بعد ۱۶۸۲ء کو تخت سنبھال کر اچھے اچھے کام کئے۔ رعیت آباد کی شاہی خزانہ میں بہت دولت جمع کی۔" [5]

ایک سکھ ودوان پروفیسر پریام سنگھ جی نے شاہجہان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :-

"شاہجہان نے ..... بادشاہ بننے کے بعد بڑی عقلمندی سے حکومت کی۔ وہ بہت خیر اور نرم دل بادشاہ تھا۔ اور اپنی رعایا سے محبت کرتا تھا۔ اس کی حکومت کے دوران

---

1. پنتھ پرکاش نواس ۱۴ ص ۱۰۱
2. گورو گرنتھ صاحب راگ گاؤڑی محلہ ۵ ص ۱۲۹۹
3. گورو گرنتھ صاحب۔ راگ دھناسری محلہ ۵ ص ۶۷۱
4. سری دسم گرنتھ ص ۹۲۴
5. تواریخ گورو خالصہ ص ۷۳۵

نہ تو کہیں شورش برپا ہوا اور نہ کہیں بغاوت ہوئی۔ ہر شخص بغیر کسی خطرے کے سفر کر سکتا
تھا۔ کسی چیز کی کمی نہیں تھی۔ شاہی خزانہ مال و دولت سے بھرا رہتا تھا فی الحقیقت
شاہجہان ایک بہت بڑا بادشاہ ہوا ہے اور ہر مذہب و ملت کے لوگوں کے دل میں
اس کی عزت ہے۔ شاہجہان کی حکومت کو مغلیہ حکومت کا سنہری باب کہتے ہیں"۔ [1]

اس بادشاہ کے عہد میں حکومت کے ساتھ گورو ہرگوبند جی کی دو چار جھڑپیں بھی ہوئیں جو گورو جی سے متعلق
ان کے دشمنوں اور بدخواہوں کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا نتیجہ تھیں۔ سردار نرندر سنگھ جی بھلیر نے اس بارہ
میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"شاہجہان کو بھی گورو گھر کی عزت مقصود تھی اور لڑائیاں ہونا محض اتفاقی بات۔ اور لوکل
حکمران کا مسئلہ تھا۔ جن میں زیادہ ہاتھ گورو صاحب کے ہندو مخالفین کا تھا" [2]

سکھ تاریخ سے یہ واضح ہے کہ گورو ہرگوبند جی اور شاہجہان کے تعلقات بگاڑنے میں گورو جی کے بڑے بھائی
پرتھی چند اور ان کے بیٹے مہربان نیز چندو لال کے بیٹوں کا بہت بڑا دخل تھا اس کے ساتھ ہی دھیر مل وغیرہ
نے بھی کوئی کمی نہیں کی تھی۔ گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ چندو لال کے بیٹے اور سوڈھی
مہربان نے مل کر شاہجہان کے پاس گورو جی کے خلاف دو دعوے بھی کر دیئے تھے۔ مہربان نے گورپائی کی گدی
پر اپنا حق جتایا تھا اور چندو کے بیٹے نے اپنے باپ کے خون کا دعویٰ کیا تھا۔ وزیر خان نے بادشاہ کے
سامنے ساری حقیقت واضح کر دی تھی۔ جس پر یہ دونوں دعوے خارج ہو گئے تھے۔ بادشاہ نے ایک قیمتی
خلعت گورو جی کی نذر کیا تھا۔ [3]

نیز ایک مرتبہ چندو کے بیٹوں نے بڑی ہوشیاری اور چالاکی سے بادشاہ سے گورو جی کے خلاف چڑھائی
کرنے کا حکم بھی حاصل کر لیا تھا لیکن وزیر خان نے درمیان میں آ کر یہ حکم شاہجہان سے منسوخ کروا دیا تھا" [4]

اسی طرح گیانی گیان سنگھ جی یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ عبدل خان نام کے ایک مسلمان نے گورو جی
کے خلاف کوئی شکایت کی جس پر وزیر خان نے بادشاہ سے کہا کہ یہ شکایت محض دشمنی اور عداوت پر مبنی ہے۔
حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ آپ کے والد بزرگوار صاحب نے انہیں جاگیر دی تھی۔ یہ گورو نانک صاحب
کے گدی نشین ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کے لئے مسجد بھی تعمیر کروائی تھی۔ ایسی برگزیدہ لوگوں سے دوسرے دل کی
شکایت پر لڑنا اچھی بات نہیں ہوگی۔ [5]

تواریخ گورو خالصہ کے گورمکھی ایڈیشن میں مرقوم ہے کہ بادشاہ نے خود بھی وزیر خان سے یہ کہا تھا

---

[1] گولڈن ٹیمپل ہندو اتہاس ص ۱۴۵
[2] سکھاں کے لئے ہندو اچھے ہیں یا مسلمان ص ۶
[3] تواریخ گورو خالصہ اردو ص ۱۱۷
[4] تواریخ گورو خالصہ اردو ص ۱۰۸ تواریخ گورو خالصہ ص ۵۶
[5] تواریخ گورو خالصہ اردو ص ۱۰۸

کہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ گورو نانک جی کا گھرانہ اور ان کے جانشین صلح کل ہیں اور دونوں مذاہب ہندو
دھرم اور اسلام سے تعلق رکھنے والے لوگ انہیں عزت اور احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس دھوکہ باز دلی خان کو
ہمارے دربار سے الگ کر دیا جائے [1]

گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ دھیر مل جی نے جو گورو ہرگوبند جی کے بیٹے کے بیٹے
تھے۔ شاہجہان کے حضور یہ رپورٹ پیش کی تھی:۔

"میرے دادا ہرگوبند جی نے بادشاہی فوج کا مقابلہ کیا یہ اچھا نہیں کیا جس کے باعث ان
کو ماجھہ اور دوآبہ کا علاقہ چھوڑ کر پہاڑوں اور جنگلوں میں جا کر کیرت پور میں آباد ہونا پڑا
میں ان کے ساتھ نہیں گیا۔ کیونکہ میں ناظم کتب خان اور سپہ سالار کالے خان کو ہر طرح
مدد دیتا اور راز بتاتا تھا۔ جس سے میرا گورو صاحب سے بگاڑ ہو گیا ہے۔ اب میں حضور
کی پناہ میں ہوں۔ جیسے اور رعیت ہے اسی طرح مجھے بھی اپنی خاص رعیت اور خیر خواہ سمجھیں" [2]

گیانی گیان سنگھ جی کے اس حوالہ سے واضح ہے کہ گورو جی کے اپنے خاندان کے لوگ بھی مخبریاں
کیا کرتے تھے اور گورو جی کے خلاف حکومت کو رپورٹیں دیا کرتے تھے۔ ایسی صورت میں ان کے حکومت سے
تعلقات کا خراب ہو جانا ایک لازمی امر تھا تاہم سکھ مؤرخین کو یہ مسلم ہے کہ شاہجہان نے گورو جی کے
بارہ میں ہر ممکن احتیاط برتی۔

بھائی گورداس کا بیان ہے کہ نہ صرف گورو ہرگوبند جی کے خاندان کے لوگ ہی ان کے مخالف ہو گئے
تھے۔ بلکہ اس زمانہ کے سکھوں میں بھی مختلف قسم کی چہ میگوئیاں شروع ہو گئی تھیں۔ کیونکہ وہ گورو جی کے فوجی
طرز عمل کو ان کے پیشرو سکھ گورو صاحبان کے مسلک کے خلاف تصور کرتے تھے۔ چنانچہ بھائی جی نے
بیان کیا ہے کہ اس زمانہ کے سکھ گورو صاحبان موصوف کے بارہ میں اکثر یہ کہا کرتے تھے کہ:۔

" دھرم سال کر بہیدا اکت تھاں نہ ٹکے ٹکایا
پاتشاہ گھر آنودے گڑھ چڑھیا پاتشاہ چڑھایا
امت محل نہ پانودی نٹھا پھرے نہ ڈرے ڈرایا
منجی کر سنتو کھدا کتے رکھ شکار کھلایا
بانی کرسن گانودے کتھے نہ سنتے نہ گاؤں سنایا
سیوک پاس نہ رکھئیں دوکھی دشٹ آگو ہنہ لایا
سچ نہ لکے لکایا چرن کنول سکھ بھور لبھایا
اجر جرے نہ آپ جنایا [3]

---

[1] تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ص ۵۹۸ [2] تواریخ گورو خالصہ ص ۷۰۲
[3] واراں بھائی گورداس۔ وار ۲۶۔ پوڑی ۲۴۔

یعنی سابقہ گورو صاحبان کا یہ طریق تھا کہ وہ ہمہ سالہ بیٹھ کر لوگوں کو اپدیش دیا کرتے تھے لیکن یہ گورو ہرگوبند جی ایک جگہ چین سے نہیں بیٹھتے۔ پہلے گورو صاحبان کے پاس بادشاہ چل کر آتے تھے اور یہ بادشاہوں کے کہنے پر قلعوں پہ چڑھائیاں کرتا ہے۔ اس سے قبل سکھ مکمل حاصل کرتی تھی لیکن اب یہ خود بھاگا بھاگا پھرتا ہے اور کسی سے بھی نہیں ڈرتا۔ پہلے گورو ایک جگہ بیٹھ کر لوگوں کو اپدیش دیتے تھے لیکن یہ کتے پاس رکھ کر شکار کھیلنے میں مصروف رہتا ہے۔ پہلے گورو صاحبان بانی اچارن کیا کرتے تھے اور پھر اسے خود گاتے اور لوگوں سے سنتے تھے لیکن نہ تو بانی اچارن کرتا ہے۔ اور نہ خود گاتا ہے نہ دوسروں سے ہی سنتا ہے پہلے گورو صاحبان اپنے خدام کو اپنے قرب میں جگہ دیتے تھے لیکن خدام کی بجائے دشٹوں اور بد اندیشوں کو سرداریاں دے رہا ہے۔ سچائی چھپانے سے چھپ نہیں سکتی سکھ تو گورو چرن کملوں کی مانند ہیں۔ جو گورو کے قدموں سے الگ نہیں ہو سکتے۔ وہ ناقابل برداشت باتوں کو بھی برداشت کرتے ہیں۔ اور تکبر یا غرور نہیں کرتے

ایک سکھ ودوان گیانی ہزارہ سنگھ جی نے بھائی گورداس جی کی بیان کردہ مندرجہ بالا پوڑی کے ضمن میں یہ بیان کیا ہے کہ:-

"اس پوڑی میں وہ طعنے مذکور ہیں۔ جو لوگ گورو ہرگوبند جی کا فوجی جیون اور مسلک دیکھ کر دینے لگ پڑے تھے"[1]

سکھ ودوان اس امر کے معترف ہیں کہ شاہجہان نے اپنی حکومت کے دوران گورو نانک جی کے گدی نشینوں کے نام کافی زمین کرتارپور ضلع جالندھر میں لگائی تھی اور اس جاگیر کا ایک پٹہ بھی لکھ کر دیا تھا۔ یہ پٹہ ڈاکٹر گنڈا سنگھ جی کے بیان کے مطابق سردار جودھ سنگھ جی ایم اے سابق پرنسپل خالصہ کالج امرتسر نے کرتارپور میں موجود اس قلمی گورو گرنتھ صاحب سے نقل کیا تھا جسے عام طور پر سکھ لوگ گورو ارجن جی کا تیار کردہ اصل نسخہ تسلیم کرتے ہیں۔ یہ پٹہ اس گورو گرنتھ صاحب کے صفحہ ۱۸ پر چھپا ہوا ہے اور یوں ہے:-

"اللہ اکبر

طغریٰ

یا شافی تیمور
یا ناصر شاہجہان
یا قرآن یا حافظ

چون بوساطت وزیر الملک امین الملکی و مدار المہامی افضل خان بعرض مقدس اعلیٰ رسید سجادہ اہل سلسلہ نانک شاہ کہ مالک ممالک و مدعا بقائے دولت ابد مدت شہنشاہی

[1] واراں بھائی گورداس مترجم صفحہ ۵۴۰۔

استمال دارد و از ہیچ دیگر وجہ معیشت ندارد حکم جہاں مطاع عالی صادر شد کہ چہل بیگہ رقبہ کرتارپور اعلیٰ پرگنہ جالندھر مضاف صوبہ لاہور از ربیع الاول بطریق آل طمغہ بوجہ مشارٌ الیہ موئے فرزندوہ حسب الضمن مرحمت فرمودیم باید کہ حکام عمال و متصدیان مہمات و جاگیرداران و کروریان حال و استقبال اراضی مذکورہ را بتصرف معضلہ باز گذارند و بعلت پیشکش وغیرہ اسباب ممنوعہ بارگاہ سلاطین پناہ معاف و مرفوع القلم شمارند و درین باب ہر سال سند مجدد نہ طلبند بتاریخ بیست و ہفتم شہر رمضان المبارک سال ہفتم از جلوس نوشتہ شد"[1]

اس کے دوسری طرف نام درج ہے۔ رام داس مع اپنی اولاد کے۔

اب اس صورت میں کون یہ کہہ سکتا ہے کہ شاہجہان کے دل میں گورو گھر کے لئے کوئی بغض یا عداوت تھی۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ گورو ہرگوبند جی کے خاندان کے لوگ ہی ان کے خلاف ریشہ دوانیاں کرنے میں مصروف رہے اور گورو جی کے حکومت سے تعلقات بگاڑنے میں کوشاں رہے۔ ورنہ گورو صاحب کا مسلمانوں سے یا مسلمانوں کا گورو صاحب سے کوئی تنازعہ نہ تھا۔ گورو ہرگوبند جی کی طرف سے مسلمانوں سے حسن سلوک ہوتا رہا اس سے متعلق ایک سکھ ودوان کا یہ بیان ہے کہ:-

"گورو ہرگوبند جی نے جتنے بھی قصبے آباد کئے۔ ان میں مسلمانوں کو خود مکانات بنا کر دیئے اور ان کے لئے مساجد بھی تعمیر کروائیں گورو جی کے دل میں فرقہ وارانہ تعصب نہ تھا۔ آپ نے پٹھانوں کو اپنی فوج میں ملازم رکھا ہوا تھا:"[2]

گورو ہرگوبند جی اور مسلمان!

سکھ تاریخ سے یہ امر واضح ہے کہ گورو ہرگوبند جی کے متعدد مسلمانوں سے دوستانہ تعلقات تھے اور وہ ایک دوسرے سے میل ملاپ رکھا کرتے تھے ذیل میں ہم چند ایک مثالیں پیش کئے دیتے ہیں:-

نواب وزیر خان

نواب وزیر خان چنیوٹ ضلع جھنگ کا رہنے والا تھا۔ اور مغل بادشاہ شاہجہان کا وزیر تھا۔ اس کا اصل نام حکیم علم الدین انصاری تھا۔ یہ اپنے فن حکمت میں بہت ماہر تھا اور اسے نواب کا خطاب دے کر تمام شفاخانوں کا افسر مقرر کیا ہوا تھا۔ اس کے دل میں سکھ گورو صاحبان کے لئے بہت ادب اور احترام تھا۔ چنانچہ جب بادشاہ کے دریافت کرنے پر چندو لال نے یہ بتایا کہ گورو ارجن جی کی وفات ہیضہ سے ہوئی تو اسے بہت افسوس ہوا۔ اس نے بادشاہ سے کہا کہ:-

[1] تاریخ ماخذ سکھاں صفحہ ۵۲-۵۱ [2] تواریخ گورو خالصہ نیتہ صفحہ ۲۱۹

خان وزیر تب ہاہ اچاری   گورو ارجن تھے روپ مراری
ہم کو بھی سدھ نہیں کری جو تجہ کرتے علاج   اللہ بھاوی پر بلی۔ سنو شاہ سرتاج
اب ہنہ ست کو دیو دبان   جان تا ہنہ گور روپ سمجھان [1]

یعنی نواب وزیر خان کو بہت افسوس ہوا۔ اس نے کہا کہ گورو ارجن جی تو نیک بندے تھے اس چندو نے ہمیں بھی کوئی اطلاع نہ دی ورنہ ہم علاج کرتے۔ بادشاہ سلامت تقدیر کے نوشتوں کو کوئی بھی نہیں ٹال سکتا۔ اب آپ اس کے بیٹے کو اس کا روپ سمجھ کر عزت دیجئے۔

سکھ تاریخ سے یہ امر بھی واضح ہوتا ہے کہ جب کبھی شرارتی عنصر نے گورو ہرگوبند جی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی نواب وزیر خان ہمیشہ اس کے آڑے آئے اور اس کی کوشش کو ناکام بنا دیا چنانچہ ایک سکھ ودوان سردار شمشیر سنگھ جی اشوک نے نواب صاحب موصوف سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ :-

"وزیر خان کے دل میں گورو جی کا کتنا احترام تھا۔ اس کا ثبوت سکھ تاریخ سے مل جاتا ہے۔ جب کبھی گورو صاحب کے خلاف کی جاتیں شکایت کا جواب مغل دربار میں سوال پیدا ہونے پر ...... صاف جواب دیتا تھا اور بادشاہ کو ٹھنڈا کر دیا کرتا تھا" [2]

محسن فانی

سکھ مصنفین بیان کرتے ہیں کہ فارسی کے مشہور ودوان محسن فانی بھی گورو جی کے ملنے والوں میں سے تھے انہوں نے آپس میں کئی مرتبہ ملاقات کی چنانچہ ایک سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ :-

"گورو ہرگوبند جی سے محسن فانی کی اچھی واقفیت تھی...... اس نے ...... سری ہرگوبند جی بعد سری گورو ہر رائے جی کے لئے ...... بہت عزت اور احترام کے الفاظ استعمال کر کے اپنے دل کی بے خوفی کا ثبوت دیا ہے" [3]

ایک اور سکھ ودوان نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

"سکھوں میں سب سے پہلا نام بھائی گورداس جی کا ہماری نظر میں آتا ہے ... بلکہ ان سے قبل سنت علامہ ابوالفضل ہیں ...... یہ بلند پایہ عالم بھائی گورداس جی کے ہم عصر تھے" [4]

ایک اور سکھ ودوان بیان کرتے ہیں کہ :-

"ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ محسن فانی نے سکھ پنتھ اور اس کے گورو صاحبان سے متعلق اپنی ملاقاتوں کے دوران میں جو کچھ دیکھا یا سنا اسے بالکل غیر جانبدارانہ اور بے رو رعایت درج کر دیا" [5]

---

[1] گوربلاس پاتشاہی چھ ادھیائے ۸ انک ۱۷۱   [2] سکھاں تے سکھ اتہاس ص۷۹
[3] کھجک اتہاسک پترے ص۲ و رسالہ سنت سپاہی امرتسر جون ۱۹۵۶ء
[4] رسالہ جیون سندیش اتہاس انک مئی ۱۹۵۱ء   [5] تاریخ ماخذ سکھاں ص۲۵

حضرت میاں میر رضؓ

حضرت میاں میر رضؓ ایک مشہور و معروف مسلمان بزرگ گزرے ہیں سکھ لٹریچر میں انہیں خاص مقام و مرتبہ حاصل ہے آپ گورو ارجن جی کے بہت گہرے دوست تھے سکھ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ گورو ہرگوبند جی لاہور کے سکھوں کی دعوت پر لاہور گئے وہاں آپ اپنے بزرگوار دوست حضرت میاں میر رضؓ جی سے ملنے کے لئے ان کے گھر گئے سائیں جی نے بڑی محبت سے گورو جی کا استقبال کیا بلکہ آگے بڑھ کر خود گورو جی کے گھوڑے کی باگ پکڑی اور انہیں بڑے آرام سے گھوڑے سے اتارا۔ اس وقت حضرت میاں میرؒ کے پاس شیخ جان محمد صاحب لاہوری اور محمد اسمٰعیل اور شیخ کرم شاہ قریشی بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ گورو جی نے ان سب سے محبت بھری گفتگو کی۔ [1]

پیر قیوالی پیر فضل ایرانی۔ پیر حسن علی عربی

یہ تینوں مسلمان بزرگ بھی گورو جی کے دوستوں میں سے تھے چنانچہ سردار ہزارہ سنگھ اور گیانی لال سنگھ جی نے بیان کیا ہے کہ یہ تینوں ہی گورو جی کے پاس کئی دن ٹھہرے رہے اور گورو جی نے ان سے بہت محبت بھرا سلوک کیا تھا ان تینوں مسلمان بزرگوں نے جن میں پیر حسن علی عربی بھی جن کو بقول سکھ ودوانوں کے معرفت میں آسمان کا ستارہ سمجھا جاتا تھا شامل تھے دارا شکوہ سے گورو جی کے اس حسن سلوک کی بے حد تعریف کی تھی [2]

خواجہ روشن شاہ کشمیری و سید جانی شاہ

سکھ تاریخ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ روشن شاہ کشمیری اور سید جانی شاہ صاحب بھی گورو جی کے محب تھے گورو جی انہیں مل کر سکھ مذہب کے اصول سے متعلق معلومات بہم پہنچایا کرتے تھے اور یہ دونوں گورو نانک صاحب اور دوسرے سکھ گورو صاحبان کے بیان کردہ کلام میں دلچسپی لیا کرتے تھے [3]

سائیں فتح شاہ جی

سائیں فتح شاہ ایک ایسے مسلمان بزرگ تھے جن کا مزار نور محل ضلع جالندھر میں واقع ہے۔ انہوں نے گورو ہرگوبند جی کی خوب خدمت کی تھی چنانچہ گیانی شیر سنگھ جی رقم طراز ہیں کہ :-

"ست گورو امرتسر سے چل کر کرتارپور آ گئے ۱۷۰۹ بکرمی کی بیساکھی یہاں ہی منائی... اس کے بعد نور محل بھوان گر براہمن کے باغ میں جا ڈیرہ لگایا۔ یہ بہت متکبر براہمن جو خود کو دیوان کہلاتا تھا گورو جی کی شرن میں نہ آیا۔ اور نہ کوئی خدمت کی مگر سائیں فتح شاہ ایک مشہور

---

[1] تواریخ گورو خالصہ ص۷۹۳۔ چھیویں پاتشاہی دی جنم ساکھی ص۱۱
[2] اتہاس سکھ گورو صاحبان ص۲۶۱ و تواریخ گورو خالصہ حصہ پنجم ص۶۶۷ گورمت پیچر ص۲۵۴
[3] گورمت پیچر ص۲۳

مسلمان فقیر گوروجی کی خدمت میں حاضر ہوتا"۔ [1]

بدھن شاہ سید بدھن شاہ ایک مسلمان بزرگ تھے گوروجی ان کا بہت احترام کرتے تھے سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ جب ان کی وفات ہوئی تو گوروجی نے اسے دفن کروا دیا تھا۔ [2]

پیر جلال الدین۔ پیر جلال الدین نظام الدین اولیا کے مرید بیان کئے جاتے ہیں۔ ان سے متعلق ایک سکھ ودوان نے بیان کیا ہے کہ ان کے دل میں بھی گورو ہرگوبندجی کا احترام تھا جب چندولال نے سازش کر کے گوروجی کو گوالیار بھجوا دیا تو انہوں نے بھی گوروجی کے حق میں پاتشاہ کے پاس سفارش کی۔ [3]

بابک ربابی گورو ہرگوبندجی کا ایک ربابی بابک تھا۔ گوروجی اس سے بہت محبت کرتے تھے سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ جب اس کی وفات ہوئی تو گوروجی نے اسے دفن کرا دیا تھا اور اس کی قبر بنوا دی تھی۔ جیساکہ گوربلاس پاتشاہی چھ میں مرقوم ہے کہ :-

بھادردں اسو بیس تک آیو کانگ ماسیں — بابک تجیے پران جم سنیئے سینت بلاسیں
قبر بنائے ریت سب کینی — تیر سندر ہیہ سکھ لینی [4]

سکھ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ گورو ارجن جی کو دکھ دے کر جان سے مار دینے کے بعد چندولال نے گورو ہرگوبندجی پر بھی نظر کرم کی۔ اور انہیں چٹھی لکھی مرقوم ہے کہ :-

بہادھینگی بیچ لکھے ہے گور تمرے ساک — اس کو گرہ داسی کر جان ست موہے واک
ناتر ہرگوبند سں باتا — تمرے پتا کین اتپاتا
مو کو کر کین بکھان ! — سو پھل پائیو سنو اجان
اب تم مانو بڈھ سکھ پاؤ — نہیں تے دکھ تے دکھ سنگ جاود [5]

اس سے صاف ظاہر ہے کہ دیوان چندولال نے پہلے تو گورو ہرگوبندجی کو اپنے بس میں لانے کے لئے کچھ نرمی اختیار کی تھی۔ اور اس نرمی کے ساتھ یہ دھمکی بھی تھی کہ اگر انہوں نے اس کی بات نہ مانی تو پھر انہیں دکھ پہ دکھ اٹھانے پڑیں گے یعنی چندولال انہیں چین سے بیٹھنے نہیں دے گا سو بعد کے واقعات بتاتے ہیں کہ چندولال نے گوروجی کو نقصان پہنچانے کے لئے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔

سکھ مورخین بیان کرتے ہیں کہ چندولال نے بڑی چالاکی اور ہوشیاری سے بادشاہ کو یہ یقین دلا نے

۱۔ گھنڈے دی دھار دیچ امرت داگیان ۔ ۲۔ تواریخ گورو خالصہ ص ۱۴۷
۳۔ تواریخ گورو خالصہ پنتھ ص ۵۱۵ ۔ ۴۔ گوربلاس پاتشاہی چھ ادھیائے ۲۱۔ انک ۲۷۵
۵۔ گوربلاس پاتشاہی چھ ادھیائے ۸۔ انک ۱۴۴۔

کی کوشش کی کہ اس پر ایک خطرناک مصیبت آنے والی ہے جس کا تدارک اس طرح ہو سکتا ہے کہ کوئی نیک شخص گوالیار قلعہ میں جا کر ریاضت کرے اور اس کے لئے اس نے گورو ہرگوبندجی کا نام تجویز کیا جس کی بنا پر گورو صاحب موصوف گوالیار تشریف لے گئے۔ بادشاہ کی طرف سے ان کی رسد کے لیے ایک سو روپیہ روزینہ مقرر کر دیا گیا۔ [1]

چندولال نے اس پر ہی اکتفا نہ کیا۔ بلکہ اس نے گوروجی کے خلاف برابر تیر چلائے چنانچہ اس نے گوالیار کے قلعہ کے جمعدار کو لکھا کہ وہ موقعہ پا کر گوروجی کو زہر وغیرہ سے ہلاک کر دے میں اس کے عوض میں پانچ ہزار روپیہ دوں گا۔ [2]

اس سے ظاہر ہے کہ چندولال کا دل صاف نہ تھا۔ اور وہ گوروجی سے کوئی بغض یا عداوت نہ تھی۔ بلکہ اس کے دل میں گوروجی کے لئے محبت بھرے جذبات تھے اس لئے اس نے چند کی اس قسم کی چٹھیاں گورو ہرگوبندجی کو بھجوا دی تھیں۔

سکھ تاریخ سے یہ امر واضح ہے کہ چندولال اس وجہ سے گورو ہرگوبندجی کے خون کا پیاسا تھا کہ وہ گورو ارجن جی کے قتل کا بدلہ ضرور لیں گے۔ جیساکہ بھائی سنتوکھ سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ گورو ہرگوبندجی کا یہ عہد تھا کہ :-

جب تک چندو دشٹ نہ ماروں — تب تک روے شانت نہ دھاروں [3]

یعنی: جب تک میں چندو دشٹ کو ہلاک نہ کر دوں میرا دل ٹھنڈا نہ ہو گا۔

بھائی جی نے یہ بھی لکھا ہے کہ گوروجی نے اپنے اس عہد کی چندو کو بھی اطلاع کر دی ہوئی جیساکہ ان کا بیان ہے کہ :-

شانت سروپ گور پتا ہمارے — ہنہ رس کر بچ ڈنڈ پرہارے
تو کر گیل بھونکو تادت — ہتیہے نہ ڈنڈ پر چنڈ جاوت
پت کو بلٹا نہہ نر لیت — سو نر ہنہ پسو سدا چیت
جب تک تو نے ہے تکرائی — کر لیجیئے بہہ تتو اپائی
پیتاں کو ہنہ تو ہے کو ایسے — ہلت پلت بڈ شکدہ جیسے
کرکا پہ تنگیا تیں سن لین — کروں ساچ سوں بیوس چین [4]

۱۔ تواریخ گورو خالصہ پنتھ ص ۵۱۱
۲۔ گورپرتاپ سورج راس ۴۔ انسو ۸۔ سوڈھی چیتک رد ۳۴۳۔ تواریخ گورو خالصہ پنتھ ص ۵۲۰
۳۔ گورپرتاپ سورج راس ۴۔ انسو ۴۶ ۴۔ گورپرتاپ سورج راس ۴۔ انسو ۴۷۔

یعنی۔ گورو ہرگوبند جی نے چندو سے یہ بات صاف الفاظ میں کہہ دی ہوئی تھی کہ تو نے ہمارے شانت سروپ بزرگوار والد کو قتل کیا ہے اب تم سے جو ہو سکتا ہے اپنے بچاؤ کا سامان کر لو میں تجھے ہلاک کر کے دم لوں گا۔ یہ میرا عہد ہے جسے میں ہر قیمت پر پورا کروں گا۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ چندو لال کو یہ علم ہو چکا تھا کہ گورو ہرگوبند جی موقع ملتے ہی اس سے اپنے باپ کے خون کا بدلہ ضرور لیں گے۔ اور گورو جی نے اس سلسلہ میں اسے یہ چیلنج بھی دے رکھا تھا وہ جو چاہے اپنے بچاؤ کے سامان کر لے۔ اسے ایک دن اس ظلم کا بدلہ چکانا ہوگا۔ اسی وجہ سے وہ گورو ہرگوبند جی کو ہلاک کرنے میں کوشاں تھا۔ گوالیار کے قلعہ کے داروغہ کو اس کا یہ لکھنا کہ گورو ہرگوبند جی کو زہر دے کر ہلاک کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

پس جہاں تک حقیقت کا تعلق ہے یہ کہا جا سکتا ہے کہ گورو ہرگوبند جی مسلمانوں کے دشمن نہ تھے اور نہ ان کے دل میں اسلام یا مسلمان بزرگوں کے بارہ میں کوئی بغض یا عناد تھا۔ جہانگیر اور شاہجہان سے ان کی کوئی عداوت نہ تھی۔ جہانگیر کے لئے تو گورو ہرگوبند جی نے ہاتھ اٹھا کر دعا بھی کی تھی۔ یہ درست ہے کہ شاہ جہان کے زمانہ میں گورو جی کی بعض جھڑپیں شاہی دستوں سے ہوئیں لیکن ان جھڑپوں میں بہت بڑا دخل گورو صاحب موصوف کے اپنے چچا۔ چچا زاد بھائی اور بیٹے کے بیٹے کا تھا۔

(۷) گورو ہررائے جی اور مسلمان!

گورو ہرگوبند جی کے بعد ان کے پوتے ہررائے جی گورو تسلیم کئے جاتے ہیں بعض سکھ ودوانوں کا خیال ہے کہ گورپائی کے لئے اصل میں بابا گوردتا جی نامزد تھے مگر چونکہ ان کی وفات اپنے بزرگوار والد گورو ہرگوبند جی کی زندگی میں ہی ہو گئی اس لئے وہ ان کے بعد سکھوں کے ساتویں گورو نہ بن سکے۔ اور گورو جی نے ان کے بیٹے ہررائے جی کو اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ اس طرح وہ اپنے بزرگوار دادا جی کے بعد سکھوں کے ساتویں گورو کہلائے۔

گورو ہررائے جی کا جنم ماگھ شدی ۱۳۔ ۱۶۸۷ سنہ بکرمی (مطابق ۱۶۳۰ء) کو قصبہ کیرت پور ضلع ہوشیارپور میں بابا گوردتا جی کے ہاں ماتا نہال کور جی کے بطن سے ہوا تھا۔ اور گیارہ سال کی عمر میں انہیں اپنے دادا گورو ہرگوبند جی نے چیت ودی ۱۳۔ ۱۶۹۸ بکرمی (مطابق ۱۶۴۱ء) کو گورپائی کی گدی سونپی تھی۔ اور ساتواں گورو مقرر کیا تھا۔ ان کی وفات ۳۱ سال کی عمر میں کاتک وَدی ۹۔ ۱۷۱۸ سنہ بکرمی مطابق ۱۶۶۱ء کو کیرت پور میں ہوئی تھی۔

گورو ہررائے اور داراشکوہ

سکھ تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ گورو ہررائے اور داراشکوہ کے خوشگوار تعلقات تھے۔ اور وقتاً فوقتاً داراشکوہ گورو صاحب موصوف کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا۔ چنانچہ ایک سکھ ودوان بیان کرتے ہیں کہ:-

"داراشکوہ شاہجہان کا بڑا بیٹا تھا۔۔۔۔۔۔ . . . . . اس کے دل میں گورو گھر کی عظمت گھر کر گئی تھی۔ موقع ملنے پر دارا گورو ہررائے جی سے ملتا بھی رہا۔ اس نے ایک مرتبہ گورو کے لنگر کے لئے جاگیر دینے کی بھی پیش کش کی تھی۔"[۱]

سکھ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ جب شاہجہان کے مرنے پر اس کے بیٹوں میں تخت کے حصول کے لئے تنازعہ برپا ہوا تو گورو صاحب داراشکوہ کے حمائتی تھے مشہور سکھ بزرگ بھائی سنتوکھ سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ داراشکوہ کو اورنگ زیب کا مقابلہ کرنے کی ترغیب گورو صاحب موصوف نے ہی دی تھی جیسا کہ بھائی صاحب موصوف نے لکھا ہے کہ گورو صاحب نے داراشکوہ کو اورنگ زیب کے خلاف لڑنے پر آمادہ کرنے کی غرض یہ پیش کی تھی کہ:-

ششتر گہن سنگھر اپمانا   طبوپن کو کہ ایہہ دھرم سیانا
دھن اونی ہت کرلو جنگ   مارن ار مرنوں رہپہ سنگ
سلیے نرپتہ سو لیوے میل   اب وڈھ ہوئے کے سین سکیل
یاد ہو فتح مچائے لڑائی   کرلو لیپد میں بہت تکرائی
ہمت کو حمائتی ہر ہیں   ہم تیری سین سن سکھ کریں
ایک بار جے تنہہ سکھ مرہیں۔
جانے تیرو بھلے سمجھائے   راجے انک ہیں تجھ آئے
ہمرے ساتھ سدا سکھدائی   ہے دل چیڑ ہے ہزار اڈھائی
کم ہیں جنگ تمت ہوے جس ٹھور   اب لو رہے ہت راکھے اور
جیوں جیوں کرہیں ترک ان گھاٹک   تنہہ تیرو ہم بنیے سہائک
ہنہ تیرے ڈھگ کو بن آئے[۲]   بنا جدھ تے اپرا پائے

یعنی۔ گورو ہررائے جی نے داراشکوہ کو یہ ترغیب دی تھی کہ وہ اورنگ زیب کا مقابلہ کرنے

---

[۱] رسالہ سنت سپاہی امرتسر اگست ۱۹۵۳ء   [۲] گورو پرتاپ سورج گرنتھ راس ۹۔ انسو ۱۸

کے لئے تیار ہو جائیں۔ گورو صاحب نے اسے اپنی اڑھائی ہزار سپاہ دینے کی بھی پیش کش کی اور مزید امداد دینے کا بھی یقین دلایا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ مزید سپاہی اکٹھے کر لئے جائیں گے اور دوسرے تمام راجے بھی آپ کی امداد پر آجائیں گے۔ کیونکہ وہ آپ کو اچھا خیال کرتے ہیں بغیر جنگ کے آپ کے ہاتھ کچھ نہ آسکے گا۔ گیانی گیان سنگھ جی نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ گورو صاحب موصوف نے دارا شکوہ سے یہ کہا تھا کہ:۔

"اگر بادشاہ کی خواہش ہے تو بیس لاکھ سکھ ہمارے حکم میں ہیں جو یک جان ہو کر ایک ڈھال کے نیچے لڑنے والے ہیں۔"[1]

سکھ مورخین کو یہ مسلم ہے کہ گورو صاحب نے دارا شکوہ کی مدد کے صرف وعدے ہی نہیں کئے تھے بلکہ عملی صورت میں بھی وہ میدان میں آئے تھے چنانچہ جب اورنگ زیب اس کا تعاقب کر رہا تھا تو گورو جی نے اپنے ہتھیار بند سکھوں کی ایک خاصی جمعیت اورنگ زیب کے مقابلہ میں لا کھڑی کی تھی۔ گورو صاحب کے ان مسلح سکھوں نے دریائے بیاس کے گھاٹ پر قبضہ کر لیا تھا اور تمام کشتیاں اپنے تسلط میں لے لی تھیں اور اس طرح اورنگ زیب کی فوج کا راستہ روک لیا تھا۔[2] اکال تخت کے سابق جتھیدار سنگھ صاحب گیانی پرتاپ سنگھ جی نے اس بارہ میں یہ بیان کیا کہ:۔

"دارا شکست کھا کر پنجاب کی طرف آیا اس نے سری گورو ہر رائے صاحب کو خط لکھا۔ آپ کیرت پور نہیں تھے کھڈور آئے ہوئے تھے اس لئے دارا آپ کو وہاں جا کر ملا۔ آپ نے اس کی خدمت کی۔ اورنگ زیب کا فوجدار اس کا پیچھا کر رہا تھا۔ آپ نے ۲۲ سو سوار لے کر دریا بیاس پہ اسے روک دیا۔ جب دارا لاہور سے آگے ملتان کی طرف چلا گیا اس وقت فوجدار کو دریا پار کرنے دیا۔"[3]

دارا شکوہ نے بقول گیانی گیان سنگھ جی گورو جی کی مدح میں ایک قصیدہ کہا تھا اور گیارہ سو اشرفیاں بھی گورو جی کی بھینٹ کی تھیں۔[4]

ایک اور سکھ ودوان کا بیان ہے کہ:۔

"سری گورو جی کی بھجن بندگی اور ان کے احسانات کی تعریف سن کر دارا شکوہ لاہور جاتا ہوا

---

[1] تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۷۵۰
[2] گورپرتاپ سورج گرنتھ۔ راس ۱۹۔ انسو ۱۸۔ تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۷۵۹۔ انہاس سکھ گورو صاحبان صفحہ ۲۷۲
تواریخ گورو خالصہ پنتھ صفحہ ۳۳۸۔ مہان کوش صفحہ ۱۸۸۶۔ اخبار فتح سالانہ نمبر ۱۹۶۵ء رسالہ امرت سر نومبر ۱۹۳۷ء
[3] گورمت لیکچر صفحہ ۲۱۲
[4] پنتھ پرکاش نواس صفحہ ۱۳۲۔ تواریخ گورو خالصہ اردو صفحہ ۱۱۹۔ رسالہ سنت سپاہی امرت سر فروری ۱۹۶۰ء

گورو جی کی خدمت میں کیرت پور حاضر ہوا اور کئی قسم کی چیزیں بھینٹ کیں۔"[1]

گیانی گیان سنگھ جی لکھتے ہیں کہ جب اورنگ زیب تخت پر بیٹھا اور اس نے ہندوستان کی عنان حکومت سنبھالی تو گورو ہر رائے جی کے قریبی رشتہ داروں اور خاندان کے لوگوں نے ان کے خلاف بادشاہ کے کان بھرنے شروع کر دیئے چنانچہ ان کی طرف سے اس قسم کی رپورٹیں شروع ہو گئیں کہ گورو صاحب بادشاہ کو کوئی چیز نہیں سمجھتے اور لوگوں کو ڈراتے دھمکاتے رہتے ہیں جیسا کہ گیانی جی بیان کرتے ہیں:۔

"جو لوگ خود کو گورو جی کے شریک اور بھائی سمجھتے تھے انہوں نے ... خود گورو جی کی شکایات لکھیں اور حکام سے لکھوائیں کہ گورو ہر رائے بادشاہ کو کچھ چیز نہیں سمجھتا وہ اڑھائی ہزار سوار اپنے ساتھ رکھ کر رعایا کو لوٹ لوٹ کر کھاتا ہے۔"[2]

سکھ تاریخ شاہد ہے کہ گورو ہر رائے جی کے عزیز و اقارب کی طرف سے اس قسم کی رپورٹیں موصول ہونے پہ شہنشاہ ہند حضرت محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر نے تحمل اور بردباری کا دامن نہ چھوڑا۔ بقول گیانی گیان سنگھ جی اس نے گورو صاحب کی خدمت میں لکھا:۔

"نانک شاہ کے گھرانہ کو ہم دوسرے بت پرست ہندو کافروں کے برابر نہیں سمجھتے کیونکہ نانک شاہ سچے فقیر خدا رسیدہ اور صلح کل تھے۔ انہوں نے مکہ معظمہ کا حج بھی کیا تھا اور بہت سی چلہ کشی بھی کی تھی اسلامی ممالک میں کئی سال پھر کر مسلمانوں سے محبت پیدا کی اور ان سے الجھید برتتے رہے تھے۔ انہوں نے دوئی کو دور کیا ہوا تھا۔ امید ہے کہ آپ بھی ان کے راستہ پہ گامزن ہوں گے۔ انہی کا مروپ آپ ہیں آپ کو ملنے کو بہت دل چاہتا ہے ضرور درشن دیں گے۔"[3]

گورو ہر رائے جی نے بقول سکھ مورخین کے دارا شکوہ کی کھلے بندوں امداد کی تھی۔ اور ان کے عزیز و اقارب اور دوسرے بھائی بندھ اورنگ زیب کے پاس یہ رپورٹیں کر رہے تھے کہ وہ بادشاہ کو خاطر میں نہیں لاتے اور اپنی من مانی کرتے ہیں لیکن ان کی خدمت میں اورنگ زیب نے ایک محبت بھرا مراسلہ ارسال کیا ہے۔

ایک سکھ ودوان گیانی شیر سنگھ جی نے اورنگ زیب بادشاہ کے اس مراسلہ سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"اورنگ زیب نے ست گورو کی طرف نہایت دانائی سے ایک پروانہ لکھا کہ جس میں یہ بیان کیا گیا کہ گورو نانک جی کا گھر ہندوؤں اور مسلمانوں کے لئے مشترکہ ہے آئیے اور درشن دے کر نہال کیجئے۔"[4]

سکھ مؤرخین نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ "جب گورو ہر رائے جی کو اورنگ زیب کا مراسلہ ملا تو انہوں نے اپنے قریبی بیدیوں اور سوڈھیوں سے کہا کہ ان میں سے کوئی ایک ان کا نمائندہ بن کر بادشاہ کے پاس جائے

---

[1] انہاس سکھ گورو صاحبان صفحہ ۲۷۲
[2] تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۷۶۳
[3] تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۷۶۲
[4] کھنڈے دی دھار چ لوت دا گیان صفحہ ۳۹۹

لیکن کوئی ان میں سے اس مقصد کے لئے تیار نہ ہوا۔ آخر گورو جی نے اپنے بیٹے رام رائے جی کو جن کی عمر اس وقت پندرہ سال کے قریب تھی جانے کے لئے کہا۔ وہ گورو جی کا حکم سنتے ہی وہ بلا چون و چراں کٹ جانے کے لئے تیار ہو گئے۔[۱] چنانچہ ایک سکھ ودوان کا بیان ہے کہ :-

"اورنگ زیب . . . گورو صاحب سے لڑنا نہیں چاہتا تھا۔ اس نے گورو جی کو چٹھی لکھی کہ دہلی تشریف لائیں۔ ست گورو نہ گئے۔ لیکن اپنے بڑے بیٹے رام رائے کو . . . . . بھجوا دیا"[۲]

اکال تخت کے سابق جتھیدار سکھ صاحب گیانی پرتاپ سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

"جس دن سے دارا نے آپ سے امداد طلب کی تھی اورنگ زیب کو اس دن سے غصہ تھا . . . . . بادشاہ گورو جی سے لڑنا ٹھیک نہ سمجھا . . . . . اورنگ زیب نے آپ کو لکھا کہ دہلی تشریف لائیں۔ حضور خود تو نہ گئے آپ نے اپنے بیٹے رام رائے کو یہ کہہ کر بھجوا دیا کہ :-

سنو پتر میں بچن جو کہوں — تمرے سنگ سدا میں رہوں
دلی پت سو جائے تم ملو — کچھ شنک نہیں من میں کلو
جو پوچھے سو ست کہہ دیجئے — کچھ کرامات پرگٹ نہ کیجئے" بھاو پرکاش[۳]

بعض سکھ مؤرخین نے یہ بیان کیا ہے کہ گورو جی خود اس لئے دہلی نہیں گئے تھے وہ مسلمانوں کو دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے۔ ایسے لوگ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ داراشکوہ بھی تو ایک مسلمان تھا گورو جی کے اس سے نہایت دوستانہ تعلقات تھے اور گورو جی نے تخت کے حصول میں اس کی امداد بھی کی تھی۔ اگر یہ درست ہے کہ گورو جی کے نزدیک کسی مسلمان کو دیکھنا گناہ عظیم تھا تو داراشکوہ سے وہ کبھی بھی میل جول نہ رکھتے۔ اور اسے بھی دیکھنے سے انکار کر دیتے اور (سکھ عقیدہ کی رو سے) اپنے پانچویں روپ میں مسلمان بھگتوں کی بانی کبھی بھی گورو گرنتھ صاحب میں درج نہ کرتے اور نہ ہی حضرت میاں میرؒ ایسے مسلمانوں سے کوئی دوستی کرتے اور مسلمان کی تعریف میں "مسلمان موم دل ہووے" کبھی نہ فرماتے۔

داراشکوہ اور گورو ہر رائے کی دوستی کے تعلق میں سکھ مورخین نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ داراشکوہ کو دس تولہ ہرڑ کی ضرورت پیش آگئی وہ کہیں سے نہ ملی گورو ہر رائے جی نے اپنے دواخانہ سے دے دی[۴]

اب قابل غور امر یہ ہے کہ اگر فی الحقیقت گورو ہر رائے جی سب کے سب مسلمانوں سے نفرت کرتے

---

۱ تواریخ گورو خالصہ ص۶۲۴ اتہاس سکھ گورو صاحبان ص۲۸۱۔ دساں گوروآں دا سنکھیپ جیون چرتر ص۱۰۴۔ تواریخ گورو خالصہ پنتھ ص۲۱۲ سکھ اتہاس ص۲۷۹ وغیرہ۔
۲ رسالہ سنت سپاہی فروری ۱۹۶۰ء ۳ گورمت لیکچر ص۲۶۱
۴ اتہاس سکھ گورو صاحبان ص۲۴۲، گورمت لیکچر ص۲۶۱۔

تھے۔ اور انہیں دیکھنا کبیرہ گناہ جانتے تھے تو انہوں نے داراشکوہ کو نایاب ہرڑ کیوں دی؟ اور اس سے میل جول کیوں رکھا؟

سکھ مورخین بیان کرتے ہیں کہ جب رام رائے اورنگ زیب کے پاس پہنچا تو :-

"بادشاہ نے گورو ہر گوبند جی کے سابقہ سرشتہ کے مطابق ڈھائی سو روپیہ رسد اور پانصد روپیہ نقد روزانہ دیا جانے کا حکم دیا۔ اور نوکر چاکر خدمت کے لئے بھجوا دیئے۔ اور ضروری سامان بھی مہیا کر دیا"۔[۱]

ایک اور سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ :-[۲]

"جب رام رائے دہلی گیا تو بادشاہ نے اس کی دربار میں بہت عزت کی"

ایک سکھ ودوان کا بیان ہے کہ اورنگ زیب نے اس سلسلہ میں یہ حکم بھی صادر فرمایا کہ :-

"رام رائے جی کے ٹھہرانے کا اچھا بندوبست کیا جائے۔ انہیں جس چیز کی ضرورت ہو۔ فوراً مہیا کی جائے"[۳]

مشہور سکالر سردار بھائی کاہن سنگھ جی نابھہ لکھتے ہیں کہ :-

"گورو صاحب نے اپنے بڑے لڑکے رام رائے کو دہلی بھیجا۔ صاحبزادہ نے اپنی عقل مندی سے بادشاہ سے خوشگوار تعلقات پیدا کر لئے"۔[۴]

سکھ مورخین نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ گورو صاحب نور محل گئے اور وہاں کسی نے آپ کی کوئی خدمت نہ کی۔ ایک مسلمان بزرگ سائیں فتح علی شاہ نے آپ کا بہت احترام کیا اور خدمت کی[۵]

الغرض گورو ہر رائے جی کے مسلمانوں سے تعلقات برے نہیں تھے۔ البتہ ان کا مخالف ٹولہ ان سے متعلق بہت غلط فہمیاں پھیلانے میں ہمیشہ معروف رہا۔

(۸) گورو ہر کرشن جی اور مسلمان!

سری گورو ہری کرشن جی سکھوں میں آٹھویں گورو تسلیم کئے جاتے ہیں۔ آپ سکھوں کے ساتویں گورو ہر رائے جی کے چھوٹے بیٹے تھے۔ آپ کی پیدائش ۸ ساون ۱۷۱۳ بکرمی (مطابق ۷ جولائی ۱۶۵۶ء)

---

۱ تواریخ گورو خالصہ ص۶۶۵ ۲ گورمت لیکچر ص۲۶۹
۳ گورو رام جی اور ان کے چمتکار ص۲۶ ۴ مہان کوش ص۹۰۷
۵ گورو دھام دیدار ص۲۱۴

کو شیش محل کیرت پور میں سری ماتا کرشن کور جی کے بطن سے ہوئی تھی۔ اور آپ اپنے باپ کے بعد مورخہ ۶ کاتک ۱۷۱۸ بکرمی مطابق ۷ اکتوبر ۱۶۶۱ء کو پانچ سال کی عمر میں گورو مقرر کئے گئے تھے۔ اور ابھی آپ نے مشکل تین سال ہی گورو یائی کی تھی ۳ وساکھ ۱۷۲۱ بکرمی و مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۶۴ء کو ۸ سال کی عمر میں دہلی میں وفات پا گئے۔

سکھ تاریخ سے یہ امر واضح ہے کہ جب گورو ہرکرشن جی گورو مقرر ہوئے تو ان کے بڑے بھائی بابا رام رائے جی نے ان کے خلاف سازشیں کرنا اور حکومت کے پاس رپورٹیں بھیجنا اپنا نصب العین بنا لیا۔ ایک مرتبہ تو اس نے گورو جی کے خلاف یہ مقدمہ بھی کر دیا تھا کہ اس کے چھوٹے بھائی کو خوشامدیوں نے سچا پاتشاہ کہنا شروع کر دیا ہے وہ ابھی پانچ سال کا ہے۔ ہمارا تمام مال و متاع یار لوگ ضائع کر رہے ہیں۔ وہ بچہ ہونے کی وجہ سے گورو یائی کی ذمہ داریاں سنبھال نہیں سکتا اس لئے گورو یائی کی گدی پر اسے مقرر کر دیا جائے۔[1]

ایک سکھ ودوان رقمطراز ہیں کہ:۔

"رام رائے نے بادشاہ کے پاس اس بات کی شکایت کی کہ گورو گدی اس کا اپنا حق ہے۔ یہ بھی بتایا کہ اسے گورو یائی گدی سے اس لئے محروم کیا گیا ہے کہ اس کا حکومت کو تعاون حاصل ہے۔"[2]

ایک اور صاحب بیان کرتے ہیں کہ رام رائے نے یہ لکھا تھا کہ:۔

"میں سری ہرگورو رائے کا بڑا بیٹا ہوں ان کے بعد گورو یائی کی گدی مجھے ملنی چاہیئے۔ وہ میرا حق تھا۔ مگر میرا حق مار کر میرے چھوٹے بھائی کو گورو بنا دیا گیا۔ میرا قصور یہی ہے کہ میں آپ کا فرمانبردار ہوں۔ میرے والد صاحب آپ کے مخالف تھے۔ انہوں نے وفات کے وقت میرے چھوٹے بھائی کو حکم دیا کہ وہ آپ کو درشن نہ دے اور آپ سے کسی قسم کا تعاون نہ کرے۔"[3]

گیانی گیان سنگھ جی کا بیان ہے کہ جب رام رائے نے یہ مقدمہ پیش کیا تو:

"بادشاہ نے رام رائے جی کو بہت سمجھایا کہ آپس میں مخالفت اور جھگڑا بڑھانا اچھا نہیں۔ اگر تجھے دولت کی ضرورت ہے تو ہم سے لے۔ جہاں تمہارا دل چاہے وہاں اچھے مکان بنوا کر جاگیر لگا دیتا ہوں تو اس بالک گورو کے ساتھ فساد برپا کر رہا ہے .... وہ تیرا بھائی ہے .... تجھے اپنے والد کا حکم ماننا چاہیئے۔"

---

[1] تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۲۴۶ — [2] اخبار ست جگ ۱۱ اسوج ۱۲۱۳
[3] سکھ اتہاس صفحہ ۲۹۱ — [4] تاریخ گورو خالصہ صفحہ ۸۳۸

سردار بہادر کاہن سنگھ جی نے لکھا ہے کہ اورنگ زیب بادشاہ نے رام رائے جی کو ڈیرہ دون میں کافی جاگیر دے دی تھی۔[1] اور وہ جاگیر اب تک دربار صاحب گورو رام رائے کے ساتھ چلی آ رہی ہے جس پر رام رائے کے عقیدت مند مہنت قابض ہیں۔

الغرض رام رائے گورو ہری کرشن جی کے خلاف ریشہ دوانیاں کرتے میں مصروف رہا۔ اور نگ زیب اسے سمجھاتا رہا کہ:۔

"تیرے پاس ہماری دی ہوئی جاگیر کافی ہے تجھے کسی چیز کی کمی نہیں تو اپنے چھوٹے بھائی کو کیوں تنگ کر رہا ہے وہ بھی تیرے باپ کا بیٹا ہے۔"[2]

ایک اور سکھ ودوان نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"بابا رام رائے کو گدی سے محروم ہو جانے کا بہت دکھ ہوا اس نے ڈیرہ دون کے شاہی دربار میں اپنا مقدمہ پیش کیا ..... اورنگ زیب نے ..... فیصلہ دیا کہ سری گورو ہری کرشن جی سچے گورو ہیں اور رام رائے اس گدی کے قابل نہیں"۔[3]

جب اورنگ زیب کی ان باتوں کا رام رائے جی پر کوئی اثر نہ ہوا تو اس نے اورنگ زیب کو مجبور کر کے گورو ہری کرشن جی کو بلانے کا حکم لکھوا لیا گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ بادشاہ نے یہ بھی لکھ دیا کہ:۔

"آپ کے بڑے بھائی کے ضد کرنے پر آپ کو تکلیف دے رہا ہوں مہربانی کر کے دہلی تشریف لا کر درشن دیں سنگت کو نہال کریں"۔[4]

اس کے ساتھ ہی گیانی جی نے یہ لکھا ہے کہ بادشاہ نے اپنے ایک خاص اہل کار دیوان پرسرام کو پچاس سوار ایک رتھ اور ایک پالکی گورو جی کی سواری کے لئے دے کر گورو جی کو لانے کے لئے کیرت پور بھجوا دیا۔[5] جب گورو جی دہلی پہنچے تو اورنگ زیب نے ان کے لئے اڑھائی سو روپے کی رسد اور پانچ سو روپیہ روزانہ مقرر کر دیا۔[6]

ایک اور سکھ ودوان رقمطراز ہیں کہ بادشاہ نے راجہ جے سنگھ کے ذریعہ گورو جی کو دہلی بلا بھیجا تھا اور وہاں گورو جی کے لئے پانچ سو روپیہ روزینہ مقرر کر دیا تھا۔[7]

گیانی لال سنگھ جی کا بیان ہے کہ گورو ہرکرشن جی نے اپنے بڑے بھائی کی طرف سے کئے گئے دعوی کا یہ

---

[1] مہان کوش صفحہ ۲۱۰۱ — [2] سکھ اتہاس صفحہ ۲۹۱
[3] اخبار سنتیج دہلی سالانہ نمبر ۱۹۶۵ء — [4] تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۷۶۴
[5] تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۷۸۳ — [6] تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۷۸۶
[7] تواریخ گورو خالصہ پنتھ صفحہ ۱۵۹

یہ جواب دیا تھا کہ:۔

"یہ گور گدی خاص کسی کی ملکیت نہیں ... اگر گدی بڑے بیٹے کا ہی حق ہوتی تو لے بادشاہ آپ ہی بتائیں کہ آپ دہلی کے تخت پر کیونکر بیٹھ سکتے تھے خدا تعالےٰ کی طرف سے جسے گدی کا حکم تھا اسے حاصل ہو گئی۔ اگر ہمارے بزرگوار والد رام رائے کو اس کا اہل سمجھتے تو اسے گدی دے جاتے۔"[1]

اس کے علاوہ سکھ کتب میں یہ بھی مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ بادشاہ نے اپنے شہزادہ معظم کو جو آئندہ چل کر بہادر شاہ کہلایا۔ اورنگ زیب کے بعد تخت کا وارث ہوا، ۵۲ چار صاحب کے ایک قیمتی خلعت دے کر گورو جی کی خدمت میں بھجوایا تھا۔[2]

اورنگ زیب کے اس محبت اور عزت بھرے سلوک کو دیکھ کر ہی بقول بھائی موتا سنگھ جی گورو ہری کرشن جی نے اورنگ زیب کو یہ دعا دی تھی کہ:۔

راضی رکھے خدائے تم کہیو گورو نرک[3]

اے مسلمان بادشاہ اللہ تجھے خوش و خرم رکھے۔

سکھ مورخین بیان کرتے ہیں کہ ابھی گورو ہر کرشن جی سے اورنگ زیب کی ملاقات نہیں ہوئی تھی کہ گورو جی وفات پا گئے جب اورنگ زیب کو اس کا علم ہوا تو اسے بہت افسوس ہوا۔ اس نے گورو جی کے علاج معالجہ کے لئے شاہی حکیم بھی بھجوائے مگر تقدیر کا نوشتہ پورا ہو کر رہا۔

رام رائے کے عقیدتمندوں کے نزدیک گورو ہری کرشن جی گورو ہر رائے کی زندگی میں ہی وفات پا گئے تھے ایک سکھ ودوان نے گورو جی کی وفات کے بارہ میں یہ لکھا ہے کہ:۔

"آٹھویں پاتشاہی گورو ہری کرشن صاحب کے وقت ایک اور چال چلی کہ بابا رام رائے کو اکسا کر گورو ہری کرشن صاحب کے خلاف دعویٰ کروا دیا۔ چنانچہ گورو صاحب کو دہلی بلایا گیا۔ آپ دہلی تشریف لے گئے۔ بادشاہ نے فیصلہ گورو صاحب کے حق میں دیا۔ مگر اس مخالف (ہندو) ٹولے کی سازش سے گورو صاحب کو زہر دے کر شہید کروا دیا گیا۔ زہر کے سبب سے مہاراج کے مقدس جسم پر آبلے پڑ گئے جسے باہر لوگوں نے بعد کو چیچک مشہور کر دیا۔"[4]

بعض سکھ مؤرخین نے گورو ہری کرشن جی کے تعلق میں یہ بات بھی بیان کی ہے انہوں نے یہ عہد کیا ہوا تھا کہ وہ ملک یعنی ملیچھ کو درشن نہیں دیں گے اور ملیچھ سے ان کی مراد مسلمان سے ہوتی ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں

ا۔ تواریخ گورو خالصہ ملتبہ ص۶۷۹ ۲۔ تواریخ گورو خالصہ ص۸۶ داتہاس سکھ گورو صاحبان ص۲۹۹
۳۔ ہما پرکاش ص۱۲۷ ۴۔ سکھ ہندو نہیں ص۱۰

بھائی سنتوکھ سنگھ جی نے یہ بیان کیا ہے کہ:۔

سن کے سری ہری کرشن سجانا سبھن سنادت باک بکھانا
ہنہ ملیش کو درشن دے ہیں ہوئے سمیپ تس کو ہنہ لے ہیں
ایہی نیم تپا کین ہمارے تس پرکار ہم بھی ادھارے
نج بچ پیتا جم کیا پرنت پارن تم ہر ہوئے کر ہے ہوئے نڑارن
اٹل سمیر ٹلے ہنہ جیسے ست گور باک اچل نت تیسے[1]

یعنی۔ گورو ہری کرشن جی نے فرمایا کہ ہمارے والد صاحب یہ اصول مقرر کر گئے کہ کسی ملیچھ یعنی مسلمان کو درشن نہیں دینا اس لئے ہم اورنگ زیب کو درشن نہیں دیں گے۔

ایک اور سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ:۔

"گورو ہر رائے صاحب نے اورنگ زیب سے متعلق یہ پالیسی بنائی تھی ہنہ ملیش کو درشن دے ہیں۔ آپ نے سری گورو ہر کرشن صاحب کو بھی اسی موقف پر قائم رہنے کی تلقین کی۔"[2]

ایک سکھ ودوان سردار مان سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"اورنگ زیب کو اپنی طرف جھکا ہوا دیکھ کر رام رائے نے عام افواہ پھیلا دی کہ گورو ہر رائے صاحب "ہنہ ملیش کو درشن دے ہیں" کا فیصلہ دے گئے ہیں۔ اس افواہ پھیلانے کا اصل مقصد یہ تھا کہ اگر گورو ہر کرشن جی اورنگ زیب سے ملنے چلے گئے تو کپوت کہہ کر بدنام کر دوں گا اگر میری چال میں آ کر دہلی شاہی حکم کے مطابق نہ گئے تو قہر کا نشانہ بنوا دوں گا۔"[3]

گویا کہ یہ محض رام رائے کی سازش تھی اور اس نے گورو صاحب کو نقصان پہنچانے کی غرض سے یہ بات خود وضع کی تھی۔ گورو ہر رائے جی یا گورو ہری کرشن جی سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا۔ اورنگ زیب نے تو اپنا شہزادہ بہت سی قیمتی اشیاء دے کر گورو جی کی خدمت میں بھیجا تھا۔[4]

سردار مان سنگھ نے اپنے اس خیال کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

"اورنگ زیب نے اپنے شہزادے بہادر شاہ کو ست گورو جی کی خدمت میں درشنوں کے لئے بھیجا تھا۔ ریچھ پاتشاہ نے صاحبزادہ کو راجہ جے سنگھ کے باغ میں کئی قسم کے پھل کھلائے تھے۔"[5]

۱۔ گور پرتاپ سورج راس ۱۰۔ انسو ۳۵ ۲۔ سکھ اتہاس ص۲۹۲
۳۔ نیارہ خالصہ ص۶۰ ۴۔ گور پرتاپ سورج گرنتھ راس ۱۰۔ انسو ۳۴
۵۔ نیارہ خالصہ ص۶۱

اگر یہ درست ہے کہ گورو ہری کرشن جی کسی بھی مسلمان کو درشن دینے کے لئے تیار نہیں تھے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اورنگ زیب کے بیٹے معظم شاہ کو انہوں نے درشن دیئے۔ اگر گورو ہر رائے جی کا بھی یہی نظریہ تھا تو پھر وہ اورنگ زیب کے بڑے بھائی دارا شکوہ سے کیوں ملتے رہے آخر وہ بھی تو مسلمان ہی تھا چنانچہ اسی بات کے پیش نظر سردار مان سنگھ جی نے لکھا ہے کہ

"معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات یونہی رام رائے کی طرف سے وضع کی گئی تھی جسے تاریخ کی اصلاح کرنے والوں نے غلطی سے ساکھی پر رہنے دیا۔ گورو ہر رائے جی تو بھول کا بھی دل دکھانا مناسب خیال نہیں کرتے تھے یہ کیونکر ممکن تھا کہ کسی قوم کے خلاف کوئی فتویٰ لگا دیتے پھر اگر گورو ہر کرشن صاحب شہزادے سے مل سکتے ہیں تو دوسرے ترکوں (مسلمانوں) کے خلاف انہیں کیا شکایت ہو سکتی ہے۔ یا وہ اورنگ زیب سے کسی تعصب کی بنا پر کیونکر ملنے سے انکار کر سکتے تھے" [1]

الغرض گورو ہر کرشن جی کی طرف یہ منسوب کرنا کہ انہوں نے مسلمانوں کو درشن دینے سے انکار کر دیا تھا سراپا غلط اور بے بنیاد ہے اس کی تغلیط خود سمجھدار سکھ بھی کر رہے ہیں۔

اگر بالفرض یہ تسلیم کر لیا جائے کہ گورو ہر کرشن جی کسی ملیچھ کو درشن دینے کے لئے تیار نہ تھے تو اس سے یہ نتیجہ کیونکر نکل سکتا ہے کہ اس سے مراد ان کی تمام مسلمان تھے جبکہ سکھ ودوان ملیچھ سے متعلق یہ بیان کرتے ہیں کہ:۔

"جو مسلمانوں کو ملیچھ مانتے ہیں یا کہتے ہیں وہ گورو صاحب کے سدھانت کو نہیں جانتے"۔ [2]

سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ ایک متکبر اور مغرور ہندو پنڈت لال چند آپ سے ملا۔ اس نے کہا کہ آپ خود کو گورو ہری کرشن کیوں لکھتے ہیں اس طرح تو آپ سری کرشن جی سے بھی بڑے ہونے کے مدعی ہیں سری کرشن جی نے تو گیتا اچارن کی تھی۔ آپ اس کی تشریح ہی بیان کر دیں۔ اور شاستروں کے معنے کرنے میں میرا مقابلہ کریں [3] اس متکبر پنڈت کی بات سن کر گورو جی نے اس سے کہا کہ:۔

"ہم تو خدا تعالیٰ کے عاجز بندے ہیں۔ بڑے ہونے کے مدعی نہیں لیکن ہمارے ساتھ مناظرہ تو بعد کو کریں پہلے آپ اپنی مرضی سے چنے ہوئے کسی سکھ سے مقابلہ کر کے دیکھ لیں۔ جاؤ گاؤں میں سے کوئی شخص لے آؤ۔ وہ آپ کو جواب دے کر آپ کی تسلی کر دے گا"۔ [4]

---

۱ نیارا خالصہ ص ۶۲
۲ گورمت مارتنڈ ص ۱۰۹ حصہ اول
۳ سکھ اتہاس ص ۲۹۴
۴ سکھ اتہاس ص ۲۹۴

پنڈت لال چند جا کر چھجو نام کے ایک بہت ہی بے وقوف شخص کو لے آیا جو اس گاؤں کا جھیور تھا گورو جی نے چھجو کی آنکھوں سے آنکھیں ملا کر کہا چھجو اب تو دھارمک ودوان بن گیا ہے اس پنڈت سے مناظرہ کر کے اس کی تسلی کر دے۔ اس کے بعد چھجو نے گیتا کے مشکل سے مشکل منتروں کا ترجمہ اور تشریح کی جس سے لال چند کا سارا گھمنڈ جاتا رہا [1]

(۹) گورو تیغ بہادر جی اور مسلمان

گورو ہری کرشن جی کے بعد گورو تیغ بہادر کو سکھ لوگ نواں گورو تسلیم کرتے ہیں۔[2] آپ گورو ہری کرشن جی کے رشتہ میں دادا تھے۔ آپ کی پیدائش ۵ بساکھ ۱۶۷۸ بکرمی مطابق یکم اپریل ۱۶۲۱ء کو گورو کے محل امرتسر میں گورو ہرگوبند جی کے ہاں ماتا نانکی جی کے بطن سے ہوئی تھی آپ ۳ وساکھ ۱۷۲۱ بکرمی (مطابق ۲۰ مارچ ۱۶۶۴ء) کو گیارہ سال گوریائی کی گدی پر بیٹھنے کے بعد ۵۴ سال کی عمر میں ۱۱ مگھر ۱۷۳۲ بکرمی مطابق ۱۱ نومبر ۱۶۷۵ء) کو دہلی میں جوتی جوت سمائے تھے۔

سکھ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ گورو جی اپنے شانت سبھاؤ اور نرم مزاجی کی وجہ سے یہ بوجھ اٹھانے کے لئے تیار نہ تھے تاہم سنگت کے زور دینے پر آمادہ ہو گئے۔ آپ کی مخالفت تمام سوڈھیوں نے کی۔ ایک مرتبہ انہوں نے رام رائے کو دہلی بلا کر اس بات کے لئے بھی تیار کیا کہ وہ بادشاہ کے پاس دعویٰ کر کے گورو تیغ بہادر کو گوریائی کی گدی سے بے دخل کر دے اور خود گورو بن جائے چنانچہ اس نے سوڈھیوں کی تلقین پر ایسا ہی کیا۔ اس نے بادشاہ کے پاس درخواست دی کہ گوریائی کا اصل وارث تو میں ہوں۔ مگر میری غیر حاضری سے فائدہ اٹھا کر یار لوگوں نے اپنے ہاتھ رنگنے کے لئے ایک ایسے شخص کو گورو مشہور کر دیا ہے جو محض سادہ سا ہے۔ لیکن اورنگ زیب نے اس معاملہ دخل دینا پسند نہ کیا۔[3]

---

۱ سکھ اتہاس ص ۲۹۴
۲ گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ گورو ہری کرشن جی کی وفات کے بعد ان کی والدہ ماجدہ نے بھی چند ماہ گوریائی کی تھی جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ:۔

گورو ہر کرشن ہری دیو کی ماتا — کرشن کور دھی نام بکھیاتا
گیرستہ پور نج دھام کرائی — مانن لگے سکھ سمدائی
چار ماس نج نت کی ٹھوریں — کری گوریائی ان بھا اوریں (پنتھ پرکاش صفحہ ۱۲۹)

۳ تواریخ گورو خالصہ ۸۱۳۔

پنتھ پرکاش میں مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ رام رائے نے گوروائی کی گدی حاصل کرنے کیلئے دعویٰ کیا تھا جس کا اورنگ زیب نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ :-

ار خود جیوت پد تمہارے   تم کو کر گئے کنارے
حکم تعمیل انہوں کا سکھیں   کیند تو ہے خوش اہو نہ پچھیں
تو کر اب تو ہے کیس پچھے میں   مینے تو بے مکھ گور تے تھے ہیں
یوں ہم سو نہ سکے دلائے   کریں ان عدل تو دوزخ جائے
ہم جاگیر تو ہے ہیت گنارے   دے ہیں یہو جہاں من دھارے

... ...

رام رائے ایہہ مان کر لئی جاگیر لکھائے
تھر جو دون گڑ مال میں دیہرا اب جو کہائے
غرض خارج جو بھئے رام رائے کی ایسی
دھیر مل لوہار گے سودھی کرن ایسی[1]

جب دھیر مل وغیرہ سوڈھیوں کی مخالفت حد سے بڑھ گئی بلکہ ایک مرتبہ توان کی طرف سے گورو جی پر قاتلانہ حملہ بھی کیا گیا تو گورو جی اپنا گھر گھاٹ چھوڑ کر تیر تھوں کی طرف چل دیئے اس پر سوڈھی صاحبان نے مل کر اورنگ زیب کے دربار میں یہ درخواست دے دی کہ گورو تیغ بہادر جی گدی خالی چھوڑ کر کہیں چلے گئے ہیں۔ ان کا کوئی پتہ نہیں کہ اب واپس بھی آنے ہیں یا نہیں، اس لئے رام رائے کو گورو مقرر کر دیا جائے۔ چنانچہ گیانی گیان سنگھ رقم فرماتے ہیں :-

"سوڈھیوں نے مل کر گورو جی کے تیر تھوں پر جانے کے بعد یہ درخواست اورنگ زیب کے پاس کر دی کہ جسے سکھوں نے خود گورو مقرر کر دیا تھا۔ وہ تو ہمارے نہ ماننے کی وجہ سے شرمندہ ہو کر کہیں چلا گیا ہے پتہ نہیں کہ آئے یا نہ آئے۔ اب گور گدی خالی ہے رام رائے کو حق دار خیال کر کے دے دی جائے کیونکہ اس کے بغیر گورو ہری کرشن جی کا نزدیکی رشتہ دار کوئی نہیں ہے"۔[2]

اورنگ زیب بادشاہ نے اس کا جو فیصلہ دیا وہ گیانی گیان سنگھ جی کے بیان کے مطابق یہ تھا کہ :-

"اوّل تو گورو ہر رائے جی اس کے والد اسے عاق کر گئے ہیں۔ اور اپنے حق اور جائداد سے خارج کر گئے ہیں۔ دوم جسے سکھوں نے مقرر کر دیا ہے۔ وہی گورو تھا

---

[1] پنتھ پرکاش صفحہ ۱۱۴۰   [2] تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۸۵۵

ہے۔ کیونکہ اور پیر مریدوں کا تسلیم شدہ ہوا کرتا ہے نہ کہ شریکوں کا یا اس کا راضی نامہ ہو۔ تب بھی جسے مرید تسلیم کریں گورو وہی ہوگا اور نہیں ہو سکتا"۔[1]

اورنگ زیب بادشاہ کا فیصلہ بہت ہی اعلیٰ اور منصفانہ ہے۔ اس کے ایک ایک حرف سے اورنگ زیب ایسے دیندار بادشاہ کی روح بول رہی ہے اگر اورنگ زیب کے دل میں سکھ گورو صاحبان سے متعلق کوئی برائی ہوتی یا وہ گورو صاحبان کو کوئی نقصان پہنچانے کے درپے ہوتا تو وہ رام رائے کے حق میں فیصلہ دے کر سب کچھ کر سکتا تھا۔ اور اس طرح وہ خود ایک طرف رہ کر اپنا مقصد بڑی آسانی سے حاصل کر سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ انصاف کو مدنظر رکھا۔ حالانکہ رام رائے سے اس کے دوستانہ تعلقات بھی تھے۔ اور گورو جی سے اس کا کوئی خاص میل جول نہ تھا۔ لیکن اس نے عدل کے معاملہ میں دوستی کی کوئی پرواہ نہ کی اور وہی فیصلہ دیا جو حق پر مبنی ہے۔

سکھ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ جب گورو جی بادشاہ کے بلائے جانے پر دہلی گئے تو دہلی ان کا بہت احترام کیا گیا۔ گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ بادشاہ نے گورو جی کی آمد کی خبر سن کر حکم دیا کہ :-

"ہندوؤں کا پیر جب سواری پر خوش ہو کر آنا چاہے اسے ادب اور احترام سے آؤ"۔[2]

اور جب گورو جی بادشاہ کے دربار گئے تو وہاں بھی ان کا بہت احترام کیا گیا جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ :-

"بادشاہ نے گورو جی کو مع سکھوں کے کچہری میں بلا کر بہت عزت کی اور اسی چندن چوکی پر جس پر کہ اس کا مرشد بیٹھا کرتا تھا۔ گورو جی کو بٹھایا"۔[3]

بعض مورخین نے بغیر سوچے بیچارے یہ لکھا ہے کہ اورنگ زیب بادشاہ نے کشمیر کے لوگوں کو زبردستی مسلمان بنانے کے احکامات جاری کئے۔[4] کشمیر کے پنڈت گورو جی کے پاس فریاد لے کر گئے۔[5] گورو جی نے ان سے کہا کہ وہ اورنگ زیب سے جا کر کہہ دیں کہ اگر گورو تیغ بہادر نے اسلام قبول کرنا منظور کر لیا تو ہم

---

[1] تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۸۵۵   [2] تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۸۵۵

[3] تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۸۸۸

[4] ایک ہندو ودوان مہاشہ سنت رام جی بی۔ اے نے لکھا ہے کہ :-
"یہ کہنا کہ اورنگ زیب نے کشمیر کے پنڈتوں کو جبراً مسلمان بنانے کے لئے کوئی حکم جاری کیا تھا غلط بالکل غلط ہے"۔ (ہندو جاتی اور سکھ گورو صفحہ ۱۵)

[5] بعض ودوانوں نے کشمیری پنڈتوں کا بنارس کے پنڈتوں کو ساتھ لے کر گورو جی کی خدمت میں حاضر ہونا بیان کیا ہے (ملاحظہ ہو رسالہ گورمت پرکاش امرتسر نومبر ۱۹۶۲ء و رسالہ سنت سپاہی امرتسر اپریل ۱۹۵۳ء و ماہ دسمبر ۱۹۵۶ء و دسمبر ۱۹۶۰ء)۔

سبھی ان کی پیروی میں مسلمان بن جائیں گے[۱]۔ اس روایت سے متعلق ایک سکھ ودوان سردار مان سنگھ جی نے یہ یوں ظاہر کیا ہے کہ:۔

"کشمیری پنڈتوں والی روایت میں گورو تیغ بہادر جی کو بہت غمگین اور سوچ میں ڈوبا ہوا بیان کرنا اور بچہ صاحبزادہ گورو گوبند سنگھ جی کا اپنے والد بزرگوار کو کشمیری پنڈتوں کی مدد کے لئے ابھارنا ایک کمزور نقطہ نگاہ کے نظریے کے سوائے اور کچھ بھی نہیں ہے"۔[۲]

یعنی:۔

"سکھ مورخین نے گورو تیغ بہادر صاحب کی کشمیری پنڈتوں سے بات چیت کو لکیر کے فقیروں کی طرح بیان کیا ہے اور کسی نے بھی گورو تیغ بہادر کی اعلیٰ شخصیت کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ اور نہ اس زمانہ کے حالات کا مطالعہ کرنے کی زحمت گوارا کی۔ بعض لوگوں نے یہ بنا ہوا بندھن کاٹنے کے شلوک کو بھی گورو گوبند سنگھ جی کے ساتھ جوڑ دیا ہے تاکہ یہ ثابت کیا جا سکے۔ گورو تیغ بہادر صاحب کو شہیدی کے لئے ترغیب دینے والے گورو گوبند سنگھ جی ہی تھے۔ میں اس ساکھی سے بالکل متفق نہیں ہوں"۔[۳]

گیانی گیان سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ کشمیری پنڈتوں کا گورو تیغ بہادر کے پاس آنا دراصل گورو صاحب کے دشمنوں اور بدخواہوں کی سازش کا نتیجہ تھا۔ انہوں نے جب اپنا پورا زور لگا کر دیکھ لیا اور گورو جی پر قاتلانہ حملہ تک بھی کروا دیا مگر وہ گورو جی کو نقصان پہنچانے اور گدیائی کی گدی پر قبضہ جمانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ تو انہوں نے ایک طرف تو حکومت کو گورو جی کے خلاف اکسانے کی کوشش کی۔ چنانچہ ان پنڈتوں سے ہی پنجاب کے حاکم کے پاس اس قسم کی درخواست دلواری کہ اگر گورو صاحب اسلام قبول کرنے پر راضی ہو جائیں تو وہ بھی مسلمان بن جائیں گے۔[۴]

ایک ہندو ودوان لالہ دولت رائے نے اس سلسلہ میں بیان کیا ہے کہ:۔

"برہمنوں کی یہ دوہری چال تھی کیونکہ برہمن گورو کو اپنا پیشوا تسلیم نہیں کرتے تھے۔ چال یہ تھی کہ اگر اورنگ زیب نے گورو صاحب کو مسلمان بنا لیا تو برہمنوں کے دین کا دشمن ختم ہو گیا۔ اگر تیغ بہادر نے جوہر دکھایا اور مسلمانوں کے مقابلہ میں عہدہ برآ ہوا تو تاہم ان کا جانی دشمن ذبح ہوا"۔[۵]

اس سلسلہ میں ایک مشہور ودوان بھائی ویر سنگھ جی نے یہ بیان کیا ہے کہ:۔

---

۱ کشمیر میں کوئی عرصہ پہلے اسلام پھیل چکا تھا۔ اور وہاں کی اکثریت مسلمان بن چکی تھی (رہبان کونسل ص ۸۵۵)

۲ نیارہ خالصہ ص ۶۵ — ۳ اخبار فتح دہلی اردو ستمبر ۱۹۵۰ء

۴ تواریخ گورو خالصہ ص ۱۳۵۱ — ۵ سوانح عمری گورو گوبند سنگھ جی ص ۶۲

"کشمیر وغیرہ کے صوبیداروں نے لکھا کہ جن لوگوں نے گورو نانک جی کی سکھی قبول کی ہے اور جو لوگ گورو تیغ بہادر کے عقیدت مند ہیں وہ دھرم نہیں چھوڑتے بلکہ دوسروں کو بھی منع کرتے ہیں اور بہت سی مار کاٹیں پیدا کرتے ہیں اگر گورو تیغ بہادر کو مسلمان بنا لیا جائے تو سارا ملک اسلام میں داخل ہو جائے گا"!![۱]

گیانی گیان سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ لکھا ہے کہ:۔

"سوڈھی صاحبان نے جو گورو جی سے دشمنی رکھتے تھے۔ کشتریوں اور برہمنوں کو انگیخت کر کے نواب ظالم خان کے پاس درخواست دلوادی تھی"۔[۲]

یعنی:۔

"بعض مورخوں کی زبانی یہ سنا جاتا ہے کہ دھیر مل و رام رائے وغیرہ نے جو ان سے سخت دشمنی رکھتے تھے ہندوؤں سے ورغلا کر اس قسم کی عرضی بادشاہ کے پاس بھجوادی"۔[۳]

گیانی جی نے برہمنوں کے گورو جی کی خدمت میں حاضر ہونے کے ضمن میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ:۔

"کئی دور اندیش داناؤں کی رائے ہے کہ یہ سب چال گورو تیغ بہادر جی کے شریکوں اور بھائی بندوں کی تھی جو پہلے دن سے ہی ان سے عداوت رکھتے تھے۔ اب انہوں نے دشمن کے سینہ پر سانپ پھینکنے کی مانند یہ چال چلی کہ اگر تو گورو جی برہمنوں کی گزارش تسلیم کر کے آگے کھڑے ہو گئے تو اورنگ انہیں قتل کروا دے گا اور بعد کو گورو یائی ہم سنبھال لیں گے...... دوسری چال یہ تھی کہ اگر گورو جی نے ہندو دھرم کی مدد نہ کی تو برہمن ان کے دروازہ پر کٹاریں مار مار کر مر جائیں گے سو لیش میں گورو جی کی نندہ ہوگی۔ لوگ انہیں چھوڑ کر ہمیں ماننے لگ جائیں گے"۔[۴]

پروفیسر کرتار سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"گورو تیغ بہادر جی کے ساتھ عداوت رکھنے والوں نے گورو صاحب کو اپنے راستہ میں سے ہٹانے کے لئے ایک عجیب ڈھنگ سوچا۔ انہوں نے پنڈتوں کو مشورہ دیا کہ گورو تیغ بہادر جی کے در پہ جا کر چیخ اور پکار کریں"۔[۵]

ان حوالہ جات سے عیاں ہے کہ گورو جی کے دشمن سوڈھیوں نے یہ سازش کی تھی کہ اورنگ زیب اور گورو تیغ بہادر کے درمیان کسی نہ کسی طرح تصادم کرا دیا جائے اور انہوں نے اس مقصد کے لئے ہندو برہمنوں وغیرہ

---

۱ سری کلغی دھر چمتکار ص ۵۰ — ۲ تواریخ گورو خالصہ ص ۸۱۱

۳ تواریخ گورو خالصہ اردو ص ۱۲۹ — ۴ تواریخ گورو خالصہ ص ۸۶۹

۵ جیون کتھا گورو گوبند سنگھ ص ۴۶

کو آلۂ کار بنایا تھا۔ اس سلسلہ میں بعض ودوانوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ کشمیر کے پنڈت خود گورو جی کی خدمت میں حاضر نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ انہوں نے اپنے بعض نمائندے بھجوائے تھے [۱]

سکھ محققین یہ بات بھی تسلیم کرتے ہیں کہ گورو تیغ بہادر کی موجودگی میں گوبند سنگھ جی آنند پور صاحب نہیں آئے بلکہ ان کے دہلی چلے جانے کے بعد پہنچے ہیں۔ اس صورت میں گورو گوبند سنگھ جی کا اپنے والد گورو تیغ بہادر جی کو جان دینے کے لئے تیار کرنا وغیرہ باتیں خود بخود غلط ثابت ہو جاتی ہیں۔

چنانچہ اس بارہ میں ایک ودوان کا بیان ہے کہ:۔

"بعض سکھ مصنفین صاحبزادہ (گورو گوبند سنگھ) جی کا آنند پور پہنچنا گورو تیغ بہادر کے دہلی جانے کے بعد بیان کرتے ہیں۔" [۲]

فارسٹر صاحب نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے:۔

"That the Guru was at Patna when his father executed." [۳]

"گورو تیغ بہادر کی شہیدی کے وقت گورو گوبند سنگھ جی پٹنہ میں تھے۔" [۴]

ایک سکھ ودوان سردار مان سنگھ جی نے بھی یہ تسلیم کیا ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی گورو تیغ بہادر جی سے آنند پور صاحب میں نہیں ملے۔ بلکہ وہ گورو جی کے آنند پور سے چلے جانے کے بعد آئے تھے۔ جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ:۔

"یہ بالکل درست ہے کہ پانچ سال کی عمر میں صاحبزادہ آنند پور صاحب میں نہیں تھا اور گورو تیغ بہادر جی نے آپ کے سوائے بچپن کے کبھی درشن بھی نہ کئے ہوں:" [۵]

یعنی:۔

"گورو تیغ بہادر جی نے بالا پریتم کے صرف آسام کی واپسی پر چند دنوں کی عمر کے بچہ کے ہی درشن کئے ہوں۔ میں اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ گورو صاحب پٹنہ صاحب اپنے اہل و عیال سے ملنے کے لئے جا رہے تھے۔ اور اس وقت آپ کی ملاقات اپنے بال بچہ سے پسند نہ کی گئی۔ اور آپ کو آگرہ میں ہی گرفتار کروا دیا گیا۔" [۶]

ایک اور سکھ ودوان نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

---

[۱] رسالہ سنت سپاہی امرتسر دسمبر ۱۹۶۱ء [۲] اخبار خالصہ سماچار امرتسر ۳۰ جنوری ۱۹۵۲ء
[۳] جیون کتھا گورو گوبند سنگھ جی ص ۲۸۲ انگریزی [۴] جیون کتھا گورو گوبند سنگھ جی ص ۳۸۶ (گورمکھی)
[۵] اخبار فتح دہلی ۱۲ دسمبر ۱۹۵۸ء [۶] اخبار فتح دہلی ۱۲ دسمبر ۵۸ ۱۹ء

"بھائی سنتوکھ سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ بالک گوبند کے آنند پور پہنچنے سے قبل ہی گورو جی شہادت قبول کرنے دہلی چلے گئے تھے۔" [۱]

اس سلسلہ میں سکھ ودوانوں کی حالیہ تحقیق یہ بھی ہے کہ گورو تیغ بہادر جی کو آگرہ میں گرفتار نہیں کیا تھا۔ بلکہ آپ ملک پور پرگنہ الونہ سے پکڑے گئے تھے جیسا کہ مرقوم ہے کہ:۔

"نورالدین خاں مرزا جی کی روپڑ والوں نے سال سترہ سو بتیس ساون پر سے بارہ کو ملک پور پرگنہ الونہ سے پکڑ کر سرہند پہنچایا ساتھ منی داس بیٹے ہیرا مل چھبرا ساتھ دیال داس ملونتہ کے پکڑ کر سرہند آیا چار ماہ سرہند اور دلی کے بندی خانے میں رہے۔" [۲]

الغرض یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جب کشمیر کے یا بنارس کے پنڈتوں کا یا ان کے نمائندوں کا گورو تیغ بہادر جی کے پاس امداد کے لئے آنا بیان کیا جاتا ہے اس وقت ابھی گورو گوبند سنگھ جی پٹنہ میں ہی تشریف فرما تھے آنند پور آئے ہی نہیں تھے اس صورت میں ان کا اپنے والد کو تلک اور زنار کی حفاظت میں جان لینے کے لئے تیار کرنا محض ایک افسانہ ہی کہا جائے گا۔ اب تو سکھ ودوانوں نے گورو جی کے آگرہ میں گرفتار ہونے کی بھی تردید کر دی ہے۔ ان کے نزدیک گورو جی آگرہ کی بجائے روپڑ میں گرفتار ہوئے تھے [۳]

سکھ مؤرخین نے یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ گورو جی جب دہلی گئے تو ان دنوں اورنگ زیب بادشاہ وہاں نہ تھا بلکہ وہ کابل کی مہم کے سلسلہ میں حسن ابدال کی طرف گیا ہوا تھا۔ جیسا کہ ایک سکھ ودوان کا بیان ہے کہ:۔

"ہمارے مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ جس وقت گورو جی کو گرفتار کر کے دہلی لایا گیا، اس وقت اورنگ زیب دہلی میں موجود تھا۔ اس سے گورو جی کی بات چیت ہوئی۔ یہ بات اس وقت کے ہم عصر مصنفین کی تحریروں سے ثابت نہیں ہوتی۔۔۔۔ وہ ۷، اپریل ۱۶۷۴ء کو پٹھانوں کو سر کرنے کے دہلی سے چل کر ۲۶ جولائی کو حسن ابدال پہنچا۔ یہاں اس نے وہاں کافی دیر قیام کیا ۲۳ دسمبر ۱۶۷۵ء (محرم ۱۰۸۶ الہجری) کو یہاں سے واپس لوٹا۔" [۴]

یعنی:۔

"اورنگ زیب اس وقت دہلی نہیں تھا۔" [۵]

ایک اور مقام پر یہی صاحب بیان کرتے ہیں کہ:۔

"اورنگ زیب ان دنوں کابل کی مہم کے باعث حسن ابدال پنجہ صاحب ٹھہرا ہوا تھا۔" [۶]

---

[۱] اکالی پترکا جالندھر ۸ مئی ۱۹۶۷ء [۲] اکالی پترکا جالندھر ۷ دسمبر ۱۹۶۶ء
[۳] اکالی پترکا ۸ مئی ۱۹۶۷ء [۴] گورمت لیکچر ۳۲۰
[۵] گورمت لیکچر ص ۳۲۳ [۶] گورمت فلاسفی ص ۲۹۱

ایک اور سکھ ودوان سردار امر سنگھ جی درسانجھ نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

"اورنگ زیب اس وقت راجدھانی میں نہیں تھا راولپنڈی کی طرف گیا ہوا تھا"۔ [1]

مشہور سکھ ہسٹورین سردار کرم سنگھ جی نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

"یہ بات قابل غور ہے کہ جس وقت ست گورو جی دہلی شہید ہوتے ہیں۔ اس سے بہت دیر پہلے اورنگ زیب حسن ابدال گیا ہوا تھا۔ یوسف زئی فساد کر بیٹھے تھے اور اورنگ زیب اپنی ساری فوج لے کر ان سے لڑ رہا تھا۔ اس وقت اس کا ہیڈکوارٹر حسن ابدال میں تھا ہمارے مؤرخین نے ست گورو کے ساتھ جو گفتگو بیان کی ہے اسے حرف بحرف درست ماننے کی ضرورت نہیں"۔ [2]

ایک اور سکھ ودوان کا بیان ہے کہ :-

"اورنگ زیب اس وقت دہلی میں نہیں تھا وہ تو اپریل ۱۶۷۴ء (بساکھ ۱۷۳۱) میں راولپنڈی کی طرف گیا تھا وہاں وہ دسمبر ۱۶۷۵ء (مگھر ۱۷۳۲ بکرمی) میں واپس آیا"۔ [3]

بعض سکھ ودوانوں کا خیال ہے کہ گورو جی نے تلک اور زنار کی حفاظت میں جان قربان کر دی تھی لیکن سکھوں میں ایسے محققین بھی موجود ہیں جن کے نزدیک یہ بات درست نہیں ہے۔ جیسا کہ ایک سکھ ودوان کا بیان ہے کہ :-

"ہائے یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ..... ہماری تحریریں ثابت کریں کہ قربانی تلک اور زنار کی خاطر ہوئی بھلا گورو گوبند سنگھ جی ایسا لکھ سکتے تھے؟ ہرگز نہیں"۔ [4]

ایک اور ودوان نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

"تلک جنجو راکھا پربھ تاکا ۔ کینو بڈو کلو میں ساکا
اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس زنار کا گورو نانک جی نے بچپن میں رد کیا تھا۔ اس زنار کی گورو تیغ بہادر نویں گورو نے حفاظت کی۔ کتنے اندھیر کی بات ہے ... اس سے بڑھ کر اندھیر گردی اور کیا ہو سکتی ہے؟" [5]

پس اس صورت میں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ ہندوؤں نے مشہور کیا ہے کہ گورو تیغ بہادر جی نے تلک اور زنار کی حفاظت میں جان دی تھی۔ حقیقت میں ایسا نہیں ہوا۔ سکھ ودوان اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ سکھ گورو صاحبان تلک اور زنار کے خلاف تھے بلکہ خود گورو تیغ بہادر صاحب سے متعلق ایک سکھ ودوان

---

[1] تیغ بہادر کے چلتر صفحہ ۴۶   [2] سردار کرم سنگھ ہسٹورین دی اتہاسک کھوج صفحہ ۴۹
[3] سکھ اتہاس صفحہ ۳۳۱   [4] دسم گرنتھ زنے صفحہ ۳۲
[5] رسالہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ مئی ۱۹۵۵ء۔

رقم طراز ہیں کہ :-

"گورو تیغ بہادر جی ہندوؤں کو سکھ بناتے تھے اور ان سے تلک اور زنار چھڑواتے تھے"۔ [1]

اس صورت میں یہ بات کچھ عجیب سی ہوگی کہ جس زنار اور تلک کے گورو صاحب موصوف خود بھی مخالف تھے اور لوگوں سے ان کا اختیار کرنا چھڑواتے تھے اسکی حفاظت میں اپنی جان قربان کر دی۔

اور پھر یہ بھی عجیب بات ہے کہ خود ہندوؤں کے بھی سکھ دھرم سے متعلق کوئی اچھے خیال نہ تھے۔ گورو امر داس جی کے خلاف ہندوؤں کا اکبر کے پاس مقدمہ کرنا کہ اس نے ہندو دھرم بگاڑ دیا ہے ایک تاریخی حقیقت ہے نیز بھائی منی سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ کشمیر کے سکھوں نے گورو گوبند سنگھ جی کے پاس یہ شکایت کی تھی کہ :-

"اے سچے پاتشاہ کشمیر کے پنڈت سکھوں کو گورو کی بانی پڑھنے نہیں دیتے اور کہتے ہیں کہ سنسکرت دیو بانی ہے اور بھاشا انسانی کلام ہے۔ اگر آپ نے ویدک دھرم کی رسومات ترک کر دیں تو ہم آپ سے کوئی تعلق نہیں رکھیں گے"۔ [2]

ایک اور صاحب بیان کرتے ہیں کہ :-

"ذات ابھمان ہندو مذہب نے اسے (یعنی سکھ دھرم کو) مارنے اور حکومت کی طاقت سے ختم کروانے کی سر توڑ کوشش کی۔ بیر بل، چندو، پہاڑی راجاؤں اور دیوان لکھپت رائے اور جسپت رائے کا نام اسی دشمنی کے سبب سے مشہور ہے"۔ [3]

یعنی :-

"ہندو ابھمانوں نے بھی سکھ دھرم کو سناتن دھرم کا دشمن سمجھ کر اس کے راستہ میں روکیں پیدا کیں"۔ [4]

پس جب یہ حقیقت خود سکھ ودوانوں کو مسلّم ہے کہ گورو جی تیغ بہادر تلک اور زنار کے سخت خلاف تھے اور لوگوں کو ان کے ترک کرنے کی تلقین کیا کرتے تھے اور خود کشمیر کے ہندو سکھ دھرم کے مخالف تھے اور سکھوں کو گوربانی کا پاٹھ کرنے سے روکا کرتے تھے۔ اس صورت میں کسی صاحب کا یہ کہنا کہ کشمیر کے پنڈت گورو صاحب کے پاس امداد کے لئے آئے تھے اور گورو گوبند سنگھ نے گورو صاحب کو ہندو دھرم کی خاطر جان دینے کی تلقین کی تھی۔ اور پھر گورو تیغ بہادر جی نے ان کے تلک اور زنار کی حفاظت میں اپنی جان دے دی تھی۔ یہ ایسی باتیں ہیں جن کی تغلیط خود سکھ محققین برملا کر رہے ہیں۔

جو لوگ بغیر کسی ثبوت کے گورو تیغ بہادر جی کا قتل اورنگ زیب کے سر تھوپتے ہیں ان میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں۔ جن کا یہ بیان ہے کہ :-

---

[1] رسالہ سنت سپاہی امرتسر دسمبر ۱۹۵۲ء، دسمبر ۱۹۶۲ء   [2] بھگت رتناولی صفحہ ۱۲۰ ساکھی ۸۹
[3] رسالہ سنت سپاہی امرتسر جون ۱۹۶۰ء   [4] رسالہ سنت سپاہی جنوری ۱۹۵۴ء

of RAM ROY who being supported by some persons of influence at the court of AURANGZEBE, an order was obtained for the imprisonment of the new priest. TEIG BAHADUR, after remaining in confinement at DELHI for the space of two years, was released at the entreaty of JAY SINGH, the powerful chief of JAYNAGAR, who was at that time proceeding to BENGAL on the service. government of the Sicque- (SIKH) accompanied his patron to BENGAL. whence he returned to the city of PATNA which became his usual place of abode. The records of the Sicques say that RAMRAY still maintained a claim to the priesthood

and that after a long series of virulent persecution, he accomplished the destruction of Teg Bahadur, who was conveyed to Delhi by an order of court, and in the year 1675, Public put to death. The formal execution of a person, against whom, the Siques say, no criminal charge was exhibited is so repugnant to the character and the actions of Aurangzebe,

that we are involuntarily led to charge the Sicques of a wilful misrepresentation of facts. injurious of the memory of the prince, and extravagantly partial to the cause of their priest. No document for the elucidation of this passage appearing in any of the memoris of HINDOSTAN that have reached my knowledge I am prevented from discovering the reality of the crime which subjected Teig Bahadur to capital Punishment.[1]

اس کے علاوہ تاریخ سے یہ امر بھی واضح ہے کہ گورو تیغ بہادر جی کے بہت سے مسلمانوں کے سا[illegible]
خوشگوار تعلقات تھے، ریاست پٹیالہ میں بہادر گڑھ کے قلعہ کے قریب گورو تیغ بہادر جی کا ایک تار[illegible]
گوردوارہ ہے یہاں گورو جی نے چند ماہ قیام کیا تھا۔ اور یہاں پر ایک مسلمان علی خان نے گورو جی [illegible]
بہت خدمت کی تھی۔[2] نیز سیف علی خان نام کے ایک مسلمان نے بھی گورو جی سے محبت بھرا سلوک کیا تھا۔[3]
اس کے علاوہ حسن پور کے ایک مسلمان شیر خان نے بھی آپ کی خوب دل کھول کر خدمت کی تھی بعد کو گورو [illegible]
گوبند سنگھ جی بھی وہاں تشریف لے گئے تھے اور انہوں نے ان مسلمانوں کو حکم نامہ بھی دیا تھا۔[4]
پٹنہ شہر کے قبرستان کے پاس ایک باغ ہے جسے آج کل گورو کا باغ کے نام سے موسوم کیا جا[illegible]
ہے یہ باغ پٹنہ کے قاضی صاحبان کی ملکیت تھا۔ جب گورو جی پٹنہ تشریف لائے۔ تو قاضی جی نے [illegible]
باغ گورو صاحب کی بھینٹ کر دیا تھا۔ اور آج تک گوردوارہ ہری پٹنہ صاحب کے نام ہی چلا آرہا ہے
سکھ مؤرخین نے تو یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب اورنگ زیب کی فوج نے آسام پر حملہ کیا تو گ[illegible]
تیغ بہادر جی بھی فوج میں شامل تھے گورو جی کی حکمت عملی سے یہ مہم کامیاب رہی تھی۔[6]

---

1 A Journey from Bengal to England P3.

٢ گوردھام دیدار ص ٣٥٠ ٣ گوردھام سنگرہ ص ١٩٣

٤ گوردھام دیدار ص ٣٥٠ ٥ گوردھام سنگرہ ص ١٨١

٦ تواریخ گورو خالصہ ص ١٢٣۔ گوردھام سنگرہ ص ٢٨٠ تواریخ گوردوارہ الصہ پٹنہ ص ٢٢٩

ان حالات اور واقعات کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ گورو تیغ بہادر جی سے مسلمانوں کو کوئی عداوت نہ تھی اور نہ گورو جی کے ہی دل میں مسلمانوں کے خلاف کوئی بغض یا عناد تھا۔ البتہ بعض شرارت پسند لوگ تھے جن میں گورو جی کے اپنے خاندان کے لوگ بھی شامل تھے گورو جی کے خلاف ضرور ریشہ دوانیاں کرتے تھے۔ اور اورنگ زیب نے ہر مرحلہ پر گورو صاحبان کے مفاد کا خیال رکھا تھا اور ان کے دشمنوں کی ایک بھی نہ چلنے دی تھی۔

۱۰۔ گورو گوبند سنگھ جی اور مسلمان!

سکھ تاریخ سے یہ امر واضح ہے کہ سری گورو گوبند سنگھ جی کی پیدائش آج سے تین صدیاں قبل پوہ سُدی سپتمی ۱۷۲۳ بکرمی (مطابق ۱۶۶۶ء) کو بہار کے مشہور و معروف شہر پٹنہ میں ہوئی تھی۔ گورو جی نے خود ہی اپنی جائے پیدائش کے بارہ میں یہ فرمایا ہے کہ:۔

تہی پرکاش ہمارا بھیئو پٹنہ شہر بکھے بھو لیئو [1]

آپ کے بزرگوار والد صاحب کا اسم گرامی گورو تیغ بہادر جی تھا جو سکھوں کے نویں گورو تھے اور آپ کی والدہ محترمہ کو ماتا گوجری کے نام سے یاد کیا جاتا تھا آپ اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے۔ سکھ مؤرخین نے آپ کے سوانحی حالات جس رنگ اور جس ڈھنگ سے بیان کئے ہیں۔ ان سے متعلق ایک سکھ ودوان اور بھارتی جی ایڈیٹر روزنامہ "نوائے ہندوستان" دہلی نے اپنے ایک مضمون میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"سکھ پنتھ میں جملہ قابل احترام گورو صاحبان میں سے صرف گورو گوبند سنگھ جی ہی ایسے گورو ہوئے ہیں جن کی ہر بات اور ہر حرکت سے متعلق سکھ مؤرخین میں اختلافات پائے جاتے ہیں۔ جس ڈھنگ سے آج تک آپ کے سوانحی حالات قلم بند کئے گئے ہیں اس کے مطابق ان کی تاریخ آج اس حالت کو پہنچ گئی ہے کہ جس سے گورو گوبند سنگھ جی جیسے تھے ویسے نہیں۔ بلکہ جیسے آج کل کے مؤرخ آپ کو پیش کرنا چاہتے ہیں ویسے ہی نظر آتے ہیں۔" [2]

اس صورت میں میرے ایسے کمزور غیر سکھ کا قلم اٹھانا اور کچھ لکھنا کوئی آسان کام

---

[1] دسم گرنتھ ص ۵۳

[2] ہفتہ روزہ پنتھ پرکاش دہلی بساکھی نمبر ۱۹۷۳ء نوائے ہندوستان بساکھی نمبر ۱۹۷۵ء

نہیں ہو سکتا۔ مگر میں یہ کوشش کروں گا کہ اس موضوع سے متعلق پراچین سکھ لٹریچر سے سکھ مسلم ایکتا اور اتحاد کے کچھ بکھرے ہوئے موتی ایک لڑی میں منسلک کر دوں۔ اسی بات کے پیش نظر میں نے اپنا سارا دار و مدار پراچین سکھ کتب پر رکھا ہے اور گورو جی کے مسلمانوں سے اور مسلمانوں کے گورو جی سے محبت اور پیار بھرے تعلقات سامنے لانے کی کوشش کی ہے۔ پراچین سکھ کتب کو میں نے اس لئے خاص طور پر مد نظر رکھنے کی کوشش کی ہے کہ میرے نزدیک دنیا کی ہر قوم اور ملت کا قیمتی خزانہ اس کا پراچین لٹریچر ہوتا ہے اپنے ذاتی نظریات کی بنا پر جا بجا اور رنگ میں نئے عقائد پر وضع کی گئی کہانیاں اور من گھڑت باتیں تاریخی واقعات قرار نہیں دیئے جا سکتے اور نہ وہ کسی تحقیق کی بنیاد بن سکتے ہیں اسی بات کے پیش نظر ایک سکھ ودوان ڈاکٹر گنڈا سنگھ جی نے یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"تاریخی تحقیق کا یہ اولین اصل ہے کہ کسی بات کی پڑتال کرتے وقت اس کے زیادہ سے زیادہ نزدیک جانے کی کوشش کی جائے"۔ [1]

یعنی:۔

یقینی فیصلہ صرف قابل اعتبار تاریخی شہادتوں سے ہی ہو سکتا ہے اور شہادتیں بھی وہ ہوں جو یا تو آنکھوں دیکھی ہوں یا آنکھوں دیکھنے والوں سے آپ براہ راست سن کر بتا سکیں۔ یا واقعات کے زمانہ کے زیادہ سے زیادہ نزدیک ہوں۔ [2]

ہم یہاں یہ بیان کر دینا بھی مناسب خیال کرتے ہیں کہ ہم نے یہ موضوع اس لئے چنا کہ ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ تمام نسل انسانی کا آپس میں میل و محبت سے رہنا اور زندگی بسر کرنا نیز ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں کام آنا اور مدد کرنا اولین فرض ہے اس کے ذریعہ ہی تمام دنیا میں دائمی امن اور آشتی کا قیام عمل میں آ سکتا ہے۔ اور تمام دنیا کی الگ الگ جاتیوں، علیحدہ علیحدہ دھرموں اور مختلف فرقوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی ایک پریت لڑی بن سکتی ہے اور "سبھی ایہہ لوک سکھیئے پرلوک سہیلے" کے مقام کو حاصل کر کے اپنی دین و دنیا سنوار سکتے ہیں باہمی نفرت، بغض، عداوت اور دشمنی گناہ ہے اور جس قوم میں یہ گھن پیدا ہو جائے اسے کھوکھلا کر کے رکھ دیتا ہے اور وہ ترقی کے میدان میں دوسری قوموں سے پیچھے ہی نہیں رہ جاتی بلکہ اس کی ہستی بھی خطرے میں پڑ جاتی ہے اور اس کا وجود عدم وجود کے برابر ہو جاتا ہے جتنے بھی انبیاء علیہم السلام اس دنیا میں وقتاً فوقتاً تشریف لائے۔ ان سب کا نصب العین ایک ہی تھا۔ اور وہ تھا اپنے پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ سے تعلق اور اس کی مخلوق سے

---

[1] سکھ اتہاس بارے ص ۵۴ [2] سکھ اتہاس دل ص ۴۹

حقیقی الفت اور محبت اسی وجہ سے انہوں نے اپنے پاکیزہ عمل سے اور مقدس اقوال سے محبت کا پرچار کرنے میں دن رات ایک کر دیا۔ اسی بات کے پیش نظر سری گورو گرنتھ صاحب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ۔

سنت سپائی پریم کے ہوں تن گے لاگاں پائے
من پہ بھ کیوں سکھ پائیے ودجی نا ہیں جائے [۱]

اور صاحب سری گوبند سنگھ جی نے دھڑلے سے یہ اعلان کیا ہے کہ :۔

ساچ کہوں سن لیہو سبھے جن پریم کیو تن ہی پربھ پائیو [۲]

ایک اور مقام پر آپ نے فرمایا ہے کہ :۔

انتر کی رچ کے ہر سیوں جبہ ہیت کیو تن ہوں ہر پائیو [۳]

اس سلسلہ میں گورو صاحب کا یہ ارشاد بھی ہے کہ :۔

بھا کھت ہیں کب سنت سنو جبہ پریم کیو تن سرکا پتہ پائے [۴]

رہت نامہ بھائی نند لال جی میں گورو گوبند سنگھ جی کا یہ قول درج ہے کہ :۔

خلق خالق کی جان کے خلق دکھاوے نا ہیں خلق دکھے نند لال جی خالق کو پے تا ہیں [۵]

سری گورو نانک جی نے اس سلسلہ میں یہ فرمایا ہے کہ :۔

جتھے جائے بہیئے بھلا کہیئے جھبول امرت پیجے
گناں کا ہووے واسلا کڈھ واس لیجے [۶]

گورو جی نے اپنے اس پوتر شبد میں باہمی محبت سدائی امن و آشتی اور حقیقی اتحاد کے قیام کا یہ سنہری اصول پیش کیا ہے کہ ایک دوسرے کی خوبیاں مدنظر رکھی جائیں اور عیوب اور برائیاں نظر انداز کر دی جائیں۔ اس کی تشریح میں گورو صاحب نے "جتھے جائیے بہیئے بھلا کہیئے" فرمایا ہے۔ اور اس بھلا کہنے کا نتیجہ "جھبول امرت پیجے" بیان کیا ہے۔ سری گورو جی کے نزدیک ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے سے فساد برپا ہوتا ہے چنانچہ گورو صاحب نے خود ہی دوسرے مقام پر فرمایا ہے

"مندا کسے نہ آکھ جھگڑا پاؤنا" [۷]

پس الگ الگ جاتیوں اور علیحدہ علیحدہ دھرموں سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں ایکتا۔

---

[۱] گورو گرنتھ صاحب راگ ماجھ محلہ ۵ صفحہ ۱۳۵
[۲] سری دسم گرنتھ صفحہ ۱۳
[۳] سری دسم گرنتھ صفحہ ۵۱۳
[۴] سری دسم گرنتھ صفحہ ۵۱۳
[۵] رہت نامہ بھائی نند لال
[۶] گورو گرنتھ صاحب راگ سوہی محلہ ۱ صفحہ ۷۶۶
[۷] گورو گرنتھ صاحب وارڈ ہنس۔ محلہ ۱۔ صفحہ ۵۶۶

اتحاد۔ یگانگت پیدا کرنے کا یہی ایک سنہری اصول ہے کہ ایک دوسری قوم کے برگزیدہ اور خدا رسیدہ لوگوں کو صدق دل سے اپنا یا جائے۔ باقی رہا ایک دوسری قوم کے لوگوں کے عیوب تلاش کرنا اور برائیاں ڈھونڈنا اس بارہ میں کوئی بھی قوم سینہ پر ہاتھ رکھ کر یہ دعویٰ نہیں کر سکتی اس میں سو فیصدی لوگ نیک گزرے ہیں۔ اور اس میں ایک بھی برا نہیں۔ جب ہم اس بات کے پیش نظر دنیا کی مختلف اقوام کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو روز آفرینش سے اب تک ہمیں ایک بھی ملک یا قوم ایسی نظر نہیں آتی جس میں سو فیصدی لوگ برگزیدہ اور خدا رسیدہ ہوں اور کوئی بھی بدکردار یا بدچلن نہ ہو۔ اگر ہندوؤں کو اس بات کا فخر ہے کہ ان میں راجہ ہری چند ایسے دانی۔ ہر پلاد ایسے بھگت سری رام چندر جی ایسے مریادہ پرشوتم۔ سری کرشن جی ایسے یوگی راج۔ بھیشم پتاما ایسے قول کے پکے۔ یدھشٹر ایسے دھرم پتر دروناچاریہ ایسے گیوں وے اور ارجن ایسے بہادر ہوئے ہیں تو اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ہرناکھش ایسے اتیا چاری۔ راون ایسے ظالم۔ کنس ایسے سنگدل۔ دریودھن ایسے متکبر اور دشاسن ایسے گندے۔ نیز دوسرے بزرگوں کی پگڑیاں اچھالنے والے جھگڑا باز بھی متعدد قوم کا ہی حصہ تھے۔ کیا کسی عقل خوردہ انسان کا ان ظالموں۔ سنگدلوں متکبروں اور جھگڑا بازوں کے برے کردار کو مد نظر رکھ کر ساری کی ساری ہندو قوم کو کوسنا اور بدنام کرنا یا ان کی بنا پر ویدک دھرم کو مطعون کرنا کہ اس میں ایسے گندے اور واہیات لوگ پیدا ہوئے ہیں درست طریق ہوگا! ہمارے نزدیک تو یہ بہت بڑی زیادتی اور ظلم ہوگا کیونکہ اس سے بڑھ کر اور کوئی خباثت نہیں کہ کسی قوم کے برے لوگوں کے کردار کو مد نظر رکھ کر ساری کی ساری قوم کو ہی پانی پی پی کر کوسا جائے اور ان کے برگزیدہ اور خدا رسیدہ لوگوں کو سرے سے نظر انداز کر دیا جائے اس کا لازمی نتیجہ باہمی نفرت بغض اور عناد ہوگا۔ اس طرح لوگ ایک دوسرے کے قریب آنے کی بجائے دور سے دور ہوتے چلے جائیں گے۔

اسی طرح اگر ہمارے سکھ بھائیوں کو اس بات پر خوشی ہے کہ ان کے گوروؤں کی لڑی میں گورو نانک جی ایسے نرنکاری۔ گورو انگد اور گورو امرداس جی ایسے سیوا کے پتلے۔ گورو رام داس جی ایسے سودھی سلطان۔ گورو ارجن ایسے متحمل اور بردبار۔ گورو ہرگوبند جی ایسے کھڑگ دھاری اور سری گورو ہر رائے ایسے سنجیدہ اور متین اور گورو ہرکشن ایسے دانا۔ اور گورو تیغ بہادر جی ایسے عبادت گزار اور گورو گوبند سنگھ جی ایسے تیغ کے دھنی ہوئے ہیں تو انہیں یہ بات بھی مد نظر رکھنے کی ضرورت ہے کہ سری داتو جی اور واسو جی ایسے شریر۔ سری پرتھی چند جی ایسے کینے۔ سری دھیر مل ایسے جھگڑالو اور رام رائے ایسے لڑکے وہ بھی گورو گھر کے ہی چشم و چراغ تھے اور ان کی تعلیم و تربیت بھی سکھ گورو صاحبان کے گھروں میں ہوئی تھی۔ اور انہوں نے بھی سکھ گورو صاحبان کی قابل احترام بیویوں کی گود میں پرورش پائی تھی۔ لیکن اب

ان لوگوں اور ان کے عقیدت مندوں سے کسی قسم کا کوئی تعلق رکھنا ایک سچے سکھ کو گورو گھر سے بے مکھ کر دینے کے برابر سمجھا جاتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص ان لوگوں کے برے کردار کو مدنظر رکھ کر گورو گھر کو پانی پی پی کر کوسنا شروع کر دے یا ساری کی ساری سکھ قوم کو برا بھلا کہنا اپنا مقصد حیات بنا لے تو اس کا یہ طریق سوجھوان دنیا میں کبھی قابل تعریف نہ سمجھا جائے گا۔

یہی حال ہم مسلمانوں کا ہے۔ اسلام کی تاریخ شاہد ہے کہ اس میں بے شمار خدا رسیدہ لوگ گزرے ہیں جنہوں نے اپنے پیارے ہادی پیغمبر خدا۔ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ سے حصہ پاکر نیکی اور تقوی کو اس کے آخری درجہ تک پہنچا دیا۔ اسی طرح یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہم مسلمانوں میں بھی گندے اور مندے لوگوں کی کوئی کمی نہیں۔ اگر ہم مسلمان سر اونچا کر کے حضرت امام حسین کی شہادت پر فخر کرتے ہیں اور لوگوں کو کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین ...... اسلام کے زبردست ہیرو تھے اور اپنی گردن کربلا کے میدان میں کٹوا دی مگر اصول کو نہ چھوڑا۔ تو یزید پلید ایسا گندا اور خبیث فطرت انسان بھی مسلمانوں کے گھر میں ہی پیدا ہوا جس نے سچائی پر ثابت قدم حضرت امام حسین کے خون میں اپنے ہاتھ رنگے اور ابدی لعنتیں خریدیں۔

پس کسی غیر کا یزیدی صفت لوگوں کے کردار کو مدنظر رکھ کر سب کے سب مسلمانوں کو کوسنا یا بدنام کرنا کسی طرح بھی مناسب نہ ہوگا۔ اس طرح نفرت اور عداوت ہی بڑھے گی اور کوئی نفع حاصل نہ ہوگا ایک سکھ ودوان نے اسبارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:-

> "مسلمانوں کے خلاف سکھوں کا غصہ اسی وجہ سے ہے اور اسی سبب سے ناواقف اور بے پڑھے لکھے لوگ اس لئے جوش میں آکر مسلمانوں کو ترک اور دیگر قابل نفرت الفاظ سے یاد کرتے ہیں مسلمانوں کے خلاف بے سمجھ پرچارک ہمیشہ نفرت بھرا پرچار کرتے ہیں کئی قسم کی سچی جھوٹی بھی من گھڑت کہانیاں سنا کر جلتی پر تیل ڈالنے والا کام کرتے ہیں۔
>
> ضرورت اسی بات کی ہے کہ اس نفرت کو دور کیا جائے۔ اگر فرض کے طور پر یہ مان بھی لیا جائے کہ گورو ارجن دیو جی اور گورو تیغ بہادر جی کو ظالم مغل بادشاہوں نے شہید کر دیا تھا تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ سب کے سب مسلمان ہی ظالم تھے۔ یہ کتنی بے انصافی کی بات ہے کہ یہ ہی جھوٹی اور من گھڑت باتوں کو سن کر صدیوں سے ہر ایک دوسرے کے دشمن بنے ہوئے ہیں"۔[1]

اس حقیقت سے کسی بھی شخص کو انکار نہیں ہو سکتا کہ ہر ایک جاتی اور ملک میں اچھے اور برے لوگ

اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے ہمارا فائدہ اسی میں ہے کہ ہم سانجھ کریں گن کی یعنی چھوڑ اوگن چلئے کے پاکیزہ اصول کو مدنظر رکھ کر برے لوگوں کی برائی کی طرف کوئی توجہ نہ دیں اور نہ ان کی بنا پر کسی سب کی سب قوم کو جن میں سے کہ وہ ہوتے ہیں پانی پی پی کر کوسیں۔ بلکہ ہر قوم کے بھلے لوگوں اور برگزیدہ بندوں کی بھلائی اور پاکیزگی کو ہی پیش نظر رکھیں۔ اس طرح ہم سب ایک دوسرے کے قریب ہو کر دائمی امن اور آشتی پیدا کرنے کا موجب ہوں گے

پس ہمارے کام کسی کی بھلائی یا برائی نہیں آ سکتی ہمارے اپنے اعمال ہی کام آئیں گے ہم بیت چکے اچھے یا برے واقعات سے تلقین ہی حاصل کر سکتے ہیں اور مستقبل نہیں سنوار سکتے ہیں کہ ہم کسی بری مثال کو سب کی سب قوم کی طرف منسوب کرنے سے پرہیز کریں۔ ایک سکھ ودوان نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:-

> "کوئی قوم سب کی سب بری نہیں اور سب کی سب اچھی نہیں ہر ایک قوم میں اچھے اور برے عقلمند اور بیوقوف ظالم اور مظلوم آدمی ہوتے ہیں۔ ایک شخص کی نیکی سے ساری قوم نیک نہیں ہو جاتی اور ایک آدمی کی برائی سے سب کو برا نہیں کہا جا سکتا"۔[1]

گورو گرنتھ صاحب میں اس سلسلہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ:-

> اپنا کرے سو اپنا پائے ؁ کوئی نہ پکڑیئے کسے تھائے[2]

گورو گرنتھ صاحب کی اس پاکیزہ تعلیم کو مدنظر رکھ کر ایک سکھ ودوان یہ لکھتا ہے کہ:

> "لوگوں کو سوراج مل رہا ہے...... وہ پالیسیاں طلب کر رہے ہیں پروگرام چاہتے ہیں۔ وہ پانسو سال گزرے کسی مسلم بادشاہ کے ظلموں کو یاد کر کے اپنے مسلمان ساتھیوں سے ناراض نہیں رہ سکتے۔ انہیں علم ہو چکا ہے کہ بادشاہ اور سرمایہ دار خواہ ہندو ہوں اور خواہ مسلمان دونوں ایک جیسے لوگوں کے دشمن ہوتے ہیں"[3]

ایک اور جگہ سردار صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ:-

> "وہ اتہاس نہ پڑھیں۔ جو تمہارے دلوں میں دوسروں کے لئے نفرت پیدا کرتا ہے۔ وہ یادیں بھلا دیں۔ وہ کہانیاں نظر انداز کر دیں جو دشمنوں کو تازہ رکھتی ہیں جو تمہارے ہمسایہ کو تمہارا دشمن بناتی ہیں"۔[4]

یعنی:- "جو چیز۔ جو عمارت۔ جو عقیدہ۔ ہمیں آپس میں لڑاتا ہے۔ اور ایک دوسرے کے لئے برے جذبات پیدا کرتا ہے وہ ہمارے فائدے کا حصہ نہیں ہو سکتا"۔[5]

١؎ پھلواڑی - جنوری ١٩٣٥ء
٢؎ گورو گرنتھ صاحب - آسا محلہ ۵ ص ٤٠٦
٣؎ پریت لڑی دسمبر ٤٥ ١١ء
٤؎ پریت لڑی اگست ١٩٣٠ء
٥؎ پریت لڑی دسمبر ١٩٣٧ء

گورو گوبند سنگھ جی اور مسلمان!

جب ہم سری گورو گوبند سنگھ جی اور مسلمان" کے موضوع پر غور کرنے کے لئے سکھ کتب کی ورق گردانی کرتے ہیں تو ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ ہمارے سکھ دوستوں کے موجودہ وِدوانوں کی ایک خاصی تعداد جن میں بہت سے سائنسدان۔ ڈاکٹر۔ ایم اے۔ پی ایچ ڈی اور ہسٹورین کہلانے والے بھی شامل ہیں یہ خیال کرتی ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی اسلام کو ایک غیر ملکی مذہب اور مسلمانوں کو ایک بدیشی جاتی سمجھتے تھے[1] اور ان کا اصل مشن بھارت سے مسلمانوں کا خاتمہ تھا۔ اسی لئے آپ نے تلوار اٹھا کر اس زمانہ کی مسلم حکومت سے ٹکر لی۔ ایسے نظریات کے حامل لوگ سکھ کتب سے بعض ایسے حوالہ جات پیش کرنے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ ہمارے وہ دوست جو ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک غیر ملکی قوم سمجھتے ہیں وہ گورو گوبند سنگھ جی کو مسلمانوں کا دشمن ثابت کرنے کی غرض سے گورو صاحب موصوف کے مونہہ سے یہاں تک کہلوانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ:۔

"MOHAMMADANS ARE MY ENEMIES I HAVE LIFTED UP MY SWORD TO KILL THEM. THOSE WHO ARE THEIR ARE NOT MINE AND THOSE WHO ARE MINE ARE NOT THEIR."[2]

---

[1] مشہور ہندو لیڈر لالہ لاجپت رائے جی نے ایک مرتبہ یہ بیان کیا تھا کہ:۔
"انگریزی حکومت ہندوستان میں سب سے پہلی غیر ملکی حکومت ہے ... مسلمان حکمرانوں نے ہندوستان کو اپنا گھر بنا لیا تھا ..... اسی کو اپنا وطن تصور کیا تھا (ملاپ ۱۵ اپریل ۱۹۲۲ء)
پنڈت مدن موہن مالویہ جی نے ایک مرتبہ بھارت کے مسلمان بادشاہوں سے متعلق یہ رائے ظاہر کی تھی:۔
"مسلمان حکمرانوں نے ہندوستان کو اپنا وطن بنا لیا تھا اور ہندوستان کے حکمران ہندوستان کے فرزند تھے" (پرتاپ ۸ جنوری ۱۹۲۸ء)
ایک اور وِدوان نے لکھا ہے کہ:
سیاسی اور مالی نقطۂ نگاہ سے مسلمانوں کی حکومت اتنی ہی دیسی تھی جتنی کہ ہندوؤں کی" (بھارت درشن صفحہ ۹۱)
اس سے ثابت ہے کہ بہت سے سوجھوان اور وِدوان ہندوؤں کے نزدیک بھی بھارت میں مسلمانوں کی حکومت غیر ملکی حکومت نہ تھی۔ بلکہ وہ ایک سودیشی راج ہی تھا۔ اور مسلمان بھارت کو اپنا وطن عزیز اور گھر تصور کرتے تھے ان کا مرنا جینا اسی ملک سے وابستہ تھا۔

[2] ساکھی بک صفحہ ۸۵ (SAKHI BOOK. P. 85)

یعنی:۔

"ہمارے دشمن ترک (مسلمان) ہیں۔ ہم نے تلوار اس لئے اٹھائی ہے جو ان کا ہے وہ میرا نہیں۔ جو میرا ہے وہ ان کا نہیں"۔[1]

اسی طرح مسلمانوں کی حکومت کے بارہ میں گورو صاحب کی زبان سے دنیا کی پوجا کرتے ہوئے یہاں تک کہلوایا گیا ہے کہ:۔

دیہو برمات پنتھ اپاؤں ٭ ترک راج کو بیج مٹا دؤں[2]

مشہور سکھ بزرگ بھائی ویر سنگھ جی نے بھائی سنتوکھ سنگھ جی کے اس بیان سے متعلق یہ رائے پیش کی ہے کہ:۔

"بقول کوی جی گورو جی کو پنتھ چلانے کا شوق ہے اور دیوی ماتا سے آپ بر طلب کر رہے ہیں اس طرح کہنے سے بچیتر ناٹک کے قول سے تضاد پیدا ہو گیا دونوں میں سے گورو جی کا اپنا قول ہی مستند ہے۔ اس لئے یہاں بیان کردہ بات غلط ہے"۔[3]

اس سے واضح ہے کہ بھائی ویر سنگھ جی کے نزدیک سری گورو گوبند جی سے متعلق بھائی سنتوکھ سنگھ جی کا یہ لکھنا کہ گورو جی نے دیوی سے یہ بر طلب کیا تھا کہ میں ایسا پنتھ جاری کروں جو مسلمانوں کا بیج (اقتدار) ختم کر دے گورو جی کی اپنی بیان کردہ بانی کے سراسر خلاف ہے۔

جب ہم سری گوبند سنگھ جی کا اپنا بیان کردہ کلام پڑھتے ہیں تو بھارت میں قائم ہوئی مسلمانوں کی حکومت سے متعلق ان کا یہ ارشاد ہمارے سامنے آتا ہے:۔

آپ کرے پرمیشر سو کر	بابے کے بابر کے دوؤ
دلی پت ان کو انوانو	دین شاہ ان کو پہچانو
تن تے گہہ بابر کے لے ہیں	جو بابے کے دام نہ دے ہیں
ہن ہے لیں گرہ موش بنائے[4]	دے دے تن کو بڑی سزائے

ایک سکھ وِدوان جی نے اسی کی بنا پر یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"سری گورو نانک جی سے لے کر اب تک ہندوستان میں دو تخت چلے آ رہے ہیں دنیاوی اور روحانی۔ دنیا دی تخت کا پہلا مالک بابر تھا اور روحانی تخت کا گورو نانک دیو سے تخت کو بابر کیاں کا تخت اور روحانی تخت کو بابا جی کا تخت کہا گیا"۔[5]

---

[1] سری ساکھی۔ ساکھی ۴۴
[2] گورپرتاپ سورج گرنتھ سمپادت ۱۹۵۹ء
[3] گورپرتاپ سورج۔ رت ۲۔ انسو یکم
[4] سری دسم گرنتھ صفحہ ۶۲
[5] گورمت سپو کاشی صفحہ ۹۷

سکھ ودوان یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ ان دنوں سکھ گورو صاحبان اور سکھ اس کے وقت روزانہ یہی کہا کرتے تھے کہ "راجہ راج کرے پرجا سکھی وسے" چنانچہ بھائی ویر سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ:-

"گورو صاحبان کے زمانہ سے ہم ارداس کرتے ہیں "راجہ راج کرے پرجا سکھی وسے" ہر سکھ روزانہ اپنی ارداس میں یہ فقرہ پڑھتا ہے اور گورو صاحبان کے زمانہ سے آج تک پڑھتا ہے اب بتاؤ کوئی باغی کہہ سکتا ہے؟ اس ارداس کا مقصد یہ ہے کہ ہم نے سب کا بھلا چاہنا ہے" ١؎

الغرض مغلیہ دور میں سکھ گورو صاحبان اور جملہ سکھ صاحبان کا "راجہ راج کرے پرجا سکھی رہے" کی ارداس کرنا اس بات کی بین دلیل ہے کہ کوئی بھی سکھ گورو مغلیہ سلطنت کا مخالف یا باغی نہیں تھا۔ لیکن اس کے باوجود عام لوگوں کا تو ذکر ہی کیا۔ بڑے بڑے عالم اور فاضل لوگوں کا یہی نظریہ ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی کا مشن مذہبی اور سیاسی طور پر اسلام کے خلاف تھا۔ جیسا کہ گوردوارہ ٹربیونل کے ایک فاضل جج نے اپنے ایک فیصلے "اداسی سکھ نہیں" میں لکھا ہے کہ:-

"گورو گوبند سنگھ جی نے گورو ہرگوبند جی کے بیان کردہ نظریات کا پرچار کرتے ہوئے اپنے آندولن کو سیاسی، فوجی اور اسلام کے خلاف بن گیا!" ٢؎

سکھ تاریخ اس بات کی تائید نہیں کرتی اگر فی الحقیقت گورو جی کا مشن اسلام کے خلاف تھا اور آپ ہندوستان سے مسلمانوں کے خاتمہ کے خواہاں تھے تو اس صورت میں آپ کبھی بھی مسلمانوں کا تعاون حاصل نہ کر سکتے۔ اور یہ بات ایک اور ایک دو کی طرح ثابت ہے کہ مسلمانوں نے گورو جی کی اس کٹھن اور نازک وقت میں مدد کی جب کہ گورو جی کے اپنے بھی بیگانے ہو گئے تھے یہی وجہ ہے کہ سکھوں میں ایسے ودوانوں کی بھی کمی نہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ سری گورو گوبند جی اسلام یا اس وقت کے مسلمان حکمران یا مسلمان افسران کے دشمن نہیں تھے۔ اور نہ انہوں نے مسلمان حکومت کے خلاف بغاوت کا علم بلند کیا ہوا تھا جیسا کہ ایک سکھ ودوان سردار ہردت سنگھ بادھولہ ایم اے پی ایچ ڈی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:-

"بعض لوگوں کا خیال ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی کا اپنے زمانہ کی اسلامی حکومت اور مسلمان حکمرانوں سے جھگڑا تھا۔ اس لئے انہوں نے مسلمان سرکاری حکام کے خلاف بغاوت کا علم بلند کیا تھا یہ بات اتنی ہی سچی ہے جتنی کہ ایک غپ" ٣؎

١؎ سری کلغی دھر چمتکار ص ١١٢٥ ٢؎ اداسی سکھ نہیں ص ٢٦

٣؎ خالصہ سیوک امرتسر ٩ رجنوری ١٩٣٧ء

مشہور اکالی لیڈر ماسٹر تارا سنگھ جی نے ایک مرتبہ یہ لکھا تھا:-

"گورو گوبند سنگھ جی اورنگ زیب کو چٹھی لکھی تھی اس میں لکھا تھا کہ میری مسلمانوں سے دشمنی نہیں ہے اور نہ تیرے ساتھ ہے۔" ١؎

الغرض گورو گوبند سنگھ جی اورنگ زیب یا مسلمانوں کے دشمن نہ تھے جس بزرگ انسان کا نصب العین ایک ہی سروپ سمجھے ایک جوت جاننا تھا۔ اسے کسی کا دشمن کسی کا دوست کیونکر کہا جا سکتا ہے جب کہ اس نے اپنے سے پہلے گزر چکے بزرگوں کا بھی یہ اپدیش پڑھا ہوا تھا

سب کو میت ہم آپن کینا ٭ ہم سبھنا کے ساجن ٢؎

یہ تو ان تنگ خیال اور تنگ دل لوگوں کی پھیلائی ہوئی باتیں ہیں جن کا مقصد حیات ہی ایک دوسرے کو بدنام کرنا اور جن سے متعلق گورو نانک جی کا یہ ارشاد ہے کہ:-

متھے ٹکا تیڑ دھوتی کما کھائی ٭ ہتھ چھری جگت قصائی ٣؎

ہمارے نزدیک گورو گوبند سنگھ جی کو اسلام یا مسلمانوں کا دشمن سمجھنا حقیقت کے سراسر خلاف ہے البتہ جن لوگوں کے اپنے دلوں میں اسلام یا مسلمانوں سے متعلق بغض اور عناد تھا ان کی طرف سے یہ ناکام کوشش ہوئی ہے کہ گورو جی کو مسلمانوں کا دشمن ثابت کیا جائے اور سکھ مسلم منافرت کا بیج بو یا جائے۔ بھارت کے مشہور روزنامہ ملاپ کے ایڈیٹر رنبیر جی نے اپنے ایک مضمون میں اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:-

"سکھوں کے معاملہ میں عام طور پر اور گورو گوبند سنگھ جی کے معاملہ میں خاص طور پر یہ ایک غلط خیال ان لوگوں نے پھیلایا ہے۔ جو یقینی طور پر اس ملک کے دشمن تھے اور جنہیں اپنی بھلائی صرف اسی میں نظر آئی تھی کہ اس ملک کے باشندوں کو آپس میں لڑوا یا جائے۔ یہ خود غرض لوگ تھے وہ مغربی حکمران جو ڈیڑھ سو سال تک اس ملک کی دولت لوٹتے رہے تھوڑی تعداد میں ہونے کے باوجود کروڑوں لوگوں پر حکومت کرتے رہے اور ان کا پھیلایا ہوا خیال یہ ہے کہ سکھ دھرم سکھ پنتھ یا سکھ گورو مسلمانوں کے دشمن تھے مسلمانوں کے ظلم کو ختم کرنے کے لئے خالصہ کا جنم ہوا اور مسلمانوں کے اثر و اقتدار کو ختم کرنے کے لئے گورو گوبند سنگھ جی نے اپنی کرپان اٹھا کر "دیگ تیغ" کا نعرہ لگایا تھا.... اس خیال کا دوسرا فقرہ یہ ہے کہ مسلمان سکھوں کے دشمن تھے اور انہیں اپنا دشمن تصور کرتے

١؎ رسالہ سنت سپاہی امرتسر اگست ١٩٤٦ء ٢؎ گورو گرنتھ صاحب راگ دھناسری محلہ ٥ ص ٦٧١

٣؎ گورو گرنتھ صاحب راگ آسا کی وار سلوک محلہ ١ ص ٤٧١

تھے۔ میں یہ دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ خیال ... . سراسر غلط ہے۔

یورپین مورخوں ودوانوں اور سیاستدانوں نے ایک طے شدہ پروگرام کے مطابق کوشش کی کہ اس ملک میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو ایک دوسرے سے الگ کر کے سِکھاوی اور پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو۔ کو عملی جامہ پہنایا جائے"[1]

مشہور سکھ ودوان ڈاکٹر گنڈا سنگھ جی نے شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کی طرف سے بلائے گئے پہلے سکھ ہسٹری سیمینار میں جس کی صدارت علی گڑھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر طیب جی نے کی تھی سکھ تاریخ سے متعلق ایک نہایت شاندار مضمون پڑھا تھا اس میں آپ نے یہ حقیقت بیان کی تھی کہ:۔

"ہماری ایک مشکل یہ بھی ہے کہ سکھوں اور سکھ تاریخ کو عام لوگوں نے ہی نہیں بلکہ مؤرخین نے بھی صحیح نہیں سمجھا جو بھی سکھ تاریخ پر قلم اٹھاتا ہے وہ دل میں یہ نکتہ متعین کر کے آغاز کرتا ہے کہ سکھوں اور مسلمانوں کی روزِ اوّل سے ہی دشمنی ہے۔ یہ ایک بہت بڑی غلطی ہے اس بارہ میں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ سیاسی یا پالیٹکس کے میدان میں سکھوں اور مسلمانوں میں خواہ اختلاف اور مخالفت ہوئی ہے ...... یہ مخالفت کبھی بھی مذہبی یا دھارمک ورودھ نہیں تھا"[2]

ڈاکٹر گنڈا سنگھ جی نے جو کچھ بیان کیا ہے ہم اس کی تائید کرتے ہیں۔ ہم یہ بات بڑے افسوس کے ساتھ بیان کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں کہ بعض بزرگ تسلیم کئے جاتے سکھ مؤرخین نے بھی اس بارہ میں ایسی ٹھوکر کھائی ہے کہ وہ جہالت کے گڑھے میں جا گرے ہیں چنانچہ انہوں نے یہاں تک بیان کرنے کی جسارت کی ہے کہ:۔

گورو گوبند سنگھ من غصہ آیا ٭ ترک ناش ہت پنتھ اپایا[3]
پنتھ ترکن کو ایسے میل ٭ بارود اگن سوں جیسے کھیل[4]

ایک اور بزرگ سکھ مؤرخ نے لکھا ہے کہ:۔

سنگھ سوئی جو ترکاں نوں گالے[5]

مشہور سکھ لیڈر سنت فتح سنگھ جی نے اس قسم کی باتوں کے پیشِ نظر یہ بیان کیا ہے کہ:۔

---

۱ ہفت روزہ گرجا دہلی ۲ فروری ۱۹۶۷ء
۲ رسالہ گورمت پرکاش امرت سر مئی ۱۹۶۲ء روزنامہ اکالی پترکا جالندھر ۲۸ مارچ ۱۹۶۲ء دنوں وردام ۲ فروری ۱۹۶۷ء
۳ پراچین پنتھ پرکاش ص ۲۵ ۴ پراچین پنتھ پرکاش ص ۱۹۶
۵ گوردھام سنگرہ ص ۲۵

"یہ احکام سارے اسلام سے متعلق نہیں بلکہ ظالم لوگوں کے خلاف تھے ابھی ہارائے کو حکم نامہ بخشا تھا۔ اور مالیر کوٹلہ کے شیر خان وغیرہ کو انہیں دکھا ہے اور اس کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ پیر بدھو شاہ ان کا اپنا پیارا تھا غنی خان نبی خان آپ کے پلنگ کو اٹھا کر لائے تھے...... بہادر شاہ کی مدد کی تھی اور تارا اعظم کو مارا تھا۔ بہادر شاہ آپ کا مخلص تھا... آپ ظلم کے خلاف تھے انہوں نے ظالم ہندو راجاؤں کے خلاف بھی جنگ کیے۔"[1]

اس کے علاوہ ایک سکھ ودوان رقمطراز ہیں کہ:۔

"سکھ تحریک کو ہمیشہ ہی مسلمانوں کا بہت بڑا تعاون حاصل رہا ہے بابا فرید کی بانی کا گورو گرنتھ صاحب میں درج کیا جانا حضرت میاں میرؒ کا گورو ارجن جی کا ساتھ دینا۔ اور گوبند سنگھ جی کے لئے مسلمانوں کا قربانیاں کرنا اسی بات کی دلیل ہے"[2]

ایک اور سکھ ودوان نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"سکھ دھرم اور اسلام کی کبھی بھی کسی پڑاؤ پر ٹکر نہیں ہوئی ... اگر بنیادی سوال اسلام کا ہوتا تو ان انوال کے کوئی معنے باقی نہیں رہ سکتے:

اوّل اللہ نور اپایا قدرت کے سب بندے ٭ مسلمان کہاون مشکل جاں ہوئے تاں مسلمان کہاوے"[3]

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ بعض سکھ گورو صاحبان یا سکھ بزرگوں کو اسلام مذہب قبول نہ کرنے کی وجہ سے بڑے بڑے دکھ اٹھانے پڑے تھے بلکہ انہیں جانیں قربان کرنے کی ضرورت پیش آئی تھی۔ مسلمان انہیں زبردستی اسلام میں داخل کرنے کے خواہاں تھے لیکن وہ کسی قیمت پر بھی اسلام قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ اسی وجہ سے انہیں اپنی جانوں سے ہاتھ دھونے پڑے۔ چنانچہ اس مسئلہ پر رائے زنی کرتے ہوئے ایک سکھ ودوان سردار جیت سنگھ جی ایم۔ اے یہ حقیقت بیان کی ہے کہ:۔

"گورو گوبند سنگھ جی جہاں ایک مذہبی بزرگ ہوئے ہیں، وہاں وہ ملک کے سچے سپوت اور قوم پرست سپاہی بھی تھے انہوں نے اپنا باپ قربان کیا۔ ماتا گجری کی، چاروں صاحبزادوں کو قربان کیا، کس لئے؟ اس کا جواب دیتے وقت مورخین دھوکہ کھا گئے ہیں اور انہوں نے متعدد لوگوں کو دھوکے میں ڈال دیا ہے جس کی وجہ سے ہمیں اب تک نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے ان "واقف کاروں" نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی اور دوسرے سکھ گورو صاحبان نے اسلام کے خلاف یعنی اسلام کو قبول نہ کرنے کے لئے

---

۱ رسالہ گوردوارہ گزٹ فروری ۱۹۶۷ء
۲ گورو گرنتھ صاحب راگ ماجھ کی وار ص ۱۴۱

قربانیاں لادی ہیں۔ یہ بات بالکل غلط ہے اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے تو آج سکھ دھرم میں کسی معزز مسلمان فقیروں کو اتنی عزت والی جگہ نہ ملی ہوتی۔ گوردوارہ جن دیو کے گورو بھائی میاں میر تھے۔ گورو گوبند سنگھ کے ساتھیوں میں پیر بدھو شاہ ایسے مسلمانوں کا نام بڑے احترام سے لیا جا سکتا ہے۔ اصل میں سکھ دھرم کے لیڈروں نے اسلام دھرم کے خلاف لڑتے ہوئے قربانیاں نہیں دی تھیں ... ... اسلام دھرم کو نہ قبول کرتے ہوئے جانیں قربان کرنا یا اس قسم کی بات سوچنا ہمارے قومیت کے جذبات کے خلاف جاتا ہے اور ایسا خیال کرنا ہمیں آج آزاد کشمیر کا ہونے کے ناطے اور خاص کر ایک جمہوری حکومت ہونے کے رشتے سے کسی طرح بھی مناسب نہیں آج ان تنگ نظریات سے یک دم اوپر اٹھ کر غور کرنے کی ضرورت ہے۔"[۱]

سردار جیت سنگھ جی بلی کے مندرجہ بالا بیان سے صاف ثابت ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی یا اور کسی بھی سکھ گورو یا سکھ بزرگ کو اسلام میں داخل ہونے سے انکار کرنے کے نتیجہ میں کوئی قربانی پیش نہیں کرنا پڑی تھی۔ یہ بات سکھ مسلم ملاپ میں رخنہ پیدا کرنے اور نفرت بڑھانے کے لئے ان ناواقف کاروں نے وضع کی ہے۔

ایک اور سکھ ودوان کا بیان ہے کہ:-

"گورو گوبند سنگھ جی کا نقطۂ نگاہ عالمگیر تھا۔ وہ سانپ داری نہیں تھے ..... ان کا کام دین مظلوم کی حمایت کرنا تھا اور ظالم کو مارنا تھا خواہ کسی مذہب یا فرقہ سے تعلق رکھتا ہو۔"[۲]

ایک اور سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ:-

"گورو گوبند سنگھ جی کی تمام لڑائی مذہبی تنگ دلی اور ظلم کے خلاف تھی۔ ان کی لڑائی کسی خاص علاقے یا مذہب یا فرقے کے خلاف نہ تھی ...... بھنگانی کی لڑائی میں پیر بدھو شاہ گورو جی کی حمایت میں لڑا تھا اور اس لڑائی میں اس کے چار بیٹے اور متعدد مرید مارے گئے تھے۔"[۳]

نیز ایک اور سکھ ودوان نے لکھا ہے کہ:-

"گورو گوبند سنگھ جی نے وسیع انسانی مفاد کی خاطر اپنے مفاد کو قربان کیا۔ وہ ہندوؤں کے لئے نہیں لڑے۔ انہوں نے تو انسانیت کی خاطر لڑائی کی صرف پنجاب یا ہندوستان کی خاطر نہیں لڑے۔"[۴]

یہ درست ہے کہ اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے اپنا مذہب ہر شخص کو اپنے قبول کرنے کا اختیار

---

[۱] سنگھ سبھا پتریکا ... اور رسالہ گورو درشن امرتسر جون ۱۹۶۲ء [۲] جتھیدار جالندھر کلغیدھر نمبر ۱۵ جنوری ۱۹۶۷ء

[۳] جتھیدار ۱۹ جنوری ۱۹۶۷ء [۴] جتھیدار ۱۵ جنوری ۱۹۶۷ء

ہے۔ اس کے ساتھ ہی قرآن شریف کی یہ واضح تعلیم ہے کہ کسی بھی فرد کو نہ تو جبر سے کسی مذہب کو قبول کرنے سے روکا جائے اور نہ کسی مذہب میں بزور شمشیر داخل کیا جائے۔[۱] چنانچہ قرآن شریف میں یہ حکم ہے:۔ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ۔

الغرض کسی بھی مسلمان نے کسی بھی سکھ گورو کو جبر سے مسلمان بنانے کی سعی نہیں کی اور نہ ہی اسلام اس کی اجازت دیتا ہے۔ یہ بات محض مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلانے کی غرض سے بنائی گئی ہے پس کسی شخص کا یہ خیال کرنا کہ گورو گوبند سنگھ جی اسلام دھرم کو ایک غیر ملکی مذہب اور مسلمانوں کو بدیشی قوم تصور کرتے تھے اور بھارت میں سے انہیں چن چن کر ختم کر دینا چاہتے تھے حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں رکھتا۔ اگر اس مسئلہ پر مذہبی نقطۂ نگاہ سے غور کیا جائے تو کسی بھی شخص کا اسلام کو غیر ملکی مذہب خیال کرنا اور مسلمانوں کو بدیشی قوم سمجھنا کوئی پسندیدہ بات نہیں ہو سکتی۔ ایک ایسے مذہب کو جس کی مقدس تعلیم اس عالم کائنات کے خالق و مالک نے نسل انسانی کے بھلے کے لئے نازل کی ہے۔ جو دائمی اور عالمگیر ہے بدیشی یا غیر ملکی مذہب کہہ کر رد کر دینا محض تنگ نظری اور تنگ ظرفی کا نتیجہ ہے۔

اگر بھارت کے باشندے مسلمان یا ان کی حکومت اس وجہ سے بدیشی تھی کہ ان کے آباء و اجداد کسی وقت باہر سے آکر بھارت میں آباد ہو گئے تھے تو اس صورت میں خود بھارتی ہندو بھی غیر ملکی اور بدیشی ہی ثابت ہوں گے کیونکہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ان کے آباء و اجداد بھی وسط ایشیا سے آکر بھارت میں آباد ہوئے تھے۔ البتہ یہ فرق ضرور ہے کہ ہندوؤں کے آباؤ اجداد ہمارے بزرگوں سے چند صدیاں قبل آئے تھے گویا کہ ان کا سودیشی نہ ہونا ایک واضح حقیقت ہے۔ بھارت کے اصل باشندے تو گونڈ بھیل اور دراوڑ وغیرہ جاتیوں سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں جنہیں آریہ قوم کے لوگوں نے پہاڑوں اور جنگلوں کی طرف دھکیل کر ان کے شہروں، مکانوں اور گھروں پر قبضہ جما لیا۔ اور

---

[۱] مشہور اکالی لیڈر ماسٹر تارا سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"جبر یا لالچ سے کسی کو اپنے مذہب میں شامل کرنا بہت بری بات ہے۔ جبر سے تم کسی کو مسلمان نہیں بنا سکتے۔ اسے منافقت سکھلا سکتے ہو۔ وہ خوف سے مسلمان کہلانے یا ظاہر ہونے لگ جائے گا۔ لیکن اصل میں وہ مسلمان نہیں ہو گا۔"

(رسالہ سنت سپاہی ستمبر ۱۹۵۲ء)

بھائی ویر سنگھ جی نے بھی ایک فرضی کہانی بیان کر کے اس امر کی تصدیق کی ہے کہ زبردستی اور خوف دلا کر بنائے گئے مسلمان کے دل میں اسلام کی محبت داخل نہیں ہوتی۔" (کلغیدھر چمتکار صفحہ ۱۳۳)

خود مالک بن گئے پس جس دلیل کی بنا پر بھارتی مسلمان یا ان کا مذہب اسلام غیر ملکی تسلیم کیا جائے گا وہی دلیل ہندوؤں اور ان کے ویدک دھرم کو بھی بدیشی ہی ثابت کر دے گی۔ اور اس صورت میں خود گورو گوبند سنگھ جی بھی آرین جاتی کا فرد ہونے کی حیثیت میں غیر ملکی ہی ثابت ہوں گے۔

شاید اس بات کے پیش نظر ایک سکھ ودوان نے یہ لکھا ہے کہ:-

"سکھ دھرم تیرے بھانے سربت کا بھلا کا نعرہ لگاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سکھ دھرم بنی نوع انسان کا مذہب عالمگیر مذہب ہے یہ ملکوں۔ زبانوں۔ پوشاکوں۔ رنگوں اور شکلوں کا قیدی نہیں ہے۔ جب سکھ دھرم میں رنگوں اور شکلوں کی کوئی قید نہیں تو میرے خیال کے مطابق سکھ دھرم کو ملکوں۔ صوبوں۔ زبانوں۔ پوشاکوں۔ خوراکوں۔ رنگوں اور شکلوں کا قیدی نہیں بنانا چاہیئے؟" [1]

یعنی:-

"سکھ دھرم، خوراکوں۔ پوشاکوں۔ ملکوں صوبوں زبانوں کا قیدی نہیں ہے۔ بلکہ سکھ دھرم اور بولیوں۔ صوبوں میں ایک بڑا فرق ہے یہ کہ زبان۔ ملک صوبے اپنی حدود بناتے ہیں اور سکھ دھرم اپنی حد بندی کو ختم کرتا ہے ... ...
ہم سکھ مذہب کو زبانوں کے لئے استعمال نہیں کر سکتے۔ بلکہ زبانوں کو سکھ مذہب کے استعمال کرتے ہیں اس صورت میں کہا جا سکتا ہے کہ سکھ دھرم ایک یا متعدد زبانوں پر قربان نہیں کیا جا سکتا۔" [2]

ایک اور سکھ ودوان کا بیان ہے کہ:-

"بسا اوقات بعض تنگ دل لوگ دیش اور بھیکھ۔ دھرم اور خیالات میں اختلاف ہونے کی وجہ سے ان لوگوں سے جو ان کے ہم مذہب نہیں یا ان کے ہم وطن نہیں یا ان کے ہم خیال نہیں نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں یہ بات ایک کرم یوگی کے مذہب کے خلاف ہے۔ اس کے لئے تو تمام دنیا خدائے واحد کی تخلیق ہونے کی وجہ سے ایک بہت بڑا بھائی چارہ ہے ان میں بیرونی اختلاف مختلف ممالک کی آب و ہوا کے اثر کی وجہ ہیں۔ اسی طرح ہی مذاہب اور عبادتوں کے اختلاف بھی۔

اس لئے ہر شخص خواہ وہ کسی بھی ملک اور قوم میں پیدا ہوا ہو اور کسی بھی مذہب یا عقائد کو تسلیم کرتا ہے وہ اسی خدائے واحد کی مخلوق ہے جس نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ اس لئے

---

[1] ہفت روزہ فتح دہلی ۱۰ مارچ ۱۹۶۳ء
[2] ہفت روزہ فتح دہلی ۱۷ مارچ ۱۹۶۳ء

وہ ہمارے بھائی چارے میں سے ہے اور ہماری طرف سے محبت اور خدمت کا حق دار ہے نسل انسانی میں تفریق کرنا خدا تعالیٰ کو خالق تسلیم کرنے سے انکار کرنے کے مترادف ہے۔" [1]

الغرض جن لوگوں کا یہ نظریہ ہے کہ اسلام ایک غیر ملکی مذہب ہے اور مسلمان بدیشی قوم ہیں۔ انہیں اس بات پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک عربی۔ ایرانی۔ عراقی۔ افغانی۔ افریقن۔ یا امریکن کے لئے سکھ دھرم بھی بدیشی دھرم ثابت نہیں ہو سکے گا۔ اگر کسی ہندوستانی ہندو یا سکھ کا اسلام قبول کر لینا اس کی دیش بھگتی پر داغ لگا سکتا ہے۔ تو ایک امریکن کا سکھ دھرم کو قبول کرنا بھی اسے دیش بھگت ثابت نہ کر سکے گا اور یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ اس نے ایک غیر ملکی مذہب قبول کر لیا ہے اور اپنے دیش سے غداری کی ہے پس جبکہ یہ حقیقت ہے کہ دھرم ملکوں صوبوں۔ زبانوں یا پوشاکوں وغیرہ کی پابندیوں اور حد بندیوں سے آزاد ہے اور دھرم کی خاطر سب زبانیں استعمال کی جا سکتی ہیں تو اس صورت میں یہ کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ "ایک ہی سروپ سبھے ایک جوت جانیو" کا نعرہ لگانے والے گورو گوبند سنگھ جی کے نزدیک کوئی دھرم سودیشی تھا اور کوئی بدیشی!

گورو گوبند سنگھ جی اور اورنگ زیب بادشاہ

گورو گوبند سنگھ جی مہاراج حضرت محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے ہم عصر تھے اورنگ زیب اپنے والد شاہجہان کے بعد ہندوستان کے تاجدار بنے تھے اور تقریباً نصف صدی تک بھارت ایسے وسیع ملک پر حکومت کی تھی۔ اس بادشاہ کی زندگی نہایت سادہ تھی۔ ایک سکھ ودوان سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے اس سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ:-

"یہ حنفی مذہب کا پکا مسلمان بادشاہ۔ عالم۔ فاضل۔ محنتی اور انتظام سلطنت میں بہت ہی قابل تھا۔ اس کا لباس بہت سادہ تھا۔ اور خوراک بھی سادہ تھی۔ شراب یا کوئی نشہ آور چیز استعمال میں نہیں لاتا تھا۔ اس کے اپنے ذاتی اخراجات بہت کم تھے۔ فرصت کے اوقات میں یہ اپنے ہاتھوں سے ٹوپیاں بنانے اور قرآن شریف کی خوشخط نقول کرنے کا کام کیا کرتا تھا۔" [2]

ایک اور سکھ ودوان پروفیسر دریام سنگھ جی نے اس دیندار بادشاہ کے سادہ جیون کے بارہ میں یہ بیان کیا ہے:-

"اورنگ زیب پکا حنفی مسلمان تھا اور شریعت پر عمل کرتا تھا۔ وہ شراب اور ناچ رنگ کی محفلوں سے

---

[1] فوجی پرچارک کلکتہ کا گورو گوبند سنگھ تیسری صد سالہ برسی نمبر ۱۹۶۷ء
[2] مہان کوش صفحہ ۳۲۹

نفرت کرتا تھا۔ اس کی خوراک اور پوشاک نہایت سادہ تھی۔ وہ دوسرے بادشاہوں کی طرح ہیرے اور جواہرات نہیں پہنتا تھا اور اپنے گزارہ کے لئے ٹوپیاں بنایا کرتا تھا اور قرآن شریف کی نقول کیا کرتا تھا۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ اسے اسلام سے بہت زیادہ عقیدت اور محبت تھی۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ اورنگ زیب نے تیرتھ یاترا پہ ٹیکس نہیں لگایا تھا یہ کہنا کہ اورنگ زیب ہندوؤں کو بالکل ختم کر دینے کا خواہشمند تھا بالکل غلط اور حقیقت کے خلاف ہے۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ اورنگ زیب نیک اخلاق کا مالک تھا۔ اور ایک اچھا منتظم بھی تھا۔"[1]

مسٹر لین پول اورنگ زیب کے اشد ترین مخالفوں میں سے تھا اس نے بھی اورنگ زیب کے اوصاف سے متعلق یہ لکھا ہے کہ:۔

"AURANGZIBE ONLY DRANK A LITTLE WATER AND SMALL QUENTITY OF BREAD."[2]

یعنی اورنگ زیب کی خوراک نہایت سادہ ہی جو صرف اور روٹی اور پانی پر مشتمل تھی۔

مسٹر لین پول نے ایک مقام پہ یہ بھی بیان کیا ہے کہ اورنگ زیب پر جتنے بھی اعتراض کئے جاتے ہیں۔ ان سب کا تعلق اس کی شہزادگی کے زمانہ سے ہے جب کوئی شخص اس کے نظام حکومت پر تبصرہ کرتا ہے تو وہ خراج تحسین پیش کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس کی نصف صدی کی حکومت میں مذہب کے نام پر ایک بھی خون نہیں کیا گیا۔[3]

الغرض اورنگ زیب ایک دیندار اور خدا ترس بادشاہ تھا۔ انصاف کے معاملہ میں وہ کسی کا لحاظ نہ کرتا تھا۔ اس کے عہد میں چھوٹے بڑے انسان کو انصاف ملا کرتا تھا چنانچہ سنت دساکھا سنگھ جی نے اس کے عدل اور انصاف کی ایک مثال پیش کی ہے۔ جو یہ ہے کہ:۔

"اورنگ زیب کے زمانہ میں لدھیانے کا حاکم اس علاقہ کے لوگوں کو ستانے کے علاوہ ان کی لڑکیاں بھی زبردستی اپنے گھر ڈال لیا کرتا تھا۔ دھاندرے کے چوہدری کی خوبصورت لڑکی کو اٹھانے کے لئے اس کے چند آدمی گئے۔ لوگوں نے اس کا خوب ڈٹ کر مقابلہ کیا اور لڑکی ان کے چنگل سے بچا لی اور چوہدری کو بھیج کر نواب سے لڑکی کی باقاعدہ شادی سکھری اور دن مقرر کر دیا۔ اس مقام پر رات کے خیمے وغیرہ لگا دیئے ادھر اورنگ زیب کے سردار لشکری خان نے چاہیے

---

[1] گولڈن ٹیمپل ہندوا انہاس صفحہ ۱۲۱
[2] اورنگ زیب (انگریزی) صفحہ ۶۵
[3] اورنگ زیب (انگریزی) صفحہ ۶۲

کے پاس سڑک پہ ایک سرائے بنوا کر بادشاہ کو اس کے خوشی منانے کے لئے مدعو کیا ہوا تھا۔ دھاندرے کے چوہدری نے خفیہ طور سے بادشاہ کے حضور فریاد کی۔ بادشاہ نے شادی کے موقعہ پر خفیہ بھیس میں آنے کا وعدہ کر لیا۔ جب مقررہ وقت پر نکاح وغیرہ کی تیاری ہونے لگی تو خود بادشاہ نے جو خفیہ لباس میں براتی بنا ہوا تھا ظاہر ہو کر حکم دیا کہ پکڑ کر بد بخت کو "ابھی سرکار کا آدمی اٹھا ہی رہے تھے کہ بادشاہ نے خود ہی اسے موت کے گھاٹ اتار دیا علاقہ کے لوگوں نے بادشاہ کی بہت خدمت کی اور اس کے نام پہ یہ عالمگیر قصبہ آباد کیا۔"[4]

اس سے یہ امر واضح ہے کہ اورنگ زیب بہت ہی عادل اور منصف مزاج بادشاہ تھا اور رعایا کے حقوق کی نگہبانی اس کا اولین فرض تھا جس میں وہ کوئی بھی کوتاہی نہیں کرتا تھا

سوساکھی میں اورنگ زیب سے متعلق یہ مرقوم ہے کہ:۔

ورس بندگی تھگے جاوے مانگے ایہہ موہنہ نور صلاتے[5]

بھائی سنتو کھ سنگھ جی نے اورنگ زیب سے متعلق ایک مقام پہ یہ بیان کیا ہے کہ:

"اورنگ دم کو کرت سدائی تس کے بلہ کر جات ہمیش کعبے کر ہے نماز درشیش"[6]

یعنی:۔

مکے ہیت بندگی جاوے مانگے ایہہ موہنہ نور صلاتے[7]

گویا کہ اورنگ زیب روزانہ مراقبہ کی حالت میں مکہ شریف پہنچ کر کعبہ کے حضور نماز ادا کیا کرتا تھا۔

اس کے علاوہ صاحب سری گورو گوبند سنگھ جی نے خود بھی اس بادشاہ کے اوصاف حمیدہ نہایت وضاحت سے بیان کئے ہیں۔ اور اسے "مالک صفت" اور "روشن ضمیر" وغیرہ القاب سے یاد کیا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:۔

خوشش شاہ شاہاں اورنگ زیب	کہ چالاک دست است وچابک رکیب
چہ حسن الجمال است و روشن ضمیر	خداوند ملک است و صاحب امیر
کہ ترتیب دانش بترتیب تیغ	خداوند تیغ و خداوند دیگ
کہ روشن ضمیر است و حسن الجمال	خداوند بخشندۂ ملک و مال
کہ بخشش کبیر است و در جنگ کوہ	ملائک صفت چوں ثریا کوہ

---

[4] مالوہ اتہاس حصہ اول دیباچہ صفحہ ۱۱۶
[5] سو ساکھی۔ ساکھی ۱۵
[6] گور پرتاپ سورج۔ ایت نیم۔ انس ۴۱
[7] گور پرتاپ سورج ایت ۳۔ انسو ۳۷

شہنشاہ را بندہ چاکریم ۔ اگر حکم آید بجاں حاضریم [۱]

مشہور سکھ ہسٹورین سردار کرم سنگھ جی لکھتے ہیں کہ :۔

" ایک بنگالی وِدوان نے سری گورو گوبند سنگھ جی کے چھپر ناٹک اور ظفر نامہ کا ترجمہ کیا تھا۔ اس نے یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ گورو جی اورنگ زیب کو اچھا سمجھتے تھے اور اس کے انصاف پر بھروسہ کرتے تھے۔" [۲]

ایک سکھ وِدوان نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :۔

" گوبند سنگھ جی نے ... ... دشمن کو د اورنگ زیب گورو صاحب کا دشمن تو نہیں تھا یونہی اسے بدنام کر دیا گیا ہے ۔ ماؤں اور بیٹیوں کی گالیاں نہیں دیں۔ برا بھلا نہیں کہا ۔ ترتالیس صفات اس کے اخلاق اور شخصیت کی بیان کی ہیں۔ مثال کے طور پر کہا کہ " اورنگ زیب تو صاحب دماغ ہے ۔ گھٹیلا ہے ۔ شاہ سوار ہے
ہاتھوں سے محنت کر کے روٹی کھاتا ہے ۔ روشن ضمیر ہے ۔ پانچ وقت کا نمازی ہے " [۳]

مشہور سکھ وِدوان پرنسپل تیجا سنگھ جی جو خاکسار کے بھی استادوں میں سے تھے نے اس بارہ میں بیان کیا

" اورنگ زیب گورو جی کا سب سے بڑا دشمن تھا پھر بھی اس کی خوبیاں وہ بیان کی ہیں جو کسی کٹر مسلمان نے بھی نہیں بیان کی ہوں گی ۔ سے لکھتے ہیں کہ :

اے بادشاہوں کے بادشاہ اورنگ زیب تو کیا اچھا ہے تو پھرتیلا ہے شاہسوار ہے تو خوبصورت ہے ۔ تو دل کا سیانا ہے تو ملک کا مالک ہے ۔ دولت مندوں کا سردار ہے تو سیاست کا ماہر ہے اور جنگی فنون کی بھی تجھے پوری مہارت حاصل ہے تو دیگ اور تیغ کا دھنی ہے تو عقلمند اور حسین ہے لوگوں کو ملک اور مال بخشنے والا ہے تو عظیم ہے اور بہت سخی ہے اور جنگ میں پہاڑ کی طرح ثابت قدم ہے تیرے خصائل فرشتوں کے سے ہیں ۔ تیرا بہت عروج ہے " [۴]

اس کے علاوہ اور بھی متعدد سکھ وِدوانوں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی نے اپنے ظفر نامہ میں اورنگ زیب بادشاہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ کیا ہے اور اس کی بے حد تعریف کی ہے [۵]

---

[۱] سری دسم گرنتھ ص ۱۳۵۶ [۲] اناسک کھوج ص ۲۷

[۳] اکالی پتریکا ۲ر جنوری ۱۹۶۳ء [۴] ہفت روزہ نیگ تیغ امرتسر ۳۰ر جولائی ۱۹۵۱ء

[۵] دھرم دا چھپر ص ۲۳۹ ۔ دگیہ تیغ دا مانک ص ۹۵ پرم منکھ ص ۸۱ اخبار خالصہ سیوک امرتسر ۳ر جنوری ۱۹۳۳ء رسالہ سنت سپاہی امرتسر مارچ ۱۹۵۲ء اور رسالہ گورمت امرتسر جنوری ۱۹۶۳ء وغیرہ ۔

اورنگ زیب کی حکومت میں سکھ مذہب کے پرچار پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہ تھی اور تمام سکھ اپنی مذہبی رسومات آزادی سے ادا کیا کرتے تھے چنانچہ گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ :۔

" خواہ ان دنوں مسلمانوں نے قہر کا کلہاڑا ... ... مندر سے پیدا ہوا تھا لیکن گورو کے سکھوں کو خدا پرست اور ایک اکال کے ماننے والے اور گورو نانک جی کے مرید سمجھ کر کچھ نہیں کہتے تھے کیونکہ وہ بت پرستوں کو یعنی مورتی پوجا کرنے والوں کو کافر تسلیم کرتے تھے سکھوں کو توحید پرست خیال کر کے کچھ نہیں کہتے تھے اسی وجہ سے اس بھڑک رہی آگ میں گورمکھی کا باغ سرسبز رہا " [۱]

حقیقت یہ ہے کہ اورنگ زیب کے زمانہ میں یا کسی اور مغل حکمران کے عہد میں کسی بھی ہندو پر محض ہندو ہونے کی وجہ سے کوئی تعدی نہیں کی گئی ۔ البتہ ان خبیث فطرت لوگوں کو جن کا شعار نقل گیری کر چھرے گھونپنا تھا معاف نہیں کیا جاتا تھا ان کا محاسبہ ضرور ہوتا تھا اور ایسے لوگوں کو دنیا کی کوئی بھی حکومت سزا دیئے بغیر نہیں چھوڑ سکتی ۔ تاہم گیانی گیان سنگھ جی کے اس ارشاد سے یہ حقیقت واضح ہے کہ اس زمانہ میں مسلمان سکھوں کو کچھ بھی نہیں کہتے تھے اور وہ پوری آزادی سے سکھ دھرم پر عمل کرتے تھے ۔ باقی رہا کسی بت پرست کو کافر کہنے کا مسئلہ تو اس سلسلہ میں گورو نانک جی کا قول ہے کہ :۔

کافر ہوئے بت پرست جانن بت خدائے ۔ تس کر کافر آکھیں ہوئے وہے گمراہے [۲]

سکھ دھرم سے متعلق خود اورنگ زیب کے اپنے ذاتی خیالات بھی کوئی برے نہ تھے ۔ بلکہ اس کے دل میں گورو نانک جی اور دوسرے سکھ گورو صاحبان کا پورا پورا احترام تھا ۔ چنانچہ گیانی جی نے یہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ سری گورو ہر رائے جی کی خدمت میں اس نے ایک چٹھی لکھی تھی اور اس میں یہ مذکور تھا کہ :۔

" نانک شاہ کے گھرانہ کو ہم دوسرے بت پرست ہندو کافروں کی مانند نہیں سمجھتے تھے کیونکہ نانک شاہ سچے فقیر خدا رسیدہ اور صلح کل تھے ۔ انہوں نے مکہ معظمہ کا حج بھی کیا تھا ۔ اور متعدد چلے کاٹے تھے اور اسلامی ممالک میں پھر کر مسلمانوں سے محبت پیدا کی تھی ۔ الغرض برتتے رہے تھے انہوں نے دوئی کو دور کیا ہوا تھا ۔ امید ہے کہ آپ بھی وہی سروپ ہیں ۔ اسی راستہ پر گامزن ہوں گے آپ سے ملنے کو دل چاہتا ہے ضرور درشن دیجئے [۳]

اورنگ زیب کی اس چٹھی کا ایک ایک لفظ واضح ہے اس سے ظاہر ہے کہ اورنگ زیب کے دل میں سکھ مذہب یا سکھ گورو صاحبان کے بارہ میں کوئی بغض ۔ عناد ۔ دشمنی یا نفرت نہ تھی ۔

---

[۱] تواریخ گورو خالصہ ص ۱۵۷ [۲] جنم ساکھی بھائی بالا ۔ ۱۴۰

[۳] تواریخ گورو خالصہ ص ۶۲

بلکہ وہ گورو نانک اور دوسرے سکھ گورو صاحبان کا احترام کیا کرتا تھا۔ سکھوں کے آٹھویں گورو ہرکرشن جی مہاراج نے تو اورنگ زیب کو یہ دعا بھی دی تھی کہ:-

راضی رکھے خدائے تم کہیو گورو تر کیا[1]

یعنی:- اے مسلمان بادشاہ! اللہ تجھے خوش و خرم رکھے۔

بعض لوگ اورنگ زیب پر یہ الزام دیتے ہیں کہ اس نے ہندوؤں کو تنگ کرنے کی غرض اور ان پر اقتصادی بوجھ ڈال کر انہیں اسلام میں داخل کرنے کے لئے "جزیہ" لگا دیا تھا۔ اور بہت سے کمزور ایمان ہندو اس ٹیکس سے بچنے کے لئے مسلمان بن گئے تھے۔ اس بارہ میں ہم اپنے پاس سے کچھ عرض کرنے کی بجائے ایک سکھ ودوان پروفیسر دریام سنگھ جی کا ایک اقتباس پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ چنانچہ پروفیسر صاحب موصوف بیان کرتے ہیں کہ:-

"کہا جاتا ہے کہ جزیہ ہندوؤں سے اس لئے لیا جاتا تھا کہ انہیں مسلمانوں کی طرح فوج میں بھرتی ہونے کے لئے مجبور نہیں کیا جاتا تھا۔ دوسرے مسلمان بادشاہ ہندوؤں کے جان و مال کی حفاظت کے ذمہ دار ہوتے تھے۔ اس حفاظت کے معاوضہ کے طور پر ہندوؤں کی طرف سے جزیہ دیا جاتا تھا لیکن ہر مسلمان بھی بادشاہ کو زکوٰۃ دیتا تھا جس کی رقم جزیہ سے عام حالات زیادہ ہوتی تھی۔ اس لئے یہ کہنا کہ ہندو جزیہ دینے سے بچنے کے لئے مسلمان بن گئے غلطی ہے۔ کیونکہ مسلمان بن کر انہیں جزیہ سے زیادہ رقم زکوٰۃ کی صورت میں سرکار کو ادا کرنی پڑتی تھی۔"[2]

پس یہ کہنا کہ جزیہ ہندوؤں پر ایک اقتصادی دباؤ تھا خود غیر مسلم ودوانوں کے نزدیک بھی ایک بہت بڑی غلطی ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کیونکہ اگر ہندوؤں سے اسلامی حکومت جزیہ وصول کرتی تھی تو مسلمان زکوٰۃ دیا کرتے تھے جس کی رقم جزیہ سے کہیں زیادہ بنتی تھی۔ اگر مسلمان جزیہ سے مستثنیٰ تھے تو ہندوؤں سے زکوٰۃ نہیں لی جاتی تھی۔

بعض لوگ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ پر یہ الزام بھی دیتے ہیں کہ وہ روزانہ سوا من زنار اتار کر روٹی کھایا کرتا تھا[3-4] گیانی گیان سنگھ جی نے ایک مقام پر یہ حقیقت بیان کی ہے کہ:-

"یہ بات شہرت پا گئی ہے کہ اورنگ زیب روزانہ سوا من زنار اتار کر کھانا کھاتا تھا۔ یہ بات جھوٹی ہے۔"[5]

---

۱ ہما پرکاش مصنفہ بھائی سوہا سنگھ ص ۱۴۲ ۔ ۲ گوکلن لکھی ہندوا اتہاس ص ۱۵۳

۳ـ۴ تواریخ گورو خالصہ ص ۱۴۵ ، پنجابی سورما ص ۳۴ ، رسالہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ اپریل ۱۹۵۸ء ، رسالہ سنت سپاہی امرتسر ۱۵ اپریل ۱۹۶۰ء ، اخبار اکالی پتریکا ۲ جنوری ۱۹۶۳ء وغیرہ۔

۵ تواریخ گورو خالصہ ص ۲۰۰۔

ایک اور سکھ ودوان بیان کرتے ہیں کہ:-

"اورنگ زیب سے متعلق یہ بات مشہور ہے کہ وہ روزانہ سوا من زنار اتار کر روٹی کھاتا تھا۔
سوا من زنار اتارنے والی بات تو مبالغہ ہے۔"[1]

اورنگ زیب نے ہندوستان میں نصف صدی کے قریب حکومت کی ہے اگر وہ فی الحقیقت یہی کچھ کرتا تھا تو اتنے لمبے عرصہ کی حکومت کے دوران ہندوستان میں ایک بھی ہندو باقی نہیں رہنا چاہیئے تھا اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ وہ دن میں تین مرتبہ صبح دوپہر اور شام کو کھانا کھایا کرتا تھا تو پھر اس طرح گویا کہ تین من تیس سیر وزن کے زنار روزانہ اتارے جاتے تھے اگر ایک زنار ایک تولہ وزن کا تسلیم کیا جائے تو تین من دس سیر وزن کے زناروں کی تعداد بارہ ہزار سے اوپر ہو جاتی ہے اگر اورنگ زیب روزانہ بارہ ہزار ہندوؤں کو ختم کر کے یا مسلمان بنا کر کھانا کھاتا تھا اس صورت میں تو اس کی پچاس سالہ حکومت میں ہندوؤں کا نام و نشان مٹ جانا چاہیئے تھا۔

جب ہم گورو گوبند سنگھ جی کے سوانحی حالات کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ گورو صاحب موصوف کی زندگی کا بیشتر حصہ جنگ و جدل میں گزرا ہے۔ اور یہ تمام جنگ و جدل ہندو پہاڑی راجاؤں سے ہی تعلق رکھتا تھا اورنگ زیب یا مسلمانوں کا اس سے براہ راست کوئی تعلق نہیں تھا۔ چنانچہ ایک آریہ سماجی ودوان مہاشہ سنت رام آشفتہ نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:-

"جتنے واقعات ہیں اور ان کا گورو گوبند سنگھ جی کی زندگی کے ساتھ تعلق ہے ان سب میں ہندو پہاڑی راجاؤں کے ساتھ زور آزمائی پائی جاتی ہے۔ آپ کی تمام عمر ہندو پہاڑی راجاؤں سے جنگ میں صرف ہوئی اگر پہاڑی راجاؤں کو مسلمان تسلیم کیا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی کی زندگی مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے میں گزری لیکن واقعات بتلاتے ہیں کہ آپ کی تمام عمر پہاڑی راجاؤں سے جنگ میں گزری۔"[2]

ایک سکھ ودوان نے اس سلسلہ میں یہ لکھا ہے کہ:-

"گورو جی کو زیادہ تکلیف ہندو پہاڑی راجاؤں نے دی تھی شاہی طاقت کو گورو جی کے خلاف میدان میں آنے کی تحریک بھی زیادہ تر پہاڑی راجے کرتے رہے۔"[3]

اس سے بھی یہ امر واضح ہے کہ اورنگ زیب یا مسلمانوں کا گورو جی سے براہ راست کوئی جھگڑا نہ تھا۔ ہندو راجے ہی ریشہ دوانیاں کر کے ٹکراؤ کرواتے رہے۔

---

۱ رسالہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ نومبر ۱۹۶۰ء ۲ ہندو جاتی اور سکھ گورو ص ۸۱،۷

۳ سکھ اتہاس ص ۳۵۲

ایک اور سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ:۔

"تاریخ سے واقف جانتے ہیں کہ گورو گوبند سنگھ جی کا شاہ اورنگ زیب سے کوئی ذاتی عناد نہ تھا۔ یہ تمام سازش ہندوؤں کی ہی تھی جب انہوں نے سوچا کہ گورو گوبند سنگھ صاحب ہندو سوسائٹی کا خاتمہ کر رہے ہیں وید ریتی اڑ رہی ہے ذات پات کا خاتمہ ہو رہا ہے۔ سب کو سکھ بنایا جا رہا ہے۔ سکھوں اور ہندوؤں میں زمین و آسمان کا فرق آن پڑا ہے۔ تب چالاک ہندوؤں نے صاحب عصری گوبند سنگھ جی اور اورنگ زیب کے درمیان لڑائی کی بنیاد قائم کر دی گورو گوبند سنگھ خود اپنے ظفر نامہ میں لڑائی کا سبب اس طرح بیان کرتے ہیں۔

منم کشتنم کوہیاں بت پرست ۔ کہ آں بت پرستند و من شکست [۱]

یہ درست ہے کہ گورو صاحب موصوف نے خود اپنے ظفر نامہ میں اپنی لڑائی ہندوؤں سے ہی بیان کی ہے اور اس کی وجہ مذہبی اختلاف ہی بتایا ہے چنانچہ گورو صاحب کے اس ارشاد کا ترجمہ اور تشریح کرتے ہوئے سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"میں فساد سے بھرے ہوئے پہاڑیوں کو مارنے والا ہوں۔ کیونکہ وہ مورتی پوجا کرتے ہیں۔ اور میں مورتیوں کا توڑنے والا ہوں یعنی میں مورتی پوجا کا رد کرتا ہوں۔

اس سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ گورو صاحب کا پہاڑی راجاؤں کے ساتھ سیاست سے متعلق کوئی جھگڑا نہ تھا بلکہ صرف مذہبی اصول پر اختلاف ہو کر جنگ ہوئی"۔ [۲]

ایک اور سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ:۔

"تاریخ میں یہ مشہور ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی اور پنجاب کے پہاڑی راجاؤں کا بہت ہی جھگڑا رہا۔ اس جھگڑے کا سبب ست گورو جی نے خود ظفر نامہ میں اورنگ زیب کو بیان کرتے ہیں کیونکہ میں بت توڑنے والا ہوں اور پہاڑی بت پرست ہیں۔ ... ... اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر گورو جی دیوی پوجا کرتے تو بت پرست راجے ان پر ضرور خوش ہو جاتے"۔ [۳]

ایک اور سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ:۔

"پہاڑی راجے مذہبی خیالات کی بنا پر گورو جی کے مشن کے خلاف تھے"۔ [۴]

سکھ مؤرخین تو یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ گورو جی کی ان جنگوں میں متعدد مسلمان گورو جی کی حمایت میں لڑتے رہے۔ سکھ مؤرخین بیان کرتے ہیں شروع میں تو ہندو راجے خود ہی گورو صاحب سے الجھتے رہے لیکن جب انہوں نے

۱۔ سکھ ہندو نہیں ص ۳۷ ۔ ۲۔ گورمت سدھاکر ص ۱۵۲

۳۔ دلیپ تیغ دا مالک ص ۳۳۶ ۔ دھرم دا پتر ص ۲۷۲ ۔ ۴۔ جیون کتھا گورو گوبند سنگھ جی ص ۱۰

۵۔ سوساکھی ساکھی نمبر ۲، ص ۲۶ ۔ جیون کتھا ص ۲۸۲

یہ محسوس کیا کہ گورو جی کو شکست دینا ان کے بس کا روگ نہیں تو وہ صوبہ سرہند کے پاس جا کر پہنچے چلائے اور بیس ہزار روپیہ فوج کا خرچ ادا کر کے کمک حاصل کی صوبہ سرہند کا انہیں فوج کا خرچ لے کر امداد دینا واضح کرتا ہے کہ گورو صاحب سے حکومت کا براہ راست کوئی جھگڑا نہ تھا اس سلسلہ میں ایک سکھ ودوان پیدا سنگھ صاحب سنگھ جی کا یہ بیان ہے کہ:۔

"ہندو پہاڑی راجاؤں نے زبردستی ست گورو جی سے ٹکر لی جب دیکھا کہ بیدار ہو چکے لوگوں کو دبائے رکھنے کی ہمت ان میں نہیں تو انہوں نے متعدد بہانے بنا کر مغل حکومت کی پناہ لی"۔ [۱]

اس فوجی امداد سے متعلق مہاشہ سنت رام آشفتہ جی نے یہ لکھا ہے کہ:۔

"مسلمان حاکموں کو صرف ہندوؤں کی مدد کے لئے شامل ہونا پڑا تھا اور یہ ان کا اخلاقی فرض تھا کہ اپنے ماتحت اور کمزور ہمسایہ حکومتوں میں امن و قائم رکھے"۔ [۲]

پہلی لڑائی کے ذکر میں خود ہی گورو جی نے فرمایا ہے کہ:۔

"فتح شاہ کوپا تب راجہ ۔ لوہ پڑا ہم سو بن کاجا [۳]

یعنی:۔

"فتح شاہ سری نگر کا راجہ بغیر کسی وجہ کے گورو جی پر چڑھائی کر کے آ گیا... ... ... اس طرح پہاڑی راجے تو سکھوں کے اشد ترین مخالف بن گئے"۔ [۴]

پس جب پہاڑی راجاؤں نے دھوکہ سے فوجی امداد حاصل کی۔ اور گورو جی کو نقصان پہنچانے پہنچانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ تو پھر بھی وہ اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے۔ آخر انہوں نے آٹے کی گئو بنا کر ایک نام کے براہمن کے ہاتھ گورو صاحب کے پاس بھجوائی کہ وہ آنند پور چھوڑ کر کسی اور جگہ چلے جائیں۔ پھر ان کا گورو جی سے کوئی جھگڑا نہ رہے گا لیکن جونہی گورو جی آنند پور سے باہر نکلے ان دھوکہ باز پہاڑی راجاؤں نے گورو صاحب اور ان کے ساتھیوں پر اچانک حملہ کر کے انہیں نقصان پہنچانے کی انتہائی کوشش کی یہ ایک لمبی داستان ہے جو سکھ تاریخ میں بالتفصیل درج ہے۔

سکھ تاریخ سے یہ امر واضح ہے کہ جب اورنگ زیب کو اس کا علم ہوا کہ ہندو پہاڑی راجاؤں نے دھوکہ دے کر حکومت سے امداد حاصل کی اور دھوکہ دے کر ہی گورو جی کو نقصان پہنچایا ہے تو اسے بہت دکھ ہوا۔ اس نے گورو جی کو لکھا کہ:۔

"مجھے اچھی طرح معلوم ہو گیا ہے کہ آپ اس سچے ست گورو نانک کی گدی کے وارث اور سچے

۱۔ رسالہ سنت سپاہی امرتسر جنوری ۱۹۵۶ء ۔ ۲۔ ہندو جاتی اور سکھ گورو ص ۲

۳۔ دسم گرنتھ ص ۵۴ ۔ ۴۔ ظفر نامہ مترجم ص ۱۴

خدا پرست ہو میرے عملے نے بت پرست پہاڑی راجاؤں کے کہنے پر آپ پر ظلم کیا ہے جس کی سزا میں انہیں خود دہلی آ کر دوں گا۔ آپ بہت جلد میرے پاس آئیں۔" [۱]

اس کے ساتھ ہی اس نے گورو جی کو یہ بھی لکھا کہ :-

"میں نے کل حاکمان پنجاب کے نام فرمان جاری کر دیئے ہیں۔ امید ہے کہ آئندہ آپ سے کوئی مقابلہ نہیں ہو گا۔" [۲]

ایک سکھ ودوان کا بیان ہے کہ اورنگ زیب نے یہ فرمان بھی جاری کیا تھا کہ :-

"ہند کے پیر جہاں چاہیں رہ سکتے ہیں کیونکہ شہنشاہ دہلی کو ان کے معصوم بچوں، امت اور بے شمار دولت کے ضائع ہونے کا بہت افسوس ہے۔" [۳]

نیز اورنگ زیب نے اپنے افسران کو یہ ہدایت دی کہ :-

"جب گورو صاحب سرہند کے قریب آئیں تو منعم خان کسی واقف کار کے ساتھ انہیں روانہ کرے اور اپنے علاقہ سے گزار دے۔ منعم خان کو یہ بھی ہدایت تھی کہ وہ گورو صاحب کی دلجوئی کرے اور سفر خرچ کے لئے جتنے روپے کی بھی انہیں ضرورت ہو ان کی چھینی ہوئی جائداد سے دے دے۔" [۴]

اس سلسلہ میں پروفیسر کرتار سنگھ جی نے یہ بیان کیا ہے کہ :-

"اس نے سرہند کے نواب کو ایک چٹھی لکھی جس میں اس کے کئے ہوئے ظلموں پر بہت ناراضگی ظاہر کی۔ اس کی زیادتیوں کے بارہ میں اسے ڈانٹ ڈپٹ کی اور آئندہ گورو جی کے خلاف کسی قسم کی کارروائی کرنے سے روک دیا ہے۔" [۵]

مشہور سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ جی کے بیان کے مطابق بھی اورنگ زیب بادشاہ نے صوبہ سرہند کو بہت ڈانٹ ڈپٹ کی تھی اور اسے یہاں تک لکھا تھا کہ :-

"تم نے نانک شاہ خدا پرست پیر کے گدی نشین پر پہاڑی بت پرست راجاؤں کے کہنے پر دھوکہ سے مجھ سے حکم لے کر لشکر نہیں بھجوانا تھا۔ کیونکہ جب اس نے شاہی نقصان کچھ نہیں کیا تھا تو تم نے ناحق کروڑوں روپے اور ہزاروں آدمی کیوں مروا دیئے یہ بہت برا کام کیا اور تم نے کون سا علاقہ یا خزانہ لینا تھا۔ جو لڑائی چھیڑ دی۔ اس کا جواب دھرم الیان سے دیں۔ اور آئندہ اس پیر کی طرف برا آنکھ سے نہ دیکھنا جہاں وہ چاہیں رہیں۔" [۶]

---

[۱] تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۳۶۶ [۲] تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۸۷

[۳] رسالہ اپدیشک امرتسر جنوری ۱۹۳۲ء [۴] سکھ اتہاس بارے صفحہ ۲۵ احکام عالمگیری صفحہ ۲۹، صفحہ ۴۳، صفحہ ۵۱

[۵] جیون کتھا گورو گوبند سنگھ جی صفحہ ۵۳، ۲ دکھ اتہاس صفحہ ۳۲ [۶] تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۳۶۶

اورنگ زیب کی یہ جواب طلبی ظاہر کرتی ہے کہ پہاڑی راجاؤں کے ساتھ گورو جی کا مذہبی اختلاف تھا اور حکومت سے اس کا براہ راست کوئی تعلق نہ تھا وہ راجے خود گورو جی سے لڑ رہے تھے لیکن اس مذہبی اختلاف کو انہوں نے اپنے چھل اور کپٹ کی وجہ سے سیاسی رنگ دے دیا تھا اور اس طرح حکومت کو یہ دھوکہ دیا تھا کہ گویا گورو جی حکومت کا تختہ الٹنے کے خواہاں ہیں۔

گورو جی نے اس موقعہ پر اپنی چٹھی کے ذریعہ جسے بعد کو سکھوں میں ظفر نامہ کا نام دیا گیا یہ واضح کر دیا تھا کہ ان سے پہاڑی راجاؤں نے محض مذہبی اختلاف کی بنا پر یہ جنگ چھیڑ دی تھی۔

ایک اور سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ ظفر نامہ کے جواب میں بادشاہ نے دہلی کے وزیر کے نام یہ فرمان جاری کیا تھا کہ :-

"گورو جی کو تنگ نہ کیا جائے اور انہیں دکن آنے کے لئے کہا جائے۔" [۱]

ایک اور سکھ ودوان نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

"ظفر نامہ پہنچنے پر بادشاہ نے وزارت پناہ منعم خان کو دو ہی چٹھی لکھوائی اور محمد بیگ گرزبردار اور شیخ یار محمد منصب دار کے ہاتھ سے اسے بھیجی اس میں بادشاہ نے وزیر کو لکھا کہ وہ گورو صاحب کو منائے اور انہیں دہلی بلائے۔ اور شاہی فرمان ان کے تک پہنچا کر کسی منصب دار کے ساتھ انہیں بادشاہ کے پاس بھیج دے۔" [۲]

پنچ خالصہ دیوان کے سیکرٹری بابو تیجا سنگھ جی کی طرف سے شائع شدہ ظفر نامہ مترجم میں مرقوم ہے کہ :-

"مؤرخین نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس ظفر نامہ کے پڑھنے کے بعد اورنگ زیب نے ... ... پنجاب کے تمام حاکموں کی طرف شاہی فرمان جاری کیے کہ آئندہ گورو گوبند سنگھ جی پر کوئی چڑھائی نہ کی جائے۔ اور گورو جی کے پاس بھی گرزبردار کے ذریعہ شاہی مراسلہ بھیجا۔ جس میں مرقوم تھا کہ آپ جہاں چاہیں رہ سکتے ہیں اور ان حکام کو مناسب سزا دی جائے گی جنہوں نے میرے عہد نامہ کو توڑ کر حملہ کیا ہے۔" [۳]

بھائی ویر سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ :-

"گورو گوبند سنگھ جی کو میری حکومت میں کہیں چلنے پھرنے کی رکاوٹ نہیں اور نہ کوئی صوبہ یا عہدیداران سے جنگ کرے۔" [۴]

بھائی سنتوکھ سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ جب یہ ظفر نامہ گورو گوبند سنگھ جی نے اپنے پیارے بھائی

---

[۱] گورمت لیکچر صفحہ ۲۲۹ [۲] سکھ اتہاس بارے صفحہ ۱۳۵

[۳] ظفر نامہ مترجم صفحہ ۱۱

[۴] گورپرتاپ سورج سمپادت صفحہ ۴۱۹

دیا سنگھ کے ہاتھ اورنگ زیب کی طرف ارسال کیا[۴] تو اس نے اسے ہاتھ میں لے کر یہ کہا تھا کہ :-

بھیر نانکی دا کی سنا دا ہے میرا دیکھو برادری دعوی[۱] ؎

یعنی اورنگ زیب نے یہ کہا تھا کہ میرا گورو گوبند سنگھ جی سے برادری کا تعلق ہے -

برادری کا تعلق یہی ہو سکتا ہے کہ گورو جی بھی بت شکن تھے اورنگ زیب کو بھی بت پرستی سے سخت نفرت تھی

ان تمام حوالہ جات سے یہ ثابت ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی کا اسلام یا مسلمانوں سے کوئی جھگڑا نہ تھا

اور نہ اورنگ زیب سے ہی کوئی عداوت تھی۔ اورنگ زیب کے دل میں سکھ گورو صاحبان کے لئے پورا

احترام تھا جب اسے یہ معلوم ہوا کہ پہاڑی راجاؤں اور بعض حکام نے مل کر گورو جی کو بلا وجہ تنگ کیا ہے

اور انہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے تو اس نے فوراً ایکشن لیا اور گورو جی کے لئے ہر ممکن

سہولت بہم پہنچانے کے فرمان جاری کئے۔

ایک اور سکھ ودوان نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

" تاریخ گواہی دیتی ہے کہ بکتسر کی جنگ کے بعد بادشاہ کی طرف سے کبھی فوج کشی

نہیں کی گئی ... ... مؤرخ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اورنگ زیب اپنے

آخری ایام میں بہت ہی نیک بن گیا تھا "[۳]

اورنگ زیب تو شروع سے آخر تک ایک دیندار بادشاہ تھا اسے بدنام کرنے کے لئے جھوٹے

قصے اور بے بنیاد افسانے وضع کئے گئے۔ اس نے خود کسی بھی شخص کو مذہب کے نام پر کوئی سزا

نہیں دی۔ اور نہ مذہب کے نام پر کوئی خون بھی کیا۔

ایک سکھ ودوان سردار رندھیر سنگھ جی سکھ ہسٹری ریسرچ سکالر نے بیان کیا ہے کہ :-

" اورنگ زیب کے خاص منشی عنایت اللہ خان اسمی کے تالیف کردہ 'احکام عالمگیری'

(قلمی) کی ایک کاپی اتر پردیش کی ریاست رام پور کے کتاب گھر میں محفوظ ہے اس کے

ساتویں اور آٹھویں ورق پر شہزادہ معظم بہادر شاہ صوبیدار پنجاب، ملتان اور کابل کے

دیوان اور نائب صوبیدار پنجاب منعم خان کی طرف بادشاہ کا یہ حسب الحکم درج ہے کہ :-

اس وقت بادشاہ کی طرف سے وزیر صاحب (منعم خان جی) آپ کی طرف لکھنے کا حکم ہوا ہے کہ

نانک پنتھیوں (سکھوں) کے سردار گوبند (سنگھ) کی طرف سے وکیل کے ذریعہ بادشاہی دربار

۱؎ بھائی کیر سنگھ چھبر بیان کرتے ہیں کہ گورو جی نے بھائی دیا سنگھ سے یہ کہا تھا کہ :-

جکھن گیتا اوسے نال پوتھی اورنگے دے ہتھ دتی (شبد مورت ص ۳۲)

۲؎ گوپرتاپ سورج ایں یکم - انسو ۲۱ ۳؎ مختصر و مکمل تواریخ گورو خالصہ اردو ص ۲۰۹ -

میں حاضر ہونے کے ارادے اور شاہی فرمان حاصل کرنے کی خواہش سے متعلق عرضداشت پہنچی

تھی۔ بادشاہ نے فرمان جاری کر کے انہیں عزت بخشی ہے (محمد بیگ گرز بردار منصب دار

کو جو فرمان لے کر آ رہے ہیں۔ یہ حسب الحکم آپ تک پہنچانے کی اجازت ملی ہے۔ آپ کو چاہیئے

کہ ان (گورو جی) کو دلاسا اور تسلی دے کر اپنے پاس بلائیں۔ اور فرمان پہنچانے کے

بعد عام رعایا کی طرح ایک اعتباری بندہ جو ملنسار (باسلوک) اور دانا ہو۔ گرز

بردار اور منصب دار کے ساتھ دے کر انہیں (گورو جی) کو بادشاہ کے حضور پہنچائیں۔ اس

بارہ میں بادشاہ کی طرف سے بہت تاکید ہے "[۱]

ایک اور مقام پر سردار صاحب موصوف نے یہ بیان کیا ہے کہ :

" اس موقعہ نواب وزیر خان فوجدار سرہند کی طرف لکھے گئے ایک حکم میں بھی گورو کی اصل خط و

کتابت اور شاہی فرمان کے جاری ہونے کا ذکر ہے "[۲]

ان حوالہ جات سے ظاہر کہ اورنگ زیب گورو گوبند سنگھ جی کا احترام کرتا تھا۔

گورو گوبند سنگھ جی اور بہادر شاہ

اورنگ زیب کے بعد اس کا بڑا بیٹا معظم شاہ دہلی کے تخت پر بیٹھا اور اس نے اپنا لقب

بہادر شاہ تجویز کیا۔ سکھ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ اسے حکومت دلانے میں گورو گوبند سنگھ جی نے بہت

بڑی مدد کی تھی اگر گورو جی اس کی امداد نہ کرتے تو شاید وہ بادشاہ بننے میں کامیاب نہ ہوتا۔ اور ہندوستان کی

عنان حکومت اس کے چھوٹے بھائی کے ہاتھ میں چلی جاتی۔ وہ لوگ جو گورو گوبند سنگھ جی سے متعلق یہ خیال

کرتے ہیں کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن تھے۔ اور مغلیہ حکومت کا تختہ الٹنا ان کا نصب العین تھا۔ انہیں

اس امر پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا اس طرح گورو جی نے بہادر شاہ کی امداد کر کے

بھارت میں ایک بدیشی دھرم کے ماننے والوں کی غیر ملکی حکومت کے قیام میں مدد نہیں کی تھی ! ہمارے

نزدیک تو گورو جی مسلمانوں کے دشمن نہ تھے اور نہ وہ انہیں غیر ملکی قوم تصور کرتے تھے۔ کیونکہ اگر

مسلمانوں سے متعلق ان کے یہی خیالات ہوتے کہ یہ غیر ملکی ہیں تو وہ بہادر شاہ کی امداد کے لئے تیار نہیں

ہو سکتے تھے۔ گیانی گیان سنگھ جی نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ بہادر شاہ کو بہادر شاہ خطاب بھی گورو جی

نے ہی دیا تھا۔[۳] گیانی جی نے اس بارہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب گورو جی کو اس کا علم ہوا کہ اورنگ زیب کا

۱؎ شبد مورت ص ۳۵-۳۶ ۲؎ شبد مورت ص ۳۵

۳؎ گوردھام سنگرہ ص ۲۶۸ .

چھوٹا لڑکا تخت سنبھالنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے تو آپ نے فرمایا کہ :-

"تخت تو اورنگ زیب کے بڑے بیٹے کا حق ہے اعظم شاہ کو اس کی موت لئے آ رہی ہے" [1]

سکھ مؤرخین کا بیان ہے کہ اورنگ زیب کے بڑے بیٹے معظم شاہ نے جب یہ دیکھا کہ اعظم حکومت پر قبضہ کرنے میں کوشاں ہے۔ تو اس نے بھی مقابلہ کرنے کی ٹھان لی۔ مگر جب اس نے موازنہ کیا اور خود کو فوجی جمعیت کے اعتبار سے کمزور پایا تو اس نے سکھوں کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کی۔ اور یہ کام اس نے اپنے منشی بھائی نند لال جی کے سپرد کیا۔ جب بھائی جی گورو جی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے بات چیت کی تو گورو جی نے بہادر شاہ کی امداد کرنا منظور کر لیا۔ اور اسی وقت ۲۰۵ سکھ سورمے بھائی جی کے ہمراہ بھجوا دیئے۔ اور کہا کہ وہ خود بھی جلد مزید سکھوں کو لے کر پہنچ رہے ہیں۔

گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ :-

"سکھوں کو دیکھ کر بہادر شاہ بہت خوش ہوا اور دو روپے روز سوار اور پانچ روپے سردار کا روزینہ مقرر کر کے اپنے پاس رہنے کا حکم دیا" [2]

اس کے بعد بھی جتنے سکھ بہادر شاہ کے پاس آتے رہے وہ ان کا ادب اور احترام کرتا رہا۔ اور ان کے روزینے مقرر کرتا رہا۔

پنڈت تارا سنگھ جی نروتم نے بہادر شاہ کا گورو جی سے مدد طلب کرنا اور گورو جی کی مدد سے فتح پانا بیان کیا ہے [3]۔ اور گیانی ٹھاکر سنگھ جی لکھتے ہیں کہ :-

"یہ سری گورو دسم پاتشاہ سچے پاتشاہ دین دنی کے والی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا تمام حال سنا کر شرن میں آیا۔ اور اورنگ زیب کے بیٹے تارا اعظم سے جنگ کر کے ست گورو جی کی مہربانی سے بادشاہ بنا اور حکومت کرنے لگا" [4]

بعض سکھ مورخین نے تو یہ بھی بیان کیا ہے کہ اعظم شاہ گورو جی کے تیر سے ہی مرا تھا [5]

ایک ہندو دودوان رستم طراز ہیں کہ :-

"شہزادہ معظم نے نند لال سے درخواست کی کہ وہ گورو صاحب سے التماس کر کے اس کے حق میں دعا کرائیں کہ وہ اورنگ زیب کے بعد بادشاہ بنے گورو صاحب نے شہزادہ معظم کو آشیرباد دی" [6]

---

[1] تواریخ گورو خالصہ پنتھ ص ۱۳۸۲ [2] تواریخ گورو خالصہ ص ۱۳۸۶

[3] گورو تیرتھ سنگرہ ص ۲۲۳ [4] گوردوارے درشن ص ۱۷-۱۱۶

[5] مختصر مکمل تواریخ گورو خالصہ اردو ص ۲۳۶ و سوانح عمری گورو گوبند سنگھ ص ۲۱۰ و تواریخ گورو خالصہ پنتھ ص ۹۷۶

[6] دسمیش تپا ص ۱۱۰

مشہور سکھ بزرگ بھائی سنتو کھ سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

سنگھن پرتی پربھ حکم بکھانا　　تمر بیہہ چڑھے نہیں اس ٹھانا
صاحب سنگھ سنگ لے صاحب　　بھئے پردلیش بلوک عجائب
کچھ تھورے امراؤن مانہوں　　بیٹھیو ہتو بہادر شاہو
سوروج سم ست گورو کو دیکھا　　کمل بلوچن کھرے وشیکھا
اٹھ کر گت سمیپ آئیو　　ووے ہتھن دوے چرن لگائیو
سری پربھ کر یا درشٹ کر ہیرا　　تھاپی دل کنڈ تس بیرا
سکھ سو بھگتیو بڈ پاتشاہی　　بنی پرتھم دل تم آہی
جب لو توہے اچھی تن کی　　پورہو انند بانچھا من کی [1]

بھائی جی بیان کرتے ہیں کہ گورو جی نے سکھوں سے کہا تھا کہ آپ گھوڑوں پر سوار ہی یہاں ٹھہریں۔ اور خود صاحب سنگھ کو ساتھ لے کر وہاں گئے جہاں بہادر شاہ اپنے چند امراء کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ بادشاہ نے جب گورو جی کو آتے دیکھا تو وہ فوراً استقبال کے لئے گورو جی کے پاس آیا اور ان کے قدم پکڑ لئے۔ گورو جی نے اس کی طرف شفقت بھری نظر کی اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر شاباش دی۔ نیز کہا کہ آپ آرام سے حکومت کریں جب تک زندہ رہیں خوش و خرم رہیں اور تمام مرادیں پوری ہوں۔

بھائی صاحب نے اس کے ساتھ ہی یہ بھی بیان کیا کہ :

چندن چوکی سمن ڈسائی　　تس پرست گورو لے بٹھائی
ہاتھ جوڑ بہو بنے بکھانی　　تم سہائتا میں سب جانی
اندھ میں درشن دے رپ مارا　　مجھ کو سلطن دئی ادارا [2]

یعنی بہادر شاہ نے گورو جی کو چندن کی چوکی پر بٹھایا اور ہاتھ جوڑ کر یہ عرض کیا کہ آپ کی مدد سے ہی کامیاب ہوا ہوں۔ آپ نے میدان جنگ میں کود کر میرے دشمن کو ہلاک کیا ہے اور مجھے سلطنت بخشی ہے۔

گورو گوبند سنگھ جی نے بہادر شاہ کو اس کے جواب میں یہ فرمایا تھا کہ :-

سری پربھ کہیو پوری اب بانچھے　　گورگھر سو ثابت رہ آچھے
ابھلکھ بہو لگ بھو گمو راجو　　سم ہند جگ میں تو ہے سماجو [3]

یعنی گورو جی نے اسے فرمایا کہ اب آپ کی مراد تو پوری ہو گئی ہے اب آپ گورو گھر سے خوشگوار

---

[1] گور پرتاپ سورج گرنتھ ایم ایم انس ۴۹ [2] گور پرتاپ سورج این ایم انس ۴۶۔

[3] گور پرتاپ سورج این ایم انس ۴۶

تعلقات رکھیں۔ اس طرح آپ اپنی تمام عمر آرام سے حکومت کر سکیں گے۔ اور آپ ایسا خوش قسمت دنیا میں اور کوئی بھی نہیں ہوگا۔

اس پر بہادر شاہ نے بہت سی قیمتی اشیاء گورو صاحب کی نذر کیں جیسا کہ بھائی جی نے بیان کیا ہے کہ:۔

کلغی ہمری گرو کے سر ہیر   بولیو شاہ بہادر پھیر
لاکھوں قیمت جڑے جواہر   جگ مگ زیب عجب کی ظاہر
اس کلغی سے اُدُر خزانے   سنگ دو شالے بستر سہانے
اک دھکدھکی مولہ بہہ کرکا   آنو ایہہ نہ کیجئے دیر دا
سن خزانچی تت چھن آنی   گورو کے دھر ہر لکھانی [1]

یعنی بہادر شاہ نے یہ دیکھ کر کہ گورو جی اپنی دستار میں کلغی لگاتے ہیں اپنے خزانہ سے ایک بہت قیمتی کلغی جس میں ہیرے اور جواہرات جڑے ہوئے تھے گورو جی کی بھینٹ کی۔ اور اپنے خزانہ سے دوسری قیمتی اشیاء بھی گورو جی کی نذر کیں۔

بھائی جی بیان کرتے ہیں کہ گورو گوبند سنگھ جی نے بادشاہ کو اشارہ کر کے صاحب سنگھ کو بھی خلعت دلوایا تھا۔ جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ:۔

نکٹ پور صاحب سنگھ کھریو   ہمری ستہ گورو لدہتی کریو
چشم اشارت دے سمجھائیو   خلعت شاہ سو دیہہ اچواتیو
پیچہ چلکت کلغی جوتے   لی اٹھائے دھکدھکی سوئے
خوشی کر کا گور باہر آئے   صاحب سنگھ چلتہ پچھوائے [2]

یعنی گورو جی نے اپنے ساتھی بھائی صاحب سے متعلق بہادر شاہ کو آنکھ سے اشارہ کیا۔ اور بہادر شاہ نے اپنے پیارے کلغیدھر کا اشارہ پا کر فوراً ایک خلعت صاحب سنگھ کو بھی دے دیا۔ گورو جی کل سامان خلعت وغیرہ صاحب سنگھ کو اٹھوا کر خوشی خوشی باہر آگئے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ گورو جی نے اپنے ساتھی صاحب سنگھ کو بھی مغل بادشاہ بہادر شاہ سے خلعت دلوایا تھا۔ اور یہ کل سامان لے کر گورو جی خوشی خوشی لوٹے تھے۔

مشہور سکھ ودوان بھائی ویر سنگھ جی نے گورو پرتاپ سورج گرنتھ کو سمپادت کرتے ہوئے یہاں پر یہ نوٹ دیا ہے کہ:۔

"کلغیدھر جی کا ادب اور احترام بہادر شاہ نے اس فتح کی خوشی میں کیا تھا۔ جو سکھوں

---

[1] گورو پرتاپ سورج این یکم۔ انسو ۴۶   [2] گورو پرتاپ سورج این یکم۔ انسو ۴۶۔

کی مدد سے اسے اپنے بھائی پر حاصل ہوئی تھی"۔ [1]

بھائی صاحب موصوف نے اس سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ:۔

"بہادر شاہ نے گورو جی سے مدد حاصل کرنے کے لئے درخواست کی تھی۔ گورو جی نے اسے تخت کا جائز وارث سمجھ کر ... ... اس کی امداد کرنا منظور کر لیا تھا۔ اور فتح کے بعد دکن کے سفر میں کچھ پڑاؤ عام سنگتوں میں گورسکھی کا پرچار کرتے اور بہادر شاہ کو شبد سکھیا دیتے اس کے ساتھ رہے ... ... بعض غیر ملکی اور غیر سکھ مصنفین اس میل جول کو گورو جی کا بادشاہ کے لشکر میں ملازمت کرنا بیان کرتے ہیں"۔ [2]

ہمیں اس بحث میں جانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ گورو گوبند سنگھ جی نے بہادر شاہ کی ملازمت اختیار کی تھی یا نہیں کیونکہ ہمارے نزدیک کسی گورو پیر کا وقتی طور پر کسی ضرورت کے ماتحت کوئی ملازمت کر لینا اس کی بزرگی پر اثر انداز نہیں ہو سکتا آخر سکھ کتب کی رو سے گورو نانک جی مہاراج نے نواب دولت خان لودھی کی ملازمت ہی تو کی تھی جب کہ آپ اس کے مودی بنے تھے۔ دوسرے اس زمانہ میں سرکاری ملازمت کا موجودہ مروجہ طریق ہی نہیں تھا اور نہ کوئی گریڈ یا کیڈر ہی مقرر ہوا کرتے تھے البتہ ان دنوں روزینے دیئے جاتے تھے۔ اس لئے ہمارے نزدیک اس بحث میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ البتہ یہ بات مسلمہ فریقین ہے کہ گورو جی نے بہادر شاہ کی فوجی مدد کی تھی اور اس کو دہلی کا تخت دلوایا تھا۔ کیونکہ گورو جی کے نزدیک بہادر شاہ دہلی کے تخت کا جائز وارث تھا۔ اور ایک جائز وارث کا حق دلانا ہی گورو جی کا اصل مشن تھا۔

سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ جب بہادر شاہ نے فتح حاصل کی تو اس نے اپنی تاجپوشی کی رسم ادا کرنے کے موقعہ پر اپنے ماموں ایمان بیگ کو گورو جی کی خدمت میں بھیجا اور سکھوں کی طرف سے دی گئی فوجی امداد کا شکریہ ادا کیا اور روزینہ وغیرہ بھی نذر کیا۔ اس کے بعد

"گورو جی سے وعدہ لے کر بہادر شاہ نے ڈیڑھ لاکھ روپیہ یا اشرفیاں خالصہ جی کو خرچ انعام اور ایک پالکی۔ ہاتھی گورو جی کے لئے بھجوا کر دہلی کی طرف چڑھائی کر دی"۔ [3]

ڈاکٹر گنڈا سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"گورو جی نے چند خاص خاص سکھوں کو ساتھ لے کر بادشاہ سے ملنے کیلئے گئے شاہی ٹھکانا پر پہنچ کر تمام سکھوں کو باہر چھوڑ دیا۔ اور خود صرف ایک سکھ کو ساتھ لے کر اندر گئے۔ گورو جی

---

[1] گورو پرتاپ سورج گرنتھ سمپادت ص ۶۱۷۵   [2] گورو پرتاپ سورج گرنتھ سمپادت ۶۱۰۶

[3] تواریخ گورو خالصہ ص ۱۳۹۲

پہ حبی میں سے گزر کر بادشاہ کے پاس جانا تھا۔ جاکر اس سکھ کو بھی چھوڑ دیا اور آپ اکیلے اندر گئے۔ بادشاہ آپ سے مل کر بہت خوش ہوا۔ جاجو کی رہائی میں اس کی موجودگی تھی اس کا شکریہ ادا کیا اور نشانی کے طور پر ایک قیمتی خلعت جڑاؤ دستار، ایک دھکدھکی اور جگہ کلغی وغیرہ جن کی قیمت تقریباً ساٹھ ہزار روپیہ تھی نذر کئے۔ گورو جی نے ڈیوڑھی پر جو سکھ کھڑا کیا تھا اسے بادشاہ کی حاضری میں بلایا۔ اور خلعت وغیرہ سامان خیمہ میں لے جانے کے لئے دے دیا "۔ [۱]

گورو گوبند سنگھ جی کے درباری شاعر سیناپت جی نے بھی بہادر شاہ کی طرف سے دیئے گئے خلعت وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ :-

شاہ آپ تن اور نہارا — درشن دیکھ بھیو متوارا
تن من دھن کے ادھک لکانا — کنول دیکھ جو بھنور لبھانا
دھن دھن پربھ الکھ اپارا — نہچل کینو راج ہمارا

... ...

کلغی اور دھگدھگی آئی — خلعت ایک شاہ سنمانی
شاہ پربھ کو بھینٹ چڑھائی — خوشی کرد تم سو بن آئی [۲]

گورو گوبند سنگھ جی نے خود بھی اپنے ایک حکم نامہ میں بہادر شاہ سے خلعت ملنے کا ذکر کیا ہے چنانچہ ان کے حکم نامہ کے اصل الفاظ یہ ہیں کہ :-

"۱۰ ست گورو جی ——— سربت سنگت دھول کی تسیں میرا خالصہ ہو گورو رکھے گا گورو گورو جپنا جنم سورے گا۔ سرب سکھ نال پاتشاہ پاس آئے سروپا اٹھ ہزار کی دھکدھکی جڑاؤ انعام ہوئی ہور بھی کم گورو کا صدقہ سب ہوتے ہیں۔ اسیں بھی تھوڑے ہی دناں نوں آوندے ہاں سربت سنگت خالصے کو میرا حکم ہے۔ آپس مو میل کرنا جد اسیں کہلور آوتے تد سربت خالصے ہتھیار بنہہ کے حضور آونا جو آوے گا سو نہال ہو وے گا دو تولہ سوتا تس کے روپے چالیس اسال جماں نوں مستا ہی بخشے ہیں۔ تسا دہ حکم دیکھدیاں ہی ہنڈی کرا کے بھیجنی میوڑے نوں تہرت بھیجنی میوڑا ڈھل کرنے نال سنگت دچوں کڈھ دینا پیسے ہنڈی کرا کے بھیجنا ۴ ۱۰۶ امتی کاتک ۲ ایک ماسہ" [۳]

---

۱ سکھ اتہاس بارے ص۲۱۱-۲۱۲ ۲ سری گورو سوبھا ص۹۵-۹۲
۳ سکھ اتہاس بارے ص۲۳-۴۲

ڈاکٹر گنڈا سنگھ جی نے گورو صاحب کے اس حکم نامہ کے بارہ میں یہ لکھا ہے کہ :-

"گورو صاحب کے اس خط کی تاریخی اہمیت بہت زیادہ ہے گورو صاحب کے بادشاہ سے ملنے اور اس کے خلعت دینے کے ذکر کے علاوہ اس میں ان باتوں کا بھی اشارہ کیا گیا ہے" جو گورو کے صدقے "بادشاہ سے پوری تھیں یہ باتیں ... ... دوستانہ بات چیت کے علاوہ اور کیا ہو سکتی تھیں"۔ [۱]

ان حوالہ جات سے عیاں ہے کہ بہادر شاہ اور گورو گوبند سنگھ جی کے نہایت اچھے دوستانہ تعلقات تھے۔ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ گورو جی مسلمانوں کو ایک بدیشی قوم اور مغلیہ حکومت کو ایک غیر ملکی حکومت تصور کرتے تھے۔ انہیں ان باتوں پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اگر ان کا یہ خیال درست ہوتا تو پھر نہ تو گورو جی ہی بہادر شاہ کا ساتھ دیتے اور نہ بہادر شاہ کے دل میں ہی گورو جی کے لئے کوئی احترام ہوتا۔

سکھ تاریخ سے یہ امر واضح ہے کہ بہادر شاہ اس کے بعد بھی وقتاً فوقتاً گورو جی کی خدمت کرتا رہا۔ گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بہادر شاہ نے پانچ لاکھ روپیہ نقد اور چند اشرفیاں ان سکھوں کے انعام وغیرہ کے لئے دیں جو جنگ میں لڑنے کے لئے گورو جی نے ماجھے اور مالوے سے بلائے تھے۔ اس کے علاوہ ایک لاکھ کے زیورات، سونے چاندی کے برتن اور ریشمی کپڑے ماتا سندری جی کے لئے بھی بھجوائے تھے اس کے ساتھ ہی لنگر کے لئے سوا سو روپیہ اور پچاس گھوڑوں کے لئے روزانہ دانہ اور بارہ ہزار روپیہ سالانہ مقرر کر دیا تھا۔ [۳]

اس کے بعد بھی بہادر شاہ کی طرف سے سکھوں کو روزینہ ملتا رہا۔ اور گورو گوبند سنگھ جی سے اس کے بہت اچھے اور دوستانہ تعلقات رہے۔ [۴]

ایک مرتبہ بہادر شاہ نے گورو جی کے لئے بہت سی قیمتی اشیاء بھجوائی تھیں چنانچہ مرقوم ہے کہ :-

"بہادر شاہ نے جگہ، کلغی، سرپیچ موتیوں کی مالا، تلوار، ڈھال، کمان، خلعت ... ... جو جملہ سامان سوا لاکھ کا تھا گورو جی کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا آپ مجھ پر ہمیشہ مہربانی کرتے رہیں"۔ [۵]

ایک مورخ تو یہ بھی لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں نے فرضی دریہ بھی گورو جی کے نام سے فائدہ اٹھا کر

---

۱ سکھ اتہاس بارے ص۲۳ ۲ گور پرتاپ سورج ابن ایکم ۴۶
۳ تواریخ گورو خالصہ ص۱۳۹۹ ۴ تواریخ گورو خالصہ ص۱۴۰۲
۵ تواریخ گورو خالصہ ص۱۴۰۲

جاگیریں حاصل کی تھیں۔ جیسا کہ سوڈھی ابھے سنگھ جی نے جو گورو جی سے بے مکھ ہو کر بھاگ گیا تھا۔ یہ دیکھ کر بہادر شاہ کے ساتھ گورو جی کے دوستانہ تعلقات ہیں دہلی جا کر خود کو گورو جی کی اولاد سے ظاہر کر کے کافی جاگیر حاصل کر لی تھی۔[1]

سکھ تاریخ سے واضح ہے کہ جب بہادر شاہ گورو جی کو ساتھ لے کر حیدر آباد کی طرف جا رہا تھا۔ تو راستہ میں مسلمان سپاہیوں اور سکھ سپاہیوں میں کسی بات پر تنازعہ ہو گیا۔ دونوں طرف سے کافی آدمی مارے گئے اور زخمی ہو گئے۔ گورو جی کا ایک خاص سکھ بھائی مان سنگھ بھی اس جھگڑے کی نذر ہو گیا۔ بہادر شاہ کو پتہ چلا تو اس نے بھائی مان سنگھ کا قاتل اور دو سو کے قریب دوسرے سپاہی پکڑ کر گورو جی کے حوالے کر دیئے۔ مگر گورو جی نے بہادر شاہ کا یہ محبت بھرا سلوک دیکھ کر سدبھاونا کو مد نظر رکھتے ہوئے ان سب کو معاف کر دیا اور کسی کو کوئی سزا نہ دی۔[2]

ایک مرتبہ پھر بعض مسلمان سپاہی اور سکھ آپس میں الجھ گئے اس موقعہ پر بھی بہادر شاہ نے سدبھاونا کا ثبوت دیا۔ اور سب مجرم مسلمان سپاہیوں کو سزا دے کر معاملہ رفع دفع کروا دیا۔[3]

مشہور سکھ بزرگ بھائی سنتوکھ سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک قاضی نے گورو جی پر کچھ زیادتی کی جب بادشاہ کو اس کا علم ہوا تو اس نے قاضی کو مناسب سزا دے کر گورو جی کے مفاد کی حفاظت کی جیسا کہ مرقوم ہے کہ:۔

ام کہہ قاضی کین تگیرا   گور کو جانیو پیرن پیرا
سلطن دنگ موہے کو جانے   سو کیسے کرام نہ مانے[4]

یعنی:۔

"بادشاہ نے گورو جی کی بات کو درست تسلیم کیا ہے اور قاضی کو شرارتی جان کر اس کی تبدیلی کر دی"۔[5]

سکھ اتہاس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب بہادر شاہ دکن کی طرف جا رہا تھا تو راستہ میں برہان پور کی سنگت نے گورو جی کو چند دنوں کے لیے روک لیا۔ بادشاہ نے اپنے آدمی بھیج کر آپ کو بلا لیا۔ اور اشرفیوں کی ایک تھیلی گورو جی کی خدمت میں پیش کی۔ گورو جی نے فرمایا کہ ہمیں برہان پور کی سنگت نے روک لیا تھا اب آپ کا پریم کھینچ لایا۔[6]

۱۔ تواریخ گورو خالصہ ص ۱۳۸۶
۲۔ تواریخ گورو خالصہ ص ۲۱۷۷
۳۔ گورپرتاپ سورج سپادنت ص ۶۱۹۰
۴۔ دیگہ تیغ دا مالک ص ۵۹۹ اور دھرم دا چھترہ ص ۲۸۰
۵۔ گورپرتاپ سورج این یکم انسو ۴۸
۶۔ تواریخ گورو خالصہ ص ۱۰۲

سردار گنڈا سنگھ جی بیان کرتے ہیں:۔

"تاریخ بہادر شاہی سے یہ امر واضح ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی جو کہ گورو نانک جی کے جانشین تھے ان اضلاع میں سفر کرنے کے لئے شاہی کیمپ کے ساتھ آئے ہوئے تھے۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ آپ دنیاوی۔ مذہبی اور دوسرے ہر قسم کے لوگوں کی سنگت میں پرچار کرتے رہتے تھے"۔[1]

اس سے صاف ظاہر ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی کو اپنے عقائد اور خیالات کا پرچار کرنے کی مکمل آزادی تھی بہادر شاہ یا اس کی حکومت کی طرف سے ان پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں تھی۔

ڈاکٹر گنڈا سنگھ جی نے یہ بھی لکھا ہے کہ بہادر شاہ نے اپنی حکومت کے ابتدائی ایام میں منیر خان کے نام یہ فرمان جاری کیا تھا کہ گورو جی کو تین سو روپیہ روزانہ دیا جائے جیسا کہ مرقوم ہے کہ:۔

"بادشاہ نے اپنی حکومت کے ابتدائی ایام میں منیر خان کے نام یہ فرمان جاری کیا تھا کہ وہ گورو جی کو تین سو روپیہ روزانہ دیا کرے"۔[2]

گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بہادر شاہ احمد نگر سے گولکنڈے کی طرف جا رہا تھا۔ وہ گورو جی کی خدمت میں حاضر ہوا اور قیمتی ہیرا گورو جی کی نذر کیا۔[3]

اسی طرح یہ بھی مرقوم ہے کہ بہادر شاہ نے ایک مرتبہ قیمتی ہیرا گورو جی کی نذر کیا۔ گورو جی نے وہ دریا میں پھینک دیا۔ بہادر شاہ کو یہ بات ناگوار گزری۔ گورو جی نے بہادر شاہ کو یہ کہا کہ ہم اس ہیرے کو خزانہ میں بھی رکھ سکتے تھے۔ مگر اس جگہ پھینک دینے کے سبب سے اب اس کا نام ہیرا گھاٹ ہوگا۔ لہذا اس کا نام ہیرا گھاٹ مشہور ہے اور وہاں ایک خوبصورت گورودوارہ بھی بنا ہوا ہے۔[4]

سکھ مورخین نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ بہادر شاہ نے بڑی محبت کا اظہار کرتے ہوئے گورو جی کی ایک تصویر بھی تیار کروائی تھی۔ یہ تصویر جیون سنگھ لیش پٹیالہ کے اتہاس انک مئی ۱۹۵۱ء کے صفحہ ۱۳ پہ شائع ہوئی ہے۔

سکھ تاریخ سے یہ بھی واضح ہے کہ بہادر شاہ نے ایک مرتبہ ایک تلوار گورو گوبند سنگھ جی کی خدمت میں پیش کی تھی۔ یہ تلوار بقول سکھ مورخین حضرت امام حسین علیہ السلام کی یادگاری تلوار تھی۔ اب یہ تخت سری کیس گڑھ کے تاریخی گورودوارے میں موجود ہے۔[5]

۱۔ سکھ اتہاس بارے ص ۲۶
۲۔ سکھ اتہاس بارے ص ۵
۳۔ تواریخ گورو خالصہ ص ۱۰۳
۴۔ تواریخ گورو خالصہ ص ۱۹۶
۵۔ گورودوارے درشن ص ۹۶

سردار بہادر کاہن سنگھ جی کے بیان کے مطابق اس کے ایک طرف یہ عبارت درج ہے کہ :-

نصر من اللہ و فتح قریب

لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ

محیط علم ما کند مہر امیر المومنین حیدر
امام الجن والانس وصی المصطفٰی حقا ^١

اور دوسری طرف یہ عبارت کندہ کی ہوئی ہے :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم
تحفہ است علی فاطمہ حسین و حسن

لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار ^٢

ایک اور سکھ وِدوان نے اس تلوار سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ :-

" بہادر شاہ نے گورو گوبند سنگھ جی کو حضرت علی کی وہ سیف بطور تحفہ بھینٹ کی جسے وہ جنگوں میں استعمال کیا کرتے تھے "^٣

ہم اس بارہ میں وثوق سے کچھ بھی نہیں عرض کر سکتے کہ اس تلوار کا حضرت علیؓ یا حضرت امام حسینؓ سے کیا تعلق تھا تاہم سکھ مورخین نے اسے ایک تاریخی تلوار بیان کیا ہے اسلئے اس کا تذکرہ کر دیا ہے۔ تا یہ ثابت کیا جا سکے کہ بہادر شاہ اور گورو گوبند سنگھ جی کے بہت اچھے اور دوستانہ تعلقات تھے۔

سکھ مورخین کو مسلم ہے کہ ایک مرتبہ بہادر شاہ اور گورو جی کی ملاقات آگرہ کے قریب ہوئی تھی۔ گورو جی بہادر شاہ کی رضامندی سے ہتھیار پہنے بادشاہ سے ملے تھے حالانکہ اس وقت یہ دستور تھا کہ کوئی بھی شخص ہتھیار پہنے بادشاہ کے قریب نہیں جا سکتا تھا۔ بہادر شاہ نے اس وقت ساٹھ ہزار کا قیمتی خلعت اور دوسری متعدد قیمتی اشیاء گورو جی کی بھینٹ کی تھیں ^٤

اس کے علاوہ سکھ تاریخ سے اس امر کی تصدیق بھی ہوتی ہے کہ بہادر شاہ نے نہ صرف یہ کہ خود اپنے پاس سے گورو جی کو وقتاً فوقتاً نذرانے دیئے اور گورو جی کی خدمت میں بڑی بڑی رقوم پیش کیں بلکہ جب وہ گورو جی کو اپنے ساتھ لے کر دکن کی طرف جا رہا تھا تو رستہ میں اس نے دوسرے راجاؤں سے بھی گورو جی

---

١ جہان کوشش ص ٣٦ ٢ جہان کوشش ص ٣٠١
٣ رسالہ سنت سپاہی امرتسر اگست ١٩٥١ء ٤ اخبار شیر پنجاب ١٣ اپریل ١٩٥٣ء

سے بھی گورو جی کو نذرانے دلوائے تھے ^١ بلکہ یہ بھی مرقوم ہے کہ جو لوگ بادشاہ کی خدمت میں نذرانے پیش کرنے آتے تھے۔ بادشاہ پہلے ان سے گورو جی کو نذرانے دلواتا تھا ^٢ اس سلسلہ میں یہ بھی مرقوم ہے کہ بہادر شاہ نے اجمیر پہنچ کر بہت بڑا دربار لگایا اور اس میں بھی اس نے راجاؤں مہاراجاؤں سے گورو جی کو نذرانے دلوائے۔^٣

گورو گوبند سنگھ جی بقول اکثر سکھ مورخین کے ١٧٦٥ بکرمی (مطابق ١٧٠٨ء) میں ریاست حیدرآباد دکن کے مشہور شہر ناندیڑ میں جوتی جوت سمائے تھے ^٤ گورو جی کی وفات سے متعلق متعدد عجیب و غریب اور متضاد باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ ان مختلف اور متضاد باتوں کی بناء پر بھائی ویر سنگھ ایسے وِدوان کو بھی یہ کہنے پر مجبور ہونا پڑا کہ :-

" افسوس کہ گورو صاحب کی شہادت کے متعلق اصل راز واضح نہیں ہوا۔ ہار پرکاش، گور بلاس سو ساکھی اور سورج پرکاش وغیرہ میں ... ... یہ بات مرقوم ہے کہ گورو جی خود گل خان کو اپنے قتل کے لئے طعنے دے دے کر اکساتے رہے " ^٥

ایک اور سکھ وِدوان سردار پیارا سنگھ داتا جی نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

" سکھ تاریخ اور غیر سکھ تاریخ میں گورو جی کے آخری وقت سے متعلق بہت گڑبڑ ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ گورو جی نے کسی پٹھان کو خود اکسایا تھا کہ وہ اپنے باپ دادا کا بدلہ کیوں نہیں لیتا "۔^٦

ایک مشہور معروف ہندو مصنف لالہ دولت رائے جی نے اس سلسلہ میں ایک روائیت اپنے پاس سے وضع کر کے گورو گوبند سنگھ جی کی موت بہادر شاہ کے سر تھوپنے کی ناکام کوشش کی ہے چنانچہ انہوں نے بیان کیا ہے کہ :-

---

١ تاریخ گورو خالصہ ص ١٣٥ ٢ گورو دھام سنگرہ ص ٢٦٩
٣ تاریخ گورو خالصہ ص ٢١٦
٤ تاہم بعض سکھوں کا یہ نظریہ ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی ناندیڑ میں فوت نہیں ہوئے تھے بلکہ وہاں وہ اپنے خاص گھوڑے پر سوار ہو کر روپوش ہو گئے تھے اور بقیہ زندگی انہوں نے بابا اجاپال سنگھ کے روپ میں بسر کی تھی۔ اپنے اس خیال کی تائید میں وہ گورو پرتاپ سورج گرنتھ اور دوسری سکھ کتب سے دلائل پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ان کی طرف سے اس سلسلہ میں ایک کتاب حال ہی میں شائع کی گئی ہے جس میں گورو جی کے ناندیڑ سے بعد کی زندگی پر خاص طور سے روشنی ڈالی گئی ہے ان کا خیال ہے کہ انہوں نے ناندیڑ میں اپنی وفات کو شہرت دے کر ایک ڈپلومیٹک چال چلی تھی جس میں وہ کامیاب رہے تھے۔ لوگوں نے یہی خیال کر لیا تھا کہ گورو صاحب فوت ہو گئے ہیں حالانکہ اس وقت ان کی وفات نہیں ہوئی تھی۔
٥ گورمت سودرگ شہادت ص ٦٢٨٦ ٦ سکھ شہید ص ٥٩

"بہادر شاہ کو گورو گوبند سنگھ کا وجود پہلے سے کانٹے کی طرح کھٹکتا تھا اور وہ بخوبی جانتا تھا
کہ گورو گوبند سنگھ جی کا ادیش کیا ہے اس لئے وہ دل سے تو یہ چاہتا ہے تھا کہ موقع پا کر اس کا
قصہ تمام کر دے، لیکن موقعہ کا منتظر تھا۔" ۱؎

یعنی :-

۲؎
"گورو گوبند سنگھ بہادر شاہ کی سازش سے قتل کیا گیا اور اب گوداوری اس کی وفات کا مقام ہے"

لالہ دولت رائے جی نے گورو گوبند سنگھ جی کے قتل سے متعلق جو "درست روایت" بیان کی ہے اس کا سکھ تاریخ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے کوئی بھی شخص کسی بھی مستند کتاب کا تو ذکر ہی کیا کسی غیر مستند کتاب سے بھی یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ بہادر شاہ نے گورو گوبند سنگھ جی کو قتل کر دیا تھا۔ لالہ جی یہ بات محض اس بغض اور عناد کے نتیجہ میں وضع کی ہے جو ان کے دل میں اسلام اور مسلمانوں سے متعلق بھرا ہوا تھا عجیب بات یہ ہے کہ لالہ جی کو یہ بھی مسلّم ہے کہ بہادر شاہ اور گورو جی کے نہایت خوشگوار اور دوستانہ تعلقات تھے جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ :-

"گورو گوبند سنگھ جی نے بہادر شاہ کا ساتھ دیا اور آگرہ کے مقام پر جو جنگ عظیم مابین بہادر شاہ اور اعظم شاہ ہوئی۔ اس میں گورو گوبند سنگھ جی اپنی کثیر فوج کے ساتھ شامل تھا۔ ... ... جیسا کہ راجوں یا امیروں کا بطور امداد بادشاہوں کے ساتھ لڑائیوں میں شامل ہونے کا دستور تھا وہ بھی بطور رفیق ہمراہ ہوگا۔" ۳؎

پس جب یہ حقیقت خود لالہ دولت رائے کو بھی تسلیم ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی نے بہادر شاہ کی امداد کی تھی اور گورو جی بطور ایک رفیق کے اس کی حمایت میں لڑے تھے اور اسے دہلی کا تخت دلایا تھا تو اس صورت میں یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ بہادر شاہ اپنے رفیق کار کو ہی مروا دے۔ شاید یہ بات وضع کرتے وقت لالہ جی نے اپنی قوم کے کیریکٹر کو مد نظر رکھا ہے اور یہ قیاس کر لیا ہے کہ جس طرح ان کے بزرگ دوسروں سے پنسل گیر ہو کر چھرے گھونپ دیا کرتے تھے یہی حال دوسروں کا ہے۔ مگر یہ بات اسلامی کیریکٹر اور مسلمانوں کی عادت کے سراسر خلاف ہے۔

ہمیں افسوس ہے کہ لالہ جی نے محض اپنے بغض کی بناء پر سراسر غلط اور بے بنیاد روایت اپنے پاس سے گھڑنے کی جسارت کی ہے۔ اگر اس قسم کے جھوٹے اور بے بنیاد افسانوں کو تاریخ کا درجہ دیا جانا درست ہے تو پھر یہ قیاس کیوں نہ کیا جائے کہ گورو جی کو مروانے کی سازش اسی

۱؎ سوانح عمری گوبند سنگھ اردو ص۲۱۷ ۲؎ سوانح عمری گورو گوبند سنگھ جی ص۲۱۶
۳؎ سوانح عمری گورو گوبند سنگھ ص۲۱۰ ۴؎ اکالی پتریکا جالندھر ۲۲ دسمبر ۱۹۵۹ء

گنگو برہمن نے کی تھی، جس نمک حرام نے مخبری کر کے گورو گوبند سنگھ جی کے بچے مع ان کی دادی کے گرفتار کروائے تھے گورو جی کو قتل کرنے والے دیوان سچا نند اور دیوان لکھپت ایسے جگت قصائی تھے جنہوں نے صوبہ سرہند کے دربار میں گورو جی کے بچوں کو مروانے کا رول ادا کیا تھا حالانکہ صوبہ سرہند نے قاضی کے کہنے پر ان بچوں کو چھوڑ دیا تھا۔ ۱؎ گورو جی کے خون میں ہاتھ رنگنے والے وہ ہندو پہاڑی راجے تھے جو گورو جی کے نظریات کو اپنے مذہب کے خلاف سمجھتے تھے اور گورو جی کو ختم کرنے کے خواہاں تھے۔ ان سب کو یہ معلوم ہو چکا تھا کہ گورو گوبند سنگھ جی اور بہادر شاہ کے بہت گہرے تعلقات ہیں۔ جونہی یہ دونوں دکن سے لوٹے ان کی خیر نہیں۔ ان کا انجام بھی وہی ہوگا جو ان کے بزرگوار دیوان چندو لال کا گورو ہرگوبند جی کے ہاتھوں ہوا تھا چنانچہ لالہ دولت رائے نے خود ہی لکھا ہے کہ گورو جی نے بہادر شاہ کی مدد یہ عہد لے کر کی تھی کہ وہ پہاڑی راجے وغیرہ ہندوؤں کو گورو جی کے حوالے کر دے گا۔ جیسا کہ لالہ جی بیان کرتے ہیں کہ :-

"گورو گوبند سنگھ جی نے ... ... کہا کہ ہمارے دادا گورو ارجن کے دشمن چندو لال دیوان کو اس کے سپرد کیا تھا، آپ بموجب وعدہ ... ... راجگان پہاڑی وغیرہ کو جنہوں نے اس کے معصوم بچوں کو قتل کیا تھا میرے حوالہ کریں بہادر شاہ نے اقرار پورا کرنے کا وعدہ تو دہرایا مگر سال کی مہلت چاہی" ۲؎

ایک اور سکھ ودوان سردار پیارا سنگھ داتا نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

"بہادر شاہ نے تخت حاصل کرنے کے لئے گورو جی کے ساتھ جن شرائط پر سمجھوتہ کر کے مدد حاصل کی تھی ان کا سب کو علم تھا۔ پنجاب کے حکام اور ان کے کارندوں نے سکھوں پر بہت ظلم کئے تھے۔ اس سمجھوتہ سے ان کے ماتھے ٹھنکے۔ وہ بھی دل سے یہ چاہتے تھے کہ بہادر شاہ تخت حاصل نہ کر سکے کیونکہ اس سے انہیں جان کا خطرہ تھا... ... ... گورو جی اور بہادر شاہ دکن کی طرف روانہ ہوئے، تو ان لوگوں نے جن کا مطالبہ گورو جی نے بہادر شاہ سے کیا تھا۔ مل کر مشورہ کیا کہ اگر اس وقت گورو جی کو ختم کر دیا جائے تو ہمارا بچاؤ ہو سکتا ہے" ۳؎

الغرض وہ سب کے سب ہراساں اور خوف زدہ تھے انہوں نے سازش کر کے گورو صاحب کو قتل کروا دیا۔ اور ان مکاروں اور دغا بازوں نے اس کام کے لئے دو پٹھان نوجوانوں کو روپیہ وغیرہ کا لالچ دے کر محض اس لئے تیار کر لیا کہ ان دغا بازوں پر کوئی شک نہیں کیا جا سکے گا۔ اور گورو جی کی موت مسلمانوں کے سر تھوپی جا سکے گی لالہ جی نے تو یہ بھی بیان کیا ہے کہ اگر گورو گوبند سنگھ جی ناچھیواڑے میں

۱؎ اکالی پتریکا جالندھر ۲۲ دسمبر ۱۹۵۹ء ۲؎ سوانح عمری گورو گوبند سنگھ جی ص۲۱۰-۱۱
۳؎ سکھ شہید ص۵۸۔

مسلمانوں کے ہاں پناہ لینے کی بجائے کسی ہندو کے ہاں پناہ لے لیتے تو ان کا کام اس سے قبل ہی تمام ہو چکا ہوتا اور وہ جام مرگ پی چکے ہوتے جیسا کہ انہوں نے خود ہی بیان کیا ہے کہ :۔

"گورو گوبند سنگھ جی نے ایسے نازک وقت پر مسلمانوں کے ہاں کیوں پناہ لی ... ... معلوم ہوتا ہے کہ اس نبض شناس کو کوئی سکھ اس نواح میں نظر نہ آیا ہوگا جس کے ہاں وہ پناہ لیتے ہندوؤں کی بزدلی اور خود غرضی پر ان کو بھروسہ نہ ہوگا۔ واقعی اگر وہ کسی کھتری یا براہمن کے گھر پناہ لیتے تو ضرور شربت مرگ ان کے نذر ہوتا!" [1]

پس جب یہ حقیقت خود لالہ جی کو مسلم ہے کہ ہندوؤں پر اعتماد کرنے کی صورت میں گورو صاحب کی موت یقینی تھی تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ گورو جی کو مروانے میں بھی ان ہندوؤں کا ہاتھ تھا جو انہیں اپنے مذہب کا بہت بڑا دشمن تصور کرتے تھے لالہ دولت رائے جی کا گورو جی کے قتل کو بہادر شاہ کے سر تھوپنے کی کوشش کرنا محض ان کے بغض اور عناد کا نتیجہ ہے چنانچہ ڈاکٹر گنڈا سنگھ جی نے لالہ دولت رائے کی اس خود ساختہ اور من گھڑت روائت کی تردید مندرجہ ذیل الفاظ میں کی :۔

"لالہ دولت رائے اپنی تصنیف سوانح عمری گورو گوبند سنگھ میں بادشاہ پر الزام دیتا ہے کہ اس نے گورو صاحب سے خلاصی پانے کے لئے ان کے قتل کروانے کا انتظام کیا بعض بیان کرتے ہیں کہ یہ اس جھگڑے کا نتیجہ تھا جو کہ گھوڑے خریدنے وقت حساب کرتے ہوئے ہو گیا تھا۔ لیکن یہ خیال سکھ اور غیر سکھ مصنفین کی طرف سے متعدد الگ الگ مطلب کے لئے پیش کئے گئے ہیں جو تاریخی تحقیق کی کسوٹی پر پورے نہیں اتر سکتے۔ پس انہیں نا قابل اعتبار سمجھ کر ترک کر دینا چاہیئے۔" [2]

سنگھ صاحب گیانی پرتاپ سنگھ جی نے بھی لالہ دولت رائے کے بیان کردہ اس قصہ کو غلط تسلیم کیا ہے۔ [3]
الغرض لالہ دولت رائے جی کی طرف سے بہادر شاہ پر دیا گیا گورو گوبند سنگھ کے قتل کا الزام سراسر غلط اور بے بنیاد ہے سکھ محققین بھی اس کی تغلیط کر رہے ہیں۔

سکھ تاریخ سے یہ امر واضح ہے کہ گورو صاحب جب زخمی ہوئے تھے تو بہادر شاہ کو اس کا بے حد افسوس ہوا تھا۔ اور اس نے فوراً شاہی جراح اور حکیم گورو جی کے علاج معالجہ کے لئے بھجوائے تھے۔ اور انہوں نے پوری تندہی سے گورو جی کا علاج کیا تھا۔ [4]

---

[1] سوانح عمری گورو گوبند سنگھ ص۱۹۹ [2] سکھ اتہاس بارے ص۱۵ [3] گورمت لیکچر ص۲۰۷
[4] گورو پرتاپ سورج گرنتھ این ۲ انسو ۱۹۔ تواریخ گورو خالصہ ص۱۲۴۷۔ دس گورو جوت پرکاش ص۹۳۔ گوردھام سنگرہ ص۲۷۱ گورپد پرکاش کل ۱۰ چھند ۱۱۸۔ گوربلاس پاتشاہی دسویں بابا سمیر سنگھ ساکھی ۴۴۔

بھائی سنتوکھ سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ جب بہادر شاہ کو گورو جی کے اس طرح زخمی ہونے کا پتہ چلا تو اس نے گورو جی کی خدمت میں لکھا کہ :۔

بیچھے شاہ لکھیو پروانہ	تن خانن پر کپیو مہانا
جے راور کی آئس پاؤں۔	ان بہہن کے ہاتھ کٹاؤں
کے نوکا کے بیچ چڑھاؤں	جل بھیتر میں بسھن ڈوباؤں
ہری گور ڈھگ اٹھو پٹھوائیو	کرپا کرتے ہی حکم الائیو [1]

گیانی ٹھاکر سنگھ جی نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :۔

"یہ خبر حیدر آباد بادشاہ کے پاس پہنچی۔ اسی وقت اس نے خبر کے لئے اپنے اہل کار بھیجے جن کو مہاراج نے پلنگ پر بیٹھ کر درشن دیئے اور بادشاہ کی خیر خیریت دریافت کی ... ... ست گورو جی نے کہا کہ یہ اسی طرح ہی ہونا تھا اور وہ پٹھان بھی مارا گیا ہے کوئی بات نہیں بادشاہ سے کہیں فکر نہ کریں!" [2]

سردار پیار سنگھ داتا نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :۔

"بہادر شاہ کو جب اس حملہ کا پتہ چلا تو اسے بہت دکھ ہوا اور اس نے اپنے شاہی جراح بھیجے" [3]

تاریخ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جب گورو جی کی وفات ہوئی تو بہادر شاہ کے پاس گورو جی کے ترکہ کے بارہ میں رپورٹ پیش ہوئی۔ اس وقت کے رواج اور قانون کے مطابق آپ کے جملہ ترکہ اور جائداد وغیرہ کا شاہی خزانہ میں داخل ہونا ضروری تھا اور بعد کو بادشاہ کی طرف سے گورو جی کے ورثاء کو نئے سرے سے ماتمی خلعت کے طور پر جاگیر وغیرہ دی جانی تھی۔ لیکن بہادر شاہ نے اس کا جو فیصلہ کیا وہ بھی اس کی اس محبت کو ظاہر کر رہا ہے جو گورو صاحب سے متعلق بہادر شاہ کے دل میں تھی چنانچہ مرقوم ہے کہ :۔

"۹ رمضان سنہ ۲... ... (۱۱ دسمبر ۱۷۰۸ء) بعرض رسید کہ اموال گورو گوبند سنگھ متوفی بسیار است۔ درباب ضبط آں ہرچہ امر حکم شد کہ ازیں اموال خزانہ بادشاہاں معمور نمی شود۔ مال درویشاں است مزاحم نہ شود" [4]

یعنی ۱۱ نومبر ۱۷۰۸ء کو بہادر شاہ کی خدمت میں یہ رپورٹ پیش کی گئی کہ گورو گوبند سنگھ جی کی وفات ہو گئی ہے۔ اور ان کی بہت ساری جائداد ہے اور سامان ہے اس سے متعلق حکم دیا جائے مگر بادشاہ نے یہ حکم دیا کہ ہمیں درویش کے مال کی ضرورت نہیں اسے شاہی خزانہ میں داخل نہ کیا جائے اور نہ

---

[1] گور پرتاپ سورج این ۲ انسو ۱۹۔ [2] گورو دوارے درشن ص۲۰۱
[3] گورو گوبند سنگھ جی ہندی ص۱۳۶ [4] ماخذ تاریخ سکھاں ص۸۳

اس میں کوئی دخل دیا جائے۔

ایک اور سکھ ودوان ڈاکٹر گنڈا سنگھ جی نے لکھا ہے کہ:-

"گورو صاحب کی وفات کے ... ... لبعد ۵ رمضان ۱۱۲۰ھ مطابق ۸ نومبر ۱۷۰۸ء (مطابق ڈھنگ) بادشاہ بہادر کے پاس ایک رپورٹ گورو گوبند نانک کی منقولہ جائداد کے انتظام کے بارہ میں حکم کے لئے پیش کی گئی۔ جائداد کافی قیمت کی تھی اور رواج کے مطابق جو کہ شاہی افسر وہ یاد کرواں کے لئے تھا۔ یہ ضبط ہو جانی چاہئے تھی۔ بادشاہ نے یہ کہہ کر کہ اسے ایک درویش کی اشیاء کی ضرورت نہیں۔ حکم دیا کہ یہ سب گورو جی کے ورثاء کے حوالے کر دی جائیں"۔[۱]

ایک اور سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ:-

"اگھر (۱۳ نومبر) جمعرات بادشاہ پاس عرض کیا کہ گورو گوبند سنگھ جی کا مال اسباب بہت ہے۔ اس کی ضبطی سے متعلق کیا حکم ہے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اس مال ومتاع سے خزانہ نہیں بھرتا۔ درویش کا مال ہے کسی طرح کا دخل نہ دیا جائے"۔[۲]

بہادر شاہ کا یہ نظریہ کس قدر پیارا ہے کہ اس کے ایک ایک حرف سے واضح ہے کہ اس کے دل میں گورو گوبند سنگھ جی کے لئے محبت بھرے جذبات تھے۔

بہادر شاہ کے اس حسن سلوک کے پیش نظر ایک سکھ ودوان ڈاکٹر گوپال سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ:-

"شہنشاہ بہادر شاہ ایک سال ان کے قریب رہنے سے اس قدر متاثر ہوا کہ وہ ان کی ایک درویش کی مانند عزت کرتا تھا ان کے بعد اس نے ان کی بہت بڑی جائداد جو قانون کے مطابق حکومت نے ضبط کر لینی تھی۔ ان کے ورثاء کو دے دی"۔[۳]

ایک اور صاحب بیان کرتے ہیں کہ:-

"ایک اور روایت ہے کہ بعض اراکین نے بہادر شاہ کو مشورہ دیا کہ گورو گوبند سنگھ لاکھوں روپے کی جائداد چھوڑ گئے ہیں جو کہ سرکار ضبط کر لینی چاہئے۔ بہادر شاہ نے کہا کہ نہیں گورو صاحب اللہ کے درویش تھے"۔[۴]

اس کے علاوہ تاریخ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بہادر شاہ نے نہ صرف گورو گوبند سنگھ جی کا سارا ترکہ ہی ان کے ورثاء کے سپرد کروا دیا تھا۔ بلکہ اپنی طرف سے ان کے ورثاء کو ماتمی خلعت بھی دیا

---

[۱] سکھ اتہاس بارے ص۷۶ [۲] رسالہ سنت سپاہی امرتسر جنوری ۱۹۵۰

[۳] گورو گوبند سنگھ ص۱۰۰ [۴] دسمیش پتا ص۲۵۲

تھا۔ جیسا کہ مرقوم ہے کہ:-

"۲۶ شعبان سنہ بہادر شاہی مطابق ۳۰ اکتوبر ۱۷۰۸ء کی شاہی دربار کی خبر میں مذکور ہے کہ گورو گوبند راؤ نانک پنتھی کے بیٹے کو باپ کی موت کا ماتمی خلعت دیا جائے"۔[۱]

جس شاہی دربار کی خبر کا مندرجہ بالا اقتباس میں ذکر کیا گیا ہے اس کے اصل الفاظ درج ذیل ہیں:-

"۲۶ شعبان سنہ ۲ (۳۰ اکتوبر ۱۷۰۸ء) حکم شد کہ بہ پسر گورو گوبند راؤ نانک پنتھی خلعت ماتمی مرحمت"۔[۲]

یہ خلعت گورو جی کے لے پالک متبنیٰ کو دیا گیا تھا کیونکہ گورو جی کے اپنے تمام صاحبزادے تو بقول سکھ مؤرخین گورو جی کی زندگی میں ہی وفات پا گئے تھے۔ جیسا کہ ایک سکھ ودوان کا بیان ہے کہ:-

"اس وقت گورو گوبند سنگھ جی کو فوت ہوئے صرف ۲۲ دن ہی گزرے تھے اور یہ بات عام تھی کہ گورو جی کے چاروں صاحبزادے شہید ہو چکے ہیں مگر پھر بھی ماتا سندری جی کے متبنیٰ کو گورو گوبند سنگھ جی کے بیٹے کی حیثیت میں خلعت دے دیا جاتا ہے"۔[۳]

الغرض یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ بہادر شاہ اور گورو گوبند سنگھ جی کے باہمی تعلقات بہت خوشگوار رہے ہیں۔ گورو جی نے اسی دوستانہ تعلقات کی وجہ سے بہادر شاہ کا دہلی کا تخت دلانے کے لئے اس کی فوجی مدد کی تھی۔ جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ گورو جی اسلام اور مسلمانوں کے دشمن تھے اور ان کا مشن اسلام مذہب کی مخالفت تھا اور وہ مسلمانوں کو ختم کر دینے کے خواہاں تھے۔ ہمارے نزدیک وہ سراسر غلطی پر ہے۔

(۱) سید بھیکھ شاہ

سید بھیکھ شاہ صاحبؒ ابو المعالی شاہ صاحب کے مشہور و معروف مرید تھے ان سے متعلق سکھ کتب میں یہ مرقوم ہے کہ انہوں نے پٹنہ جا کر گورو جی کے بچپن میں یہ پرکھ کی تھی کہ گورو جی مسلمانوں اور ہندوؤں میں سے کس کا ساتھ دیں گے۔ تو گورو جی کی طرف سے یہ اشارہ کیا گیا تھا کہ وہ دونوں قوموں کے خیر خواہ ہوں گے۔ چنانچہ مشہور سکھ ودوان سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے لکھا ہے کہ:-

---

[۱] امرنامہ ص۱۱ [۲] ماخذ تاریخ سکھاں ص۸۳

[۳] امرنامہ ص۱۱

[۴] سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ بیان کرتے ہیں کہ:-
"بعض مصنفین نے شاہ بھیکھ کو سید بھیکھ، بھیکھن شاہ بھی بیان کیا ہے" (مہان کوش ص۷۱۳)

"سری گورو گوبند سنگھ جی کی پیدائش اپنی روحانی طاقت سے معلوم کر کے شاہ بھیکھ صاحب پٹنہ پہنچے اور مٹھائی کی دو ٹھلیاں نذر کیں۔ بالا گورو جی نے دونوں ٹھلیوں پر ہاتھ رکھ دیا مریدوں کے دریافت کرنے پر پیر جی نے یہ بتایا کہ میں معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ شخص ہندوؤں کا ساتھ دے گا یا مسلمانوں کا۔ سو میرے دل کی جان کر اس نے دونوں پر ہاتھ رکھ دیا اور مجھے یہ یقین دلایا کہ یہ دونوں قوموں کا سرپرست اور خیر اندیش ہے۔" [1]

گیانی لال سنگھ جی نے سید بھیکھن شاہ کے بارہ میں یہی بیان کیا ہے [2]

مشہور سکھ بزرگ بھائی سنتوکھ سنگھ جی نے یہ لکھا ہے کہ گورو جی کو پیدا ہوئے ابھی چند دن ہی ہوئے تھے کہ یہ مسلمان پیر گورو جی کے درشنوں کے لئے پٹنہ صاحب گیا۔ گورو جی کی ماتا جی بال گورو کو باہر نہیں بھیجنا چاہتے تھے۔ پر پیر صاحب کے اصرار کرنے پر انہیں درشن کرا دیئے گئے۔ اور اس موقعہ پر پیر جی نے دو ٹھلیاں گورو جی کے سامنے رکھ کر یہ آزمائش کی تھی [3]۔

گیانی گیان سنگھ جی نے گورو جی سے متعلق اس مشہور روایت کو ایک اور ہی رنگ دینے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ انہوں نے لکھا کہ:۔

"پیروں میں سے کہڑام والے سید بھیکھ شاہ نام کے پیر نے پرکھ کے لئے دو گھڑی برتن مٹھائی کے آگے رکھ کر ہندو مسلمان دونوں مذہب خیال کر کے دل میں یہ ٹھہرایا کہ گورو جی کسے قبول کرتے ہیں۔ گورو جی نے دونوں پر ہاتھ رکھ کر درمیان تیسرا اور رکھ کر یہ بتلا دیا کہ وہ تیسرا مذہب جاری کریں گے جو پیچھے کر دکھایا۔" [4]

گیانی جی نے یہ تیسرے برتن والی روایت کس بنا پر لکھی ہے اس کا انہوں نے کوئی ذکر نہیں کیا۔
گیانی جی نے اپنی کتاب تواریخ گورو خالصہ کے صفحہ ۹۲۹ پر بھی یہی کچھ بیان کیا ہے
بھائی ویر سنگھ جی نے بھی سائیں بھیکھن شاہ کے اس واقعہ کو ایک اور رنگ میں بیان کیا ہے چنانچہ انہوں نے لکھا ہے کہ:۔

"ایک عبادت گزار فقیر نے اس روشنی کو دیکھ کر اس کی طرف رخ کیا۔ اور اسی رخ پر پٹنہ پہنچا۔ سری گورو جی کے دوار پر جا کر نہ آئے داتا جی درشنوں کے لئے عرض گزاری ... ...

---

[1] نہان کوش صفحہ ۵۳

* گورو گوبند سنگھ جی کا اپنا ارشاد ہے کہ:۔

جاں تے چھوٹ گیئو بھرم ارکا ؛ تہہ آگے ہندو کیا ترکا (سری دسم گرنتھ صفحہ ۱۵۱)

[2] تواریخ گورو خالصہ پنتھ صفحہ ۴۷-۲۵ [3] گورپرتاپ سورج گرنتھ راس ۱۲ انسو ۱۶۔
[4] گورو دھام سنگرہ صفحہ ۲۱۲۔

فقیر سائیں کے دل میں خیال آیا اور پرکھ کرنے کا شوق پیدا ہوا کہ دیکھیں یہ ہندو مذہب کے ہوں گے یا اسلام کے! اور اگر پانی گرا دیں گے تو ہندو سمجھیں گے۔ دو ٹھلیاں لیں۔ ایک میں دودھ اور دوسری میں پانی ڈالا کر بالک جی کے آگے رکھ دیں مگر صاحب کرامت بچے نے ایک ہاتھ سے دونوں الٹ دیں۔ اور اس طرح پانی اور دودھ دونوں گر کر آپس میں مل گئے۔ اور ایک ہو گئے صاف اپدیش دے دیا کہ تعصب کی مخالفت کی۔ اور دھرم آشرم کی مشکی ہندوؤں کی تمیز کر پانی اور دودھ کو ایک کر دیں گے۔ پانی اور دودھ کا پیار مشہور ہے" [1]

بھائی ویر سنگھ کا بیان سکھ تاریخ کے سراسر خلاف ہے کیونکہ کسی مستند کتاب سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔

(۲) سید بدرالدین شاہ (بدھو شاہ)

گورو گوبند سنگھ جی کے مسلمان ساتھیوں میں سید بدھو شاہ جی کو ایک خاص مقام اور مرتبہ حاصل ہے اس نے گورو جی کی بہت شاندار خدمات سرانجام دکھائیں۔ ان کا اصلی نام سید بدرالدین شاہ صاحب تھا لیکن سکھ کتب میں انہیں سید بدھو شاہ صاحب کے نام سے موسوم کیا گیا ہے چنانچہ سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے آپ سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"بدھو شاہ۔ سڈھورہ ضلع انبالہ کا باشندہ ایک مسلمان پیر تھا۔ اس کا اصلی نام سید شاہ بدرالدین تھا۔ اس نے گورو گوبند سنگھ جی کے پاس سفارش کر کے پانسو پٹھان نوکر کرائے تھے [2] جن کے سردار کالا خان۔ بھیکھن خان۔ نجب خان۔ اور حیات خان تھے" [3]

اور بھی متعدد سکھ مورخین نے سید بدھو شاہ جی کا اصل نام سید بدرالدین شاہ صاحب بیان کیا ہے۔ [4]
سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ گورو جی کی سب سے پہلی لڑائی بھنگانی کے مقام پر ہندو پہاڑی راجاؤں سے ہوئی تھی۔ اس لڑائی سے متعلق گورو جی نے خود اپنے کلام میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

---

[1] سری کلغیدھر چمتکار صفحہ ۳۴

[2] جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ گورو گوبند سنگھ جی کا مشن ہندوستان میں سے اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنا تھا انہیں اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ کیا بدھو شاہ ایسا مسلمان پیر کسی ایسی شخصیت کے پاس مسلمان نوکر رکھا سکتا تھا اور مسلمان اس کی نوکری قبول کر سکتے تھے جس کا مقصد اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنا تھا۔ اور کیا اسلام اور مسلمانوں کو ختم کر دینے کا خواہش مند اپنے مقصد میں مسلمانوں کا تعاون حاصل کر سکتا تھا اور مسلمان اس کی مدد کر سکتے تھے۔ کیا سکھ کسی ایسے شخص کو جو سکھ دھرم کا مخالف ہو کوئی تعاون پیش کر سکتے ہیں؟

[3] مہان کوش صفحہ ۲۶۱۲ [4] تواریخ گورو خالصہ پنتھ صفحہ ۲۳۰

مسنتج شاہ کو پا تب راجہ وہ پڑا ہم سو بن کا جا[۱]

یعنی ! فتح شاہ پہاڑی راجہ نے بغیر کسی مقصد کے ہم سے ٹکر لے لی۔

تمام سکھ مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ سید بدھو شاہ نے اس لڑائی میں گورو جی کی فوجی مدد کی تھی۔ چنانچہ سردار کاہن سنگھ صاحب نابھہ بیان کرتے ہیں کہ:۔

"بدھو شاہ اپنے چار بیٹے اور سات سو مرید لے کر گورو گوبند سنگھ جی مدد کیلئے بھنگانی کے جنگ میں پہنچا۔ جہاں اس کے دو بیٹے اور متعدد مرید شہید ہو گئے۔ جنگ کے خاتمہ پر کلغیدھر جی نے اپنی دستار مع کنگھے کے جس میں کچھ بال بھی تھے اور چھوٹی کرپان بدھو شاہ کو دی اور ایک حکمنامہ بھی بخشا۔ نابھہ کے راجہ مہاراجہ بھر پور سنگھ جی نے بدھو شاہ کی اولاد کو بہت کچھ بھینٹ اور جاگیر دے کر یہ اشیا حاصل کر لی تھیں۔ جو اب ریاست نابھہ کے گوردوارہ سرو پاؤ میں بہت ادب سے رکھی ہوئی ہیں"[۲]

بھائی سنتوکھ سنگھ نے سید بدھو شاہ جی کا اپنے مریدوں کو ساتھ لے کر گورو جی کی حمایت میں لڑنے کے لئے آنا اور پہاڑی راجاؤں کے خلاف لڑنا تفصیل سے بیان کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ جب بدھو شاہ کو یہ معلوم ہوا کہ اس کے دو بیٹے گورو گوبند سنگھ جی پر قربان ہو گئے ہیں تو اس نے اس پر بہت خوشنودی ظاہر کی اور کہا کہ وہ گورو جی سے قربان ہو کر اپنا نام زندہ کر گئے ہیں[۳]

بھائی ویر سنگھ جی نے گورپرتاپ سورج گرنتھ کو سمپادت کرتے ہوئے یہ نوٹ دیا ہے کہ:۔

"بدھو شاہ اپنے بیٹوں کے مرنے پر اسی طرح گن سمرن ہی کر رہا ہے وہ اس بات پر صبر کر رہا ہے کہ بہت بڑی خدمت میں اس کے بیٹے لڑتے ہوئے کام آئے ہیں"[۴]

بھائی سنتوکھ سنگھ جی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ گورو جی نے سید بدھو شاہ جی کو اپنا کنگھا اور پانچ ہزار روپیہ نقد اپنے مریدوں میں تقسیم کرنے کے لئے دیا تھا جیسا کہ ان کا اپنا بیان ہے کہ:۔

سن دھیر پیر کی کانا ۔ سری مکھ تے تبے بکھانا
تو ہے سادھ سادھ بڈ سادھو ۔ پد اتم سب نعمت لادھو
اپنا دکھ اودک ٹڈائی ۔ سری مکھ تے بھاکھ سنائی
سن ان سہت بٹھائیو ۔ اند کمال دھر درشنا ئیو

[۱] سری دسم گرنتھ صفحہ ۵۲ [۲] مہان کوش صفحہ ۲۶۱۱
[۲] گورپرتاپ سورج رت ۲ ۔ انسو ۳۱ ۔
[۳] گورپرتاپ سورج سمپادت صفحہ ۴۸۲۳

سری ست گورو نتھ سبے میں کنگھا کرنتہ سوکیش
داس چتی دستار شبھ آگے دھرید وشیش
بدھ شاہ سنجیئے دھن آدک دتھ بوٹھے
ہوچ نکال ہنہ دہنت ہے خوچی جے بے سوئے
بہت پنتت کہ کام جو آوہے دست ادار
سو بخشیش اب توہے کو رکھیئے آپ سنبھار!
اہ کہ گہہ دستار کو شبھ کر کیسرکا رنگ
کنگھا سہت سیکتن ہی کگی کرو تن سنگ
بخشی بدھو شاہ کو لے نج سیس چڑھائے
بار بار بندن کرے رووے رہیو بر کھائے
... ...
ام کہہ درب اناٹے کر دنیس پنج ہزار[۱]
دہیہ مریدن سبھن کو جنہدا کرکہ رنگار
سرو پاؤ سمودائے دے کر سنتشٹ لبسال
رخصد کینو مان جت ادھک ہرکھ کمال[۲]

گیانی گیان سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"بدھو شاہ چاروں بیٹے ساتھ لے کر گورو صاحب کی جنگ میں کمک پر چار سو آدمی ساتھ لے کر آیا۔ دو بیٹے مارے گئے۔ اسی وجہ سے گورو جی نے نصف دستار و کنگھا اور حکمنامہ اسے بخشا۔ جو اب تک اس کی اولاد کے پاس ہے"[۳]

گیانی جی نے اپنی دوسری کتاب میں یہ لکھا ہے کہ:۔

"اس جگہ میں بدھو شاہ کے دو بیٹے ۔ اکیلا بھائی۔ اور سنگو شاہ ۔ جیت مل وغیرہ بہت سردار نند گورو کے سینکڑوں سپاہی شہید ہو گئے ... . بدھو شاہ

[۱] اس رقم کے متعلق بھائی ویر سنگھ جی نے یہ بیان کیا ہے کہ
"یہ پرشاد کے لئے بخشش تھی" (گورپرتاپ سورج گرنتھ سمپادت صفحہ ۴۸۲۴)
[۲] گورپرتاپ سورج گرنتھ رت ۲ ۔ انسو ۳۲
[۳] گورو دھام سنگرہ صفحہ ۲۲ ۔

دو بیٹے یا نو اس کے دو بیٹے ایک بھائی بے شمار مریدوں کے ساتھ شہید ہونے کا سب نے افسوس کیا اور بدھو شاہ کا شکر ادا کیا۔" [۱]

گورو جی کا بدھو شاہ کو بخشش دینا گیانی جی نے مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے کہ:۔

"گورو جی کنگھا کر رہے تھے۔ بدھو شاہ کو نصف دستار ایک پوشاک ایک حکم نامہ اور ایک کنگھا بخشش کی اور کنگھا جس میں سے ابھی بال نہیں نکالے تھے بدھو شاہ نے مانگ کر لے لیا اور پانچ ہزار روپیہ مٹھائی کے لئے بدھو شاہ کے ساتھی فقیروں اور مریدوں کے لئے گورو جی نے دیا۔" [۲]

گیانی لال سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ لکھا ہے کہ:۔

"گورو جی نے بھائی بدھو شاہ کو ایک کرپان (چھوٹی) عطا کی اور ایک دستار اور ایک کنگھا جس میں بال بھی تھے بطور خلعت کے دیا۔ اور ایک حکم نامہ لکھا۔ خلعت تو نابھہ میں گوردوارہ سر دیا ڈھ صاحب راج محل میں موجود ہے۔ جو کہ مہاراجہ ہیرا سنگھ جی نے بہت سی رقم خرچ کر کے بدھو شاہ کی اولاد سے لے لیا تھا۔ حکم نامہ بدھو شاہ کی اولاد کے پاس موجود ہے۔" [۳]

بھائی سنتو کھ سنگھ جی لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ گورو گوبند سنگھ جی نے بدھو شاہ کو سرد یا ڈھ بھی دیا تھا۔ چنانچہ ان کا بیان ہے کہ:۔

سید نہال برہم بجا ئیو بسیو نکٹ کچھ سماں بتائیو
بند ست گورو کو بندن مینا چین سدن کو بیج کہہ دینا
سرے پاڈ تب پر بھو دوائیو پگ چھوٹے سے سیس چڑھائیو [۴]

مشہور سکھ ودوان بھائی ویر سنگھ جی نے اپنی ایک نظم میں بدھو شاہ سے متعلق اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے:۔

بدھو شاہ فقیر سائیں دا دسم گوراں دا پریمی
صدق صبوری حکمی بندہ دھنواد دا نیمی
... ...
کلغیدھر دی سیوا خاطر سنت کو سو سپاہی
سعد فرزنداں دی کرتا تابع آپ جو بیکھے آہی
... ...

۱؎ تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۰۲۷ ۲؎ تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۰۲۶

۳؎ تواریخ گورو خالصہ ہندی صفحہ ۱۰۳۷ ۴؎ گور پرتاپ سورج گرنتھ رت یکم انسو ۵۱

سائیں دے فرزند نے رن وچ بھی مدد بھوسے
لڑ بھڑ آہو لاہ بھتیرے انت شہادت پائی
دنیا دولت رخصت ہو دیاں رتی ڈھل نہ لائی [۵]

بھائی جی بیان کرتے ہیں کہ جب سید بدھو شاہ جی نے یہ سنا کہ اس کے دونوں بیٹے گورو جی کی حمایت میں لڑتے ہوئے مارے گئے ہیں۔ تو اس نے سجدہ شکر ادا کیا اور خوشی منائی کہ اس کے دونوں بیٹے اپنا فرض ادا کر گئے ہیں۔ اور وہ سرخرو ہو گیا ہے جیسا کہ مرقوم ہے کہ:۔

دھن بھاگ ہن میرے بچڑے ست گور دے در لگے
جیونا مرنا سپھل اونہاں دا جو جو سچے ہو اگے
دھن سبنیدی ماؤں جنہاں جن ایسے پتر پالے
دھن پنا کلا جن وچ جمن ایہے کرماں والے
... ...
دھن پربھو جن میں عاجز اوتے ایسی نیکی دتی
جس دی انش گورو گوبند سنگھ میت شہادت لئی
سپھل جنم اور کر گئے پیارے دھر گئے نیک نشانی
سائیں سدے کیسے اوستھا مالک بردہ جانی
بھلا ہو ٹیا بھلائی کر گئے ، دوہاں دے میرا راضی
ہیں نزاں دین کیتی پربھو نے غریب نوازی
... ...
کلغیدھر اپکار کو رہے نہ اس وچ سانجھ سو پائی
بتاں میریاں جیوند چڑدی اج سے ہتھ آئی [۶]

بھائی جی نے سید بدھو شاہ جی کے جو جذبات اپنی اس نظم میں بیان کئے ہیں ان سے واضح ہے کہ یہ مسلمان بزرگ گورو جی کا سچا محب تھا۔ اور گورو جی کو دل سے محبت کرتا تھا یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنے دو بیٹوں کا گورو جی کی خاطر مارا جانا سن کر سجدہ شکر ادا کیا اور بہت خوشی منائی کہ اس کے بیٹے اپنا فرض ادا کر گئے ہیں اور ایک نیک مقصد کی خاطر اپنی جانیں قربان کر گئے ہیں۔

ایک سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ:۔

۵؎ سری کلغیدھر چمتکار صفحہ ۱۷۱ ۶؎ سری کلغی دھر چمتکار صفحہ ۱۷۹

اسی سچے پیار کی بدولت پیر بدھو شاہ جیسے مسلمان اپنے جگر کے ٹکڑوں کو اور سینکڑوں مریدوں کو گورو صاحب پر نچھاور کر کے خود کو خوش قسمت سمجھتے تھے اور بھائی نبی خاں اور غنی خاں جیسے شرعی سچے پٹھان سے قربان جاتے تھے۔" [۱]

اور بھی متعدد سکھ ودوانوں اور مصنفوں نے سید بدھو شاہ کی طرف سے دی گئی اس فوجی امداد پر خوشنودی کا اظہار کیا ہے اور اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ گورو صاحب موصوف اسلام یا مسلمانوں کے دشمن نہ تھے چنانچہ ایک صاحب کا بیان ہے کہ :-

"پیر بدھو شاہ پکا مسلمان تھا ... ... وہ پانچ نمازیں روزانہ پڑھا کرتا تھا ...

... بھنگانی کی جنگ کے موقع پر پہاڑی راجاؤں کے خلاف پیر بدھو شاہ نے پوری طرح ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اس گھمسان کی جنگ میں اس کے دونوں بیٹے ... ... مارے گئے" [۲]

ایک اور ودوان رقم طراز ہیں کہ :-

"پیر بدھو شاہ اور اس کے بیٹے کیونکہ سچ پر قائم ہو کر آپ کی فوج سے مل کر ... لڑتے رہے۔ اور بھی متعدد مسلمان صدق دل سے ان کے ساتھ رہے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ کی لڑائی حق پر ہے۔ کسی مذہب کے خلاف نہیں ہے۔" [۳]

اس بارہ میں ایک اور سکھ ودوان کا بیان ہے کہ :-

"پیر بدھو شاہ نے اپنے سات بیٹے گورو صاحب کے مشن کی کامیابی کے لئے قربان کر دیئے۔" [۴]

جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ گورو جی ہندوستان سے اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنے کے خواہاں تھے انہیں اس بات پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا سید بدھو بادشاہ کے بیٹے اس لئے گورو جی کی حمایت میں اپنی جانیں قربان کر گئے تھے کہ بھارت سے اسلام اور مسلمان ختم ہو جائیں !

ڈاکٹر گوکل چند جی نے اپنی مشہور و معروف کتاب "ٹرانسفارمیشن آف سکھ ازم" میں بیان کیا ہے کہ سید بدھو شاہ کے چار بیٹے بھنگانی کی جنگ میں کام آئے تھے۔ [۵]

پروفیسر سندر سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ :-

"بدھو شاہ سید ... ... خود بنفس نفیس دو ہزار سوار و بہادر سپاہ لے کر گورو صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس کے آتے ہی میدان خوب گرم ہو گیا۔ ... ..."

---

[۱] اخبار سکھ سیوک امرتسر ۳ر جنوری ۱۹۳۳ء [۴] خالصہ پارلیمنٹ گزٹ جنوری ۱۹۵۸ء

[۲] رسالہ گورمت امرتسر جنوری ۱۹۶۳ء [۳] رسالہ پریتم دہلی ۱۹۶۳ء

[۵] اخبار ہفتہ پرکاش دہلی ۱۰ر جنوری ۱۹۶۵ء

گورو صاحب کی جمعیت تھوڑی تھی، مگر آخر کار فتح گورو جی کی ہوئی ... ... گورو صاحب فتح کے شادیانے بجاتے ہوئے قلعہ پاؤنٹہ صاحب میں واپس تشریف لائے۔ بہادروں کو انعام تقسیم کئے اور بدھو شاہ کو جس کا ایک بیٹا بھی میدان جنگ میں کام آیا تھا۔ اس کو ایک سروپاؤ اور ایک حکم نامہ جو آج تک اس کے خاندان میں بطور یادگار چلی آتی ہے۔ دیئے۔" [۱]

قطع نظر اس کے کہ بدھو شاہ کے سات بیٹے یا چار بیٹے یا دو بیٹے یا ایک بیٹا اس جنگ میں کام آیا تھا یہ ایک حقیقت ہے کہ بدھو شاہ کا اس وقت گورو جی کی مدد کرنا تمام سکھ مؤرخین نے تسلیم کیا ہے۔

اس کے برعکس گورو جی کے ٹکڑوں پر پلنے والے ہندو اُداسی سادھو اس وقت گورو صاحب کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ جیسا کہ ایک ہندو ودوان رقم طراز ہیں کہ :-

"جنگ کا خطرہ دیکھ کر سینکڑوں اداسی سادھو جو گورو کے لنگر سے پلتے تھے راتوں رات نو دو گیارہ ہو گئے۔" [۲]

اس سے گورو جی سے مسلمانوں اور ہندوؤں کا سلوک واضح ہے۔

(۳) بھائی بدھے شاہ !

بھائی بڈھے شاہ گورو گوبند سنگھ جی کے محب مسلمان تھے۔ انہوں نے بھنگانی کی جنگ میں اور انند پور وغیرہ کی لڑائیوں میں حصہ لیا تھا۔ اور گورو جی کے فوجیوں سے مل کے دشمنوں کے اچھے دانت کھٹے کئے تھے۔ چنانچہ سردار بہادر کاہن سنگھ نابھہ نے بیان کیا ہے کہ :-

"ضلع کیمبلپور کے گاؤں موضع گڑھی کا باشندہ (بدھے شاہ) ایک نیک شخص جو سری گورو گوبند سنگھ جی کا صادق تھا۔ اس نے بھنگانی اور آنند پور وغیرہ کے جنگوں کلغیدھر کی بہت خدمت کی۔ اس کی معرفت گورو صاحب نے ہتھیار بھی منگوائے تھے یہ تمام قصہ حکم نامہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ جو گورو گوبند سنگھ نے ساون شدی ۲ ۱۷۵۶ بکرمی کو بدھے شاہ کو دیا ہے۔ یہ حکم نامہ اس کی اولاد میں سے حسین کے پاس موجود ہے۔

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہی بدھے شاہ سڈھورے والا بدھو شاہ ہے" [۳]

(۴) کالا خان جرنیل

سکھ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ سید بدھو شاہ جی نے جو پانچ سو سپاہی اور چند جرنیل گورو گوبند

---

[۱] مختصر و مکمل تواریخ گورو خالصہ اردو صفحہ ۱۷۶-۷۷ [۲] رسمیش پتا صفحہ ۸۸

[۳] مہان کوش صفحہ ۲۶۵۷

سنگھ جی کی فوج میں بھرتی کروائے تھے۔ ان میں سے ایک کالا خان نام کا جرنیل بھی تھا۔ یہ بہت بہادر اور جنگی فنون کا ماہر تھا۔ اس نے آخر دم تک گورو جی کا ساتھ دیا تھا۔ بھنگانی کی لڑائی میں یہ بھی شامل تھا۔ اس نے گورو جی پر چڑھ کر آئے پہاڑی راجاؤں کے خوب دانت کھٹے کئے تھے۔[1]

(۵) غنی خان اور نبی خان

غنی خان اور نبی خان دونوں حقیقی بھائی تھے۔ یہ دونوں ہی گورو جی کے اچھے دوست تھے۔ سکھ تاریخ میں ان دونوں بھائیوں کا نام بہت احترام سے لیا جاتا ہے۔ اس کا اصل سبب یہ ہے کہ ان دونوں بھائیوں نے گورو جی کی اس وقت خدمت کی تھی جب کہ گورو جی کے سکھ کہلانے والے بھی ساتھ چھوڑ گئے تھے۔ اور گورو جی تنہا رہ گئے تھے۔ آپ نے بعض سکھوں کے ہاں ٹھہرنا چاہا مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا تھا۔ ان پٹھان بھائیوں کے مشورہ سے ہی گورو جی نے چمکور کا قلعہ چھوڑا تھا۔ اور اُچ کے پیر دل سا لباس اختیار کیا تھا۔ چنانچہ ایک سکھ ودوان نے حال ہی میں ان دونوں بھائیوں کا یوں تذکرہ کیا ہے کہ:۔

"چمکور صاحب سے باہر حضور کیونکر گئے؟ ... ... قابل ذکر بات یہ ہے کہ غنی خان اور نبی خان نے اس جنگ میں بہت مدد کی۔ یہ دونوں راجہ بلاس پور کی فوج میں بھرتی ہو گئے تھے چمکور کے محاصرہ کے وقت یہ بھی دشمن کی فوج میں شامل تھے ... ... انہوں نے گورو صاحب کو مشورہ دیا کہ انہیں بہت جلد یہ گڑھی چھوڑ دینی چاہیئے اس وقت اندر بھی یہی غور کیا جا رہا تھا۔ ... ... غنی خان اور نبی خان کے ساتھ اندر سے یہ بھی مشورہ ہوا کہ گورو جی باہر کیونکر آئیں؟ طے ہوا کہ چار باروں میں سے تین پیارے اور چوتھے گورو صاحب خود چھلانگیں لگا کر باہر آ جائیں غنی خان اور نبی خان نے اندر سنوں کی بردیاں بھجوائیں۔ تاکہ وہ پہن کر نکلنے سے کوئی شک و شبہ نہ ہوگا۔ اس وقت گڑھی کے اندر صرف گیارہ سکھ رہ گئے تھے۔ غنی خان اور نبی خان کو گورو صاحب سے محبت تھی۔ انہوں نے یہ عرض کیا کہ یہاں سے ماچھیواڑے تشریف لے جائیں۔ یہ علاقہ ان کا تھا۔"[2]

غنی خان اور نبی خان نے اس وقت گورو جی کی جو خدمت کی وہ ایک عظیم الشان کارنامہ ہے۔ ہم مسلمان ہی ان کے اس کارنامے کو قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھتے بلکہ سکھ ودوان بھی اس کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہتے ان دونوں بھائیوں نے جان کی بازی لگا دی تھی۔ وہ اس وقت بلاس پور کے راجہ کی فوج میں سپاہی تھے۔ اور وہ فوج گورو جی کے خلاف لڑ رہی تھی۔ ان کا یہ کارنامہ ایک قسم کی غداری ہی تصور کیا جاتا۔ مگر انہوں نے اس بات کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اگر اس وقت بلاسپور کے راجہ کو یہ معلوم ہو جاتا تو وہ ان دونوں بھائیوں کو

---

[1] مہان کوش ص ۹۷۹ [2] اکالی پتر کا جالندھر ۲۷ ستمبر ۱۹۶۶ء

قتل سے کم کوئی سزا نہ دیتا لیکن وہ ہر قسم کے خطرات سے بے نیاز ہو کر گورو جی کی مدد کے لئے تیار ہو گئے اور انہوں نے گورو جی کو چمکور کی گڑھی سے صحیح سلامت بچا کر نکال لینے اور بحفاظت محفوظ مقام پر پہنچانے کے انتظامات کئے۔ اور اس طرح اپنی ایک ایسی یادگار قائم کی جو سکھوں کے دلوں سے کبھی نہیں مٹ سکتی۔ جب بھی کوئی گورو گوبند سنگھ جی کے سوانحی حالات پر قلم اٹھائے گا۔ وہ ان دونوں بھائیوں کی اس عظیم خدمت کا تذکرہ کئے بغیر نہیں رہے گا۔

ایک سکھ ودوان نے ان دونوں بھائیوں کے اس کارنامے سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"جب آپ پنتھ کے حکم کے مطابق گڑھی میں سے نکل کر ماچھیواڑے کے جنگل میں چلے گئے تھے تو اس وقت کون نہیں جانتا کہ آپ کی مدد کرنا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ لیکن غنی خان اور نبی خان آپ کو اُچ کا پیر بنا کر پالکی میں بٹھا کر بڑے ادب اور احترام سے کندھوں پہ اٹھا کر فوجی نگرانوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر ان سے دور لے گئے۔"[1]

الغرض غنی خان اور نبی خان گورو جی کے خاص محب تھے اور انہوں نے گورو جی کی مدد کرنا ضروری خیال کیا اور ان کی شاندار خدمت کی۔ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ گورو جی اسلام یا مسلمانوں کے دشمن نہ تھے ایک سکھ ودوان نے اسی بات کے پیش نظر یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"اگر گورو جی مسلمانوں کے دشمن ہوتے تو انہیں غنی خان اور نبی خان پٹھان اُچ کا پیر بنا کر دشمن کے محاصرے میں سے نہ نکالتے۔ بہت سی ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ مسلمانوں نے گورو گوبند سنگھ جی کی مدد کی ہے۔"[2]

سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ بیان کرتے ہیں کہ:۔

"غنی خان۔ ماچھیواڑے کا باشندہ پٹھان جو نبی خان کا بڑا بھائی تھا یہ دونوں بھائی گورو گوبند سنگھ جی کے پاس کچھ عرصہ ملازم رہے تھے۔ جب چمکور سے چل کر کلغیدھر ماچھیواڑے آئے تب یہ بہت محبت سے ست گورو جی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ست گورو کا پلنگ اٹھا کر ہیہر گاؤں تک ساتھ رہے۔ جگت گورو نے اس جگہ انہیں رخصت کرتے وقت ایک حکم نامہ بخشا۔ جس میں مرقوم ہے کہ غنی خان اور نبی خان ہمیں اپنے بیٹوں سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔"[3]

پروفیسر کرتار سنگھ جی نے بھی اس حکم نامہ سے متعلق یہی کچھ بیان کیا ہے[4]

ایک سکھ ودوان گیانی لال سنگھ جی نے گورو گوبند سنگھ جی کے ماچھیواڑے جانے کے حالات بیان کرتے

---

[1] گورمت امرت سر جنوری ۱۹۶۳ء [2] رسالہ گورمت امرت سر ستمبر ۱۹۶۱ء
[3] مہان کوش صفحہ ۱۱۹۴ [4] سکھ اتہاس ص ۲۲۶

ہوئے یہ لکھا ہے کہ :۔

"گورو جی ساری رات پیدل چلتے رہے۔ صبح کو کھیڑی پہنچ گئے اور اگلا سارا دن جنگل میں گزارا رات کو پھر چل پڑے اور ماچھیواڑے پہنچ کر آرام کرنے کے لئے ایک باغ میں لیٹ گئے ... ... صبح کو جب اس باغ کے مالک غنی خان اور نبی خان جن سے گورو جی گھوڑے خریدا کرتے تھے۔ سیر کرنے کے لئے آئے تو وہ گورو جی کو وہاں سے اس حالت میں دیکھ کر بہت حیران ہوئے تمام حالات دریافت کرنے کے بعد انہوں نے گورو جی سے عرض کیا کہ ہم آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہیں۔ آپ جو حکم دیں گے۔ ہم بجالائیں گے"۔[۱]

اس کے آگے گیانی جی نے یہ بیان کیا ہے کہ :۔

"اگلی صبح گورو جی نے یہ تجویز کی کہ حاجی پیروں کا سا نیلا لباس پہن کر اپنے ساتھی سکھوں کو بھی مسلمانوں کا سا لباس پہنا دیا۔ غنی خان اور نبی خان۔ مان سنگھ اور دھرم سنگھ نے گورو جی کو چارپائی پہ بٹھا کر اپنے کندھوں پر اٹھا لیا... ... ... اگر کوئی دریافت کرتا یہ کون ہیں؟ تو غنی خان اور نبی خان کہتے کہ یہ اُچ کے پیر ہیں۔ کچھ مسلمانوں نے جو گورو جی کی تلاش میں تھے کہا کہ اگر یہ اچ کے پیر ہیں تو ہمارا کھانا کھا کر جائیں۔ اس پر غنی خان اور نبی خان نے کہا کہ اس وقت پیر صاحب چلّہ میں ہیں۔ کھانا نہیں کھا سکتے ... ... غنی خان اور نبی خان کو ان کی خدمت کرنے کے عوض میں ایک حکم نامہ اور بہت سا انعام دے کر رخصت کر دیا"۔[۲]

مشہور سکھ بزرگ بھائی سکھا سنگھ جی نے غنی خان اور نبی خان کے بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :۔

غنی خان نبی بیر دونوں پٹھانگ — سنی سوئے تا نے بھیے سوئے آنگ
ہتو خان عیلے امرتگہ سنجوئی — تسے چاکر بھانگ ایسے جان سوئی
پربھو آپ آگے کئی بار سوئی — گھنگ باج بیس گئے آگ ندھی
رہے کے بچھانے کو پالنہ دھ کیری — سنے سوئے کا تنگ ائے نیاگ دیری[۳]

ایک سکھ وِدوان بابا سندر سنگھ جی نے غنی خان اور نبی خان کی خدمت کا ذکر کرتے ہوئے یہ بیان کیا ہے :۔

"نبا غنی خان وددیں پٹھان بھائی۔ دیکھ گوراں دا نور جمال سائیں
نیک مرد خدائے دے رحم والے سینے صاف دل ہوئے نہال سائیں
دولت وند سوداگری گھوڑیاں دی کر خرید سنے دیچدے نال سائیں

---

۱ تواریخ گورو خالصہ پنتھ ص ۸۹۴ — ۲ تواریخ گورو خالصہ پنتھ ص ۸۹۵
۳ گوربلاس پاتشاہی دس دھیائے ۲۲۔

بہ دار ست گوروں نے لئے گھوڑے اینہاں دوہانوں سال در سال سائیں
جدوں گوراں نوں دیا پچھان اینہاں لا اتے درتیا بھیا حال سائیں
... ...
اوہ پٹھان دوویں پریشان ہوئے روندے اکھیاں توں نیر ڈال سائیں
... ...
بات چیت کرکے آدر بھاؤ کیتا نپڑ لے گئے گوراں نوں نال سائیں
... ...
--- --- --- ---- ---- --- --- --- ---
--- --- --- --- --- --- --- ---
- ---- --- --- --- --- --- --- ---- --- ---
... ...
جھک پتشاہ ست گورد سمیت سنگھاں وکھے اشتی، کرن اکال سائیں
رات گورو دا حاضری وچ گزری جما حان وہے رکھوال سائیں[۱]

اس کے ساتھ ہی گورو جی کا اُچ کے پیروں کا سا لباس اختیار کرنے سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ :۔

"آپ رنگ نیلے انگ پہن لستر بیٹھے ہوئے پیراں سندے پیر بھائی
پہن الفیاں تصبیاں ہتھ پھڑیاں بیٹھے پلنگ تے گورو تصویر بھائی
مان سنگھ تے دھرم سنگھ نبی خان تے غنی خان چارے ملے دیر بھائی
انہاں چوہاں تے پلنگ اٹھائے لیتا چور دیا سنگھ کرے وزیر بھائی
جے کوئی پوچھے تے آکھدے پیر ساڈے لمی کر ندنہ ہو تکسیر بھائی
... ...
ڈٹھے ترے جاندے جادوں افسراں نے روشن مرد گورو میراں دے میر بھائی
تبی غنی نوں پوچھنا کرن افسر پہرے کھڑے جو پکڑ شمشیر بھائی
... ...
اگے غنی خان آکھیا پیر ساڈے اُچ سوچ ڈاڈھے دامن گیر بھائی"[۲]

بھائی سندر سنگھ جی نے گورو جی کا غنی خان اور نبی خان کو حکمنامہ دینا بھی بیان کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں :۔

---

۱ دس گورمت جوت پرکاش ص ۶۲۵ — ۲ دس گورو جوت پرکاش ص ۶۲۸

"رات کٹ گئی سویرا ہوئی بنی غنی خان کہن بلہار بیبے
نبی غنی اوپر گورو خوشی ہوئے صادق ساچی مختیں ردے ستے
لکھ کے حکمنامہ دے پٹھاناں تائیں پچھے موڑ کے گھوڑاں دے مل گھلے"[1]

ایک سکھ بزرگ سنت بابا وساکھا سنگھ جی نے اس حکمنامہ سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"گورو گوبند سنگھ جی نے اس خدمت پر خوش ہو کر بھائی نبی خان اور غنی خان کو حکمنامہ کا خوشنودی کی سند بخشش کی اور لکھا کہ ہمارا سکھ خالی ہاتھ اس کے درشن نہ کرے"[2]

گیانی ٹھاکر سنگھ جی نے ان دونوں پٹھان بھائیوں کو مالیر کوٹلہ کے نوابوں کے بزرگ بیان کیا ہے۔ جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ:۔

"نبی خان اور غنی خان یہاں کے (یعنی کوٹھہ پٹھانوں کے) پٹھان تھے جن کی راجدھانی مالیر کوٹلہ مشہور ہے۔ یہ مقام (گورودوارہ) پٹھانوں کے گھر میں ہے۔ ایک ڈھال اور کٹار گورو جی نے انہیں بخشش کی تھی۔ جو ان کے پاس ہے"[3]

سکھ مؤرخین نے گورو گوبند سنگھ جی کی طرف سے غنی خان اور نبی خان کو دیئے گئے جس حکم نامے کا ذکر کیا ہے وہ آج بھی ان پٹھانوں کی اولاد کے پاس ہے اور ہم نے بھی اسے دیکھا ہے اس میں جو کچھ لکھا ہے وہ یوں ہے کہ:۔

اک اونکار سری ست گورو جیو!

سرکار گورو جی کی آگیا ہے سری سنگت اوپر میرا حکم ہے غنی خان اور نبی خان ایہہ جو ہین میرے ہین ممنون فرزنداں سیبہ ایہہ جو ہین میرے ہین میرے کم آئے ہین جو سکھ ان کی خدمت اندر حضور رہے گا سو نہال ہوگا تن اوپر میری خوشی ہوگی اوس اوپر میرا ہتھ ہوگ ایہہ جو ہین سو میرے ہین جو سکھ ان کی سیوا کرے گا میری کرے گا" ۱۷۶۱ سطران ۱۰

ایک سکھ ودوان گیانی ناہر سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ:۔

"گورو صاحب نے ان کو حکم نامہ دیا جس کی پہلی سطریں یہ تھیں:۔

اک تید دوئے پٹھان
ثابت دیکھا تن کا ایمان[4]

---

[1] دس گورو جوت پرکاش ص ۷۶۹ [2] مالوہ اتہاس بھاگ ۱ ص ۱۱۱
[3] گورودوارے درشن ص ۳۰۳
[4] جتھیدار جالندھر ۱۵ نومبر ۱۹۶۶ء۔ رنجیت پٹیالہ ۸ دسمبر ۱۹۶۶ء اکالی پتر کا ضمیمہ ۱۹۷۶ جنوری ۱۹۶۷ء۔ خالصہ ایڈووکیٹ ۲/۹ جنوری ۱۹۶۷ء

۶ قاضی پیر محمد!

گورو گوبند سنگھ جی کے ماچھیواڑے جانے پر جن مسلمانوں نے خود کو خطرے میں ڈال کر گورو جی کی خدمت کی۔ ان میں سے قاضی پیر محمد صاحب بھی ایک تھے۔ سکھ مؤرخین کے بیان کے مطابق یہ قاضی صاحب گورو جی کے اتالیق تھے ان سے گورو جی نے بچپن کے زمانہ میں فارسی تعلیم حاصل کی تھی[1]۔ یہ بھی گورو صاحب کے ایک اچھے محب تھے جب گورو جی اچ کے پیر بنے تھے تو اس وقت آپ کے کام آنے والے مسلمانوں میں قاضی صاحب بھی پیش پیش تھے چنانچہ ایک سکھ ودوان رقمطراز ہیں کہ:۔[2]

"قاضی پیر محمد سلوہ والا جس سے گورو صاحب نے فارسی پڑھی تھی"

بھائی سنتوکھ سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ جب سری گورو گوبند سنگھ جی اُچ کے پیر بنے تھے تو چند امیروں نے آپ کو روک لیا تھا۔ اس وقت پیر محمد جی نے گورو جی سے متعلق یہ کہا تھا کہ یہ پیروں کے پیر ہیں یہ جو الفاظ منہ سے نکالتے ہیں وہ پورے ہو جاتے ہیں اگر یہ چاہیں تو اس زمین کو الٹ کر رکھ دیں[3]۔

بھائی جی لکھتے ہیں کہ جب پیر محمد صاحب نے گورو صاحب کے بارہ میں یہ کہا تو مسلمان اہل کار کچھ ڈر گئے اور انہوں نے پانسو روپیہ گورو جی کی نذر پیش کر کے معافی مانگی[4]۔ اس کے ساتھ ہی بھائی جی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس موقعہ پر گورو صاحب نے پیر محمد صاحب پر بہت خوشنودی ظاہر کی تھی[5]۔

اس سے واضح ہے کہ پیر محمد صاحب پر گورو جی بہت خوش ہوئے تھے اور اسے کئی دعائیں دی تھیں۔

بھائی سنتوکھ سنگھ جی نے گورو جی کے اُچ کا پیر بننے کا حال بیان کرتے ہوئے پیر محمد صاحب کی بہت تعریف کی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:۔

نسا بکھے تمبو میں سپتے گور پرینک پہ ٹھہرے جگنت
بھئی پربھات چڑھیو تب سورج سید آئیو لول ترنت

---

[1] لالہ دولت رائے جی کے بیان کے مطابق قاضی پیر محمد اور گورو صاحب بچپن میں اکٹھے پڑھا کرتے تھے۔ اور دونوں ہم مکتب تھے جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ:۔
"یہ قاضی گورو صاحب کا بچپن کا ہم سبق یار تھا۔ اس نے پناہ دی اور شرط سرفت اور رفاقت کو پورا نبھایا۔ اس کے گھر میں گورو صاحب نے اس کے گھر کا پکا ہوا کھانا کھایا" (سوانح عمری گوبند سنگھ جی ص ۱۹۸)
[2] تواریخ گورو خالصہ ص ۱۲۸۷
[3] گور پرتاپ سورج گرنتھ رت ۶۔ انسو ۴۷۔ [4] گور پرتاپ سورج گرنتھ رت ۶ انسو ۴۷
[5] گور پرتاپ سورج گرنتھ رت ۶ انسو ۴

باسی نور پیدے کی شبھ مت ملک خدائے کے ملن چلنت
کئی بار ست گور کے میلی کرپا کر ہے تس پہ بھگونت [۱]

بھائی جی کے اس مندرجہ بالا بیان سے واضح ہے کہ پیر محمد صاحب ایک نیک انسان تھے اور ان کے دل میں گورو گوبند سنگھ جی کا بہت احترام تھا۔ گورو جی بھی کئی بار اس پر اپنی خوشنودی ظاہر کر چکے تھے۔

گیانی گیان سنگھ جی نے ان سے متعلق یہ لکھا ہے کہ :-

"گورو گوبند سنگھ جی! جب گورمکھی تعلیم اچھی طرح پڑھنے لگ پڑے تو ایک سید منشی پیر محمد قاضی کے پاس فارسی پڑھنے بٹھا دیئے گئے۔" [۲]

اس سے واضح ہے کہ قاضی پیر محمد صاحب گورو گوبند سنگھ جی کے اتالیق تھے۔ گورو جی نے ان سے فارسی تعلیم حاصل کی تھی۔

گور بلاس پاتشاہی دس میں یہ مرقوم ہے کہ :-

پنا سید تن آن ملائیو ہتو پریمی دھے سوا گیو
قاضی آدر شند گور لینا بھیٹے بندگی مدھ ادھینا
نور پیر قاضی بھن داسی محرم ہتو ادا ابنا شی
تا سوں کہی کرنا پندھ بتیالہ ایہہ بدھ سو ہووت جبہ گیتاں
کہا کرت نرسونت بیرا! کہہ قاضی دانشمند دھیرا [۳]

ایک سکھ وِدوان نے اپنے ایک مضمون میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

"سید پیر محمد صاحب سے گورو صاحب نے عربی، فارسی اردو زبانیں پڑھی تھیں۔ گورو صاحب ہمیشہ سید پیر محمد کی حد سے زیادہ عزت کرتے تھے اور وہ انہیں اپنا قابل احترام استاد خیال کرتے تھے۔" [۴]

(۷) رائے کلّا

سری گورو گوبند سنگھ جی کے مسلمان محبوں میں سے رائے کلا نام کے ایک راجپوت مسلمان بھی مشہور ہیں۔ تمام سکھ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ یہ اپنے علاقہ کے ایک اچھے معزز رئیس تھے۔ لدھیانہ کا مشہور قصبہ 'جگراؤں' ان کے والد بزرگوار رائے کمال الدین نے بسایا تھا۔ ان کے دل میں گورو جی کے لئے

---

[۱] گور پرتاپ سورج گرنتھ رت ۶ انسو ۴۷
[۲] تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۹۵۴
[۳] گور بلاس پاتشاہی ۱۰ ادھیائے ۲۲
[۴] اخبار اکالی پتر کا جالندھر ۱۲ جنوری ۱۹۶۵ء

بہت محبت بھرے جذبات تھے۔ مشہور سکھ وِدوان سردار کاہن سنگھ جی نابھہ نے اس سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ :-

"احمد کے بھائی رائے کمال الدین نے جگراؤں آباد کیا۔ اس کے بیٹے کلا رائے نے کئی مرتبہ سری گورو گوبند سنگھ صاحب کو اپنے گھر ٹھہرا کر خدمت کی ... ...
گورو صاحب نے کلّا رائے کو ایک تلوار بخش کر فرمایا تھا کہ جب تک اس کا احترام کرو گے آپ کی حکومت سلامت رہے گی ... ... اب یہ تلوار ریاست نابھہ کے گوردوارہ سرد پاؤں میں ہے۔" [۱]

سکھ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ جب گورو جی اُچ کے پیر کی شکل میں پھر رہے تھے اور ان کے بعض سکھ کہلانے والے بھی ڈگمگا گئے تھے اور گورو جی کو ایک دن کے لئے بھی اپنے پاس ٹھہرانے کو تیار نہ تھے اس وقت اس رائے کلّا نے بڑی جرأت دکھائی تھی۔ اور گورو جی کو اپنے گھر ٹھہرا کر بڑی خدمت کی تھی۔ مشہور سکھ وِدوان بھائی ویر سنگھ جی نے رائے کلّا یا کلّا رائے سے متعلق یہ معلومات بہم پہنچائی ہے کہ :-

"جگراؤں کے علاقے کا ایک ذات سے راجپوت اور پیدائش سے مسلمان چوہدری اس علاقے کا گویا کہ راجہ تھا اسے رائے کلّا کہتے تھے۔ سکھ دھرم کی بڑی عزت کرتا تھا۔ ہر مذہب اور فرقہ کے فقیروں میں سے نیک اور خدا کا خوف رکھنے والوں کی تلاش میں رہتا تھا۔ اس کا ڈیرہ سیلوآنی میں تھا۔ اُچ کے پیر آئے سن کر یہ انہیں ... ... پیش قدمی کر کے لینے کے لئے گیا اور بہت ادب اور احترام سے ڈیرہ کروا کر خوش ہوا۔ جب اسے علم ہوا کہ اُچ کے پیر دل کے پیر صاحب سری گوبند سنگھ جی ہیں تو بڑا دکھ محسوس کیا۔ تمام جنگ اور مصائب کا حال سن کر رو پڑا۔ اور پہلے سے کہیں زیادہ دردمند اور پیار والا ہو گیا۔ ست گورو جی کا ادب اور بہت خاطر تواضع کی اور خدمت پوچھی۔" [۲]

اس کے ساتھ ہی بھائی جی نے یہ بھی بیان کیا کہ صاحب، سری گورو گوبند سنگھ جی رائے کلّا کی طرف سے کی گئی اس خدمت اور خاطر تواضع پر بہت خوش ہوئے۔ [۳]

ایک اور سکھ وِدوان گیانی لال سنگھ جی نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

"رائے کوٹ پرگنہ کا سردار کلّا رائے گورو جی کا محب تھا۔ بہت خدمت اٹھائی تھی ... ... گورو جی نے رائے صاحب کو ایک تلوار بخشی تھی اس سردار کی نسل میں گورو جی کی یادگار ایک گھوڑا اور حکم نامہ بھی دیا تھا ... ... جو تلوار رائے جی کو بخشی تھی وہ اب نابھہ کے گوردوارہ سرد پاؤں صاحب میں موجود ہے۔" [۴]

مشہور سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ جی نے رائے کلّا سے متعلق یہ واقفیت بہم پہنچائی ہے کہ :-

---

[۱] مہان کوش صفحہ ۳۱۰۵
[۲] سری کلغیدھر چمتکار صفحہ ۸۱۰
[۳] سری کلغیدھر چمتکار صفحہ ۸۱۳
[۴] تواریخ گورو خالصہ پنتھ صفحہ ۹۰۱

"مہاراج جب سیلوانی گاؤں کے قریب پہنچے تو وہاں رائے کلا۔ رائے کے کوٹ والا اترا ہوا تھا
اس نے دور سے دیکھ کر گورو صاحب کو حاجی پیر سمجھ کر ٹھہرا لیا۔ اور درشن کر کے جب تمام حال معلوم
کیا تو بہت افسوس کرنے کے بعد کہنے لگا کہ مہاراج ۔۔ ۔۔ ۔۔ پہاڑیوں نے بہت ظلم کیا کہ آپ کے ساتھ
ناحق اتنا جھگڑا کر کے بے شمار خلقت کا خون بہا اور ظلم کیا۔ اس قسم کی درد مندانہ باتیں سن کر عرض کیا
کہ مجھے کوئی خدمت بخشیں"۔ [1]

گیانی جی نے گورو جی کا رائے کلاّ کو تلوار دینا مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے کہ :۔
"گورو صاحب نے اپنے گاترے سے تلوار اتار کر اسے بخشی اور فرمایا کہ آپ کی جڑھ کی حفاظت
ہماری یہ تلوار کرے گی"۔ [2]

بقول گیانی جی رائے کلا نے گھوڑا اور ڈھال و تلوار وغیرہ اشیاء گورو جی کی نذر کی تھیں جیسا کہ مرقوم ہے کہ:۔
"وہ ہندو راجپوتوں سے مسلمان ہوئے تھے۔ ایک گھوڑا بہت اچھا۔ ایک ڈھال تلوار پیش قبض جمدھر
دستہ مع ایک سو ایک اشرفی گورو جی کی بھینٹ کیں"۔ [3]

مشہور سکھ بزرگ بھائی سنتوکھ سنگھ جی نے بھی رائے کلے کا صاحب سری گورو بند سنگھ جی کی خدمت
کرنا اور گورو جی کا اس کی خدمت پر خوش ہو کر اسے کرپان دینا بیان کیا ہے۔ [4]

گیانی ٹھاکر سنگھ جی نے اس سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ :۔
"کلا رائے مسلمان خاندان راجپوت کے مہاوا نے ایک سری صاحب بخشا اور ایک عجیب و غریب لوٹے کی
قسم کچھ ایسی چاروں طرف چھید ہیں مگر پانی نہیں نکلتا"۔ [5]

ایک اور سکھ وِدوان نے بیان کیا ہے کہ :۔

چلے گورو جی کیلے تو لا ہوئے وِدیا کلے بھینٹ گھوڑا اک تھان کیتا
پیش قبض جمدھر اُو سی ہتھ دا لے اک ڈھال تلوار دھان کیتا
ایک سو ہری دھری گورو سو ہرے ہتھ جوڑ کے ست گوراں دا مان کیتا
کلے رائے تیں گوراں ہماچالا یا کے کیتاں پنڈاں دسے وچ ٹھہران کیتا [6]

اس واضح ہوتا ہے کہ گورو جی نے رائے کلا کی سیوا پر خوش ہو کر اسے تلوار وغیرہ کی بخشش کی تھی اور
رائے کلا نے بھی گھوڑا اور بعض دوسری قیمتی اشیاء گورو جی کی نذر کی تھیں۔

---

[1] تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۲۸
[2] تواریخ گورو خالصہ ۱۲۹
[3] تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۲۹
[4] گورو پرتاپ سورج گرنتھ رت ۶ انسو ۴۳، ۴۹، ۵۰، ۵۱
[5] گورودوارے درشن صفحہ ۶۰
[6] دس گورو چرت پرکاش صفحہ ۶۲

لالہ دولت رائے جی کے بیان کے مطابق رائے کلاّ نے گورو جی کو اس وقت پناہ دی تھی جبکہ بڑے
بڑے ہندو انہیں اپنے پاس ٹھہرانے کے لئے تیار نہ تھے جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ :۔
"موضع ہیرو میں مہنت کرپال داس کے ڈیرے میں پہنچے اس نے ان کو اپنے مکان پر نہ رہنے
دیا ۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ رائے کلاّ رئیس رائے کوٹ کے جٹ چودھری میں پہنچے اس نے گورو کی خاطر مدارات
کی وہ بھی مسلمان تھا"۔ [1]

(۸) پیر عارف الدّین

سکھ مورخین کے بیان کے مطابق پیر عارف الدین صاحب کے دل میں بھی گورو جی کا بہت پیار
تھا۔ گورو جی کے بچپن کے زمانہ میں پیر صاحب کو گورو جی کے درشن کرنے کا اشتیاق پیدا ہوا تھا۔ اور گورو جی کے
درشن کر کے بہت خوش ہوا تھا۔ مشہور سکھ وِدوان بھائی ویر سنگھ جی نے پیر عارف الدین اور گورو صاحب کی اس
ملاقات کا ذکر اپنی ایک نظم میں کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ :۔

بال عمر وچ وسے گورو جی آنند پور نوں جاندے
وچ لکھنوؤ رہے کجھ چر تک عرش جوت جگاندے
اک دہاڑے نال بالکاں کھیل رہے سن داتے
عارف دین پیر نے پاسوں لنگھدیاں آپ سنیا تے
سی اسوار پالکی اندر چیلیاں نے ہوسی چائی
بھیڑ مریداں دی سی نالے مگر مگر چل جائی
ست گورو نور الٰہی متھا چہرہ ربّی چھایا
جدوں دیکھیا پیر تدوں ہی اتر ہیٹھ ہاں آیا
... ...
ہتھ جوڑ پھر لے گیا لا بے نبتی مکھوں الائی
گل بات کر سبھ کوئی پھر بے لئی وِدائی
جتنوں تک گورو جی دسن پیدل راہ ٹرایا
چڑھیا نہیں پالکی اتے ایسا ادب کرایا [2]

---

[1] سوانح عمری گورو گوبند سنگھ جی صفحہ ۱۱۹
[2] سری کلغیدھر چمتکار صفحہ ۹۹

(۹) ماہی

سکھ تاریخ میں ماہی نام کے ایک شخص کا بھی ذکر ہے یہ رائے کلاؔ کا ایک خادم تھا اور اس نے اسے گورو گوبند سنگھ جی کے ارشاد کی تعمیل میں سرہند وغیرہ مقامات پر جاکر گورو گوبند سنگھ جی کے اہل و عیال سے متعلق معلومات حاصل کی تھی اور اس خدمت کو نہایت خوش اسلوبی سے سر انجام دیا تھا۔ اور پھر واپس آکر تمام حالات گورو جی کو بتائے تھے اس سے متعلق سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ :-

"گورو جی کا محب رائے کلاؔ آپ کو اپنے پاس پناہ دیتا ہے اور سرہند سے خاص طور پر ماہی نام کے اپنے ایک خادم کو بھیج کر چھوٹے صاحبزادوں سے متعلق خبر منگواتا ہے۔" [۱]

گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ :

"میری کلغیدھر نے فرمایا کسی سمجھدار شخص کو سرہند بھیج کر خبر منگوا دیں کوئی ہمارا رشتہ دار یا سکھ پکڑا ہوا وہاں گیا ہو۔ رائے نے اسی وقت سرہند کی طرف ایک ہرکارے کو بھجوا دیا۔ اور وہاں گورو جی کا ڈیرہ اور لنگر جاری کروا دیا۔" [۲]

سکھ تاریخ سے یہ واضح ہے کہ اس ماہی نے سرہند وغیرہ سے واپس آکر گورو جی کو بتایا تھا کہ ان کے چھوٹے صاحبزادوں کو گنگا پرشاد براہمن نے جسے گنگو کہا جاتا ہے مخبری کرکے گرفتار کروا دیا اور پھر صوبہ سرہند کے دربار میں دیوان سچا نند اور دیوان لکھپس نے ان بچوں کو ہلاک کر دینے کا مشورہ دیا تھا۔ دیوان سچا نند نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا :-

"یہ سانپ کے بچے ہیں رحم کے قابل نہیں ہیں" [۳]

گیانی گیان سنگھ جی نے لکھا ہے کہ :-

دشٹ دیوان کھتری تہاں

سچا نند تھا نام سکھیا تے	بولیو سو پاپی اس بھانتے
سرپ ستن کو سبھی بار ہیں	ان کا کہاں قصور نہ دیں
ہیں ایہہ اسی سانپ کے بیٹے	جن رن میں بہ زک سمیٹے
ودس بدس نہ دیہہ نہارو	قتل کرا دو بنا لہ ادوارو [۴]

یعنی - دیوان سچا نند نے کہا کہ سانپ کے بچوں کو سبھی مار دیتے ہیں۔ ان کا قصور دار ہونا یا بے قصور ہونا کوئی بھی نہیں دیکھتا یہ بھی سانپ کے بچے ہیں انہیں فوراً قتل کروا دو۔

---

[۱] رسالہ گورمت امرتسر جنوری ۱۹۶۳ء [۲] تواریخ گورو خالصہ ص ۱۲۹۶

[۳] گورنسا دلی ص ۱۹۰ [۴] پنتھ پرکاش نواس ۸۲-۳

(۱۰) نورا

مشہور سکھ ودوان گیانی لال سنگھ جی سابق سیکرٹری پنچ خالصہ دیوان بھسوڑ (انڈیا) نے بیان کیا ہے کہ نورا نام کے شخص کو گورو جی کے بچوں وغیرہ کی خبر لانے متعلق گورو جی کے ایماء پر رائے کلاؔ نے سرہند کی طرف بھجوایا تھا۔ اور اس نے تمام حالات اور واقعات معلوم کرکے گورو جی کی خدمت میں پیش کئے تھے۔ جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ :-

"رائے کلاؔ نے سری گورو گوبند سنگھ جی کو اُچ کے پیر کی شکل میں رائے کوٹ پہنچنے پر چھوٹے صاحبزادوں کی شہادت کا پتہ سرہند سے نورے کے ذریعہ منگوا کر دیا تھا۔" [۱]

(۱۱) صوبہ سرہند کے قاضی

سکھ ودوان بیان کرتے ہیں کہ جب گورو جی کے گھریلو نوکر گنگو براہمن نے نمک حرامی کی اور روپے کے لالچ میں گورو صاحب کے بچوں کو معہ ان کی والدہ ماجدہ ماتا گوجری جی کے مخبری کرکے گرفتار کروا دیا تو انہیں سرہند لایا گیا۔ جب بچوں کو صوبہ سرہند کے دربار میں پیش کیا گیا تو صوبہ نے شہر کے قاضی جی سے ان کے متعلق فتوی دریافت کیا۔ چنانچہ ایک سکھ ودوان بیان کرتے ہیں کہ :-

"قاضی جی سے کہا گیا کہ وہ فتوی دے لیکن اس نے جواب دیا کہ قرآن شریف میں معصوموں کو سزا دینا مرقوم نہیں ہے تب نواب صاحب نے انہیں چھوڑ دیا۔" [۲]

یعنی :-

"شریعت تو کہتی ہے کہ معصوم بچوں کو کسی قسم کا دکھ نہ دیا جائے اور نہ مارا جائے۔" [۳]

ایک اور سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ قاضی نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ انہیں بری کر دیا جائے جیسا کہ مرقوم ہے کہ :-

"گورو صاحب کے چھوٹے صاحبزادوں کو قاضی نے فتویٰ دے کر بری کر دیا تھا۔" [۴]

ایک اور سکھ ودوان نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :

"قاضی نے قرآن شریف کی آیت کا حوالہ دے کر وزیر خان کو خبردار کیا کہ کسی بے گناہ معصوم پر تلوار سے وار کرنا اسلامی شریعت کے خلاف ہے جو ایسا کرے گا۔ اسے دوزخ کی آگ میں جلنا ہوگا۔" [۵]

---

[۱] گورو بلاس ص ۱۳۵ [۲] اکالی پتر کا جالندھر ۲۲ دسمبر ۱۹۵۹ء

[۳] اکالی پتر کا جالندھر ۲۲ دسمبر ۱۹۵۵ء

[۴] رسالہ سنت سپاہی امرتسر جون ۱۹۵۹ء

[۵] خالصہ پارلیمنٹ گزٹ بھسوڑ جولائی ۱۹۵۲ء

(۱۲) نواب مالیر کوٹلہ

نواب مالیر کوٹلہ شیر محمد خان کا نام بھی سکھ تاریخ میں بہت احترام سے لیا جاتا ہے۔ سکھ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ جب گورو گوبند سنگھ جی کے چھوٹے بچے سرہند لے جائے گئے۔ تو قاضی نے یہ فتویٰ دیا کہ ان معصوموں کو کوئی سزا دینا قرآن شریف کی تعلیم کے سراسر خلاف ہوگا۔ اس وقت صوبہ سرہند کے دربار میں دیوان سچا نند بھی ایک اہلکار تھا اس نے کہا کہ یہ سانپ کے بچے ہیں انہیں زندہ چھوڑ دینا مناسب نہیں ہے۔ دیوان سچا نند کی یہ بات سن کر نواب شیر محمد خان آف مالیر کوٹلہ نے آہ کا نعرہ لگایا۔ اور کہا کہ ان معصوم بچوں کو کوئی سزا دینا سراسر ظلم ہے اسلام ایسے ظلم کی اجازت نہیں دیتا جیسا کہ گیانی گیان سنگھ رقم طراز ہیں کہ:

دوے نواب بہادر خان

قاضی خضر اور شیر محمد بولے پڑھ کر الحمد
شیر خورد ایہہ بال بیچارے مارن جوگ نہ شرع اچارے
اہنے لگار کریو نہ کوئی ان کا بن ظلم بد بوئی

ایک اور سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ:-

"اگر ان ہندوؤں کے ظلم و ستم جو انہوں نے سکھ گورو صاحبان اور ان کے سکھوں اور ولی عہدوں پر کئے گنے جائیں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ صاحب گورو گوبند سنگھ مہاراج کے معصوم اور کم عمر صاحبزادوں کو گنگو نامی برہمن نے دھوکہ سے حاکم وقت کے پاس پہنچایا۔ نواب شیر محمد صاحب آف مالیر کوٹلہ نے حاکم وقت سے بری کرانے کا فیصلہ کرا دیا۔ مگر دیوان سچا نند برہمن نے زور دیا کہ نہیں جناب انہیں قتل کر دینا ضروری ہے" [۲]

مشہور ہندو ودوان بھائی پرمانند جی ایم اے نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:-

"دونوں بچے گرفتار کر کے صوبہ سرہند کے پاس لائے گئے۔ صوبیدار نے شاہی قیدیوں کے طور پر رکھا ایک دن دربار میں بیٹھے ہوئے صوبیدار نے کہا کہ لڑکو تم کیا کرو گے اگر تمہیں آزاد کر دیا جائے۔ بچوں نے جواب دیا کہ ہم فوج اکٹھی کریں گے اور تمہارے ساتھ جنگ کریں گے۔ صوبیدار نے کہا کہ تم کیا کرو گے اگر تم ہار جاؤ۔ بچوں نے جواب دیا ہم فوج اکٹھی کریں گے اور یا تم کو ماریں گے یا خود مر جائیں گے صوبیدار نے غصہ میں آکر دیوان کچہری کو کہا کہ وہ اپنے گھر لے جائے اور فیصلہ کرے۔" [۳]

---

[۱] پنتھ پرکاش نوین [۲] سکھ ہندو نہیں ص ۱۹
[۳] تاریخ پنجاب ص ۳۲۱۔

اس سے ظاہر ہے کہ صوبہ سرہند نے گورو صاحب کے بچوں کو خود کوئی سزا نہیں دی بلکہ انہیں دیوان کچہری کے سپرد کر دیا تھا۔

ڈاکٹر گنڈا سنگھ جی نے لکھا ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی نے ایک تلوار نواب مالیر کوٹلہ کو تحفہ محبت کے طور پر دی تھی۔ یہ تلوار آج تک نواب صاحب کے خاندان کے پاس محفوظ ہے۔ اس کے ایک طرف یہ درج ہے کہ:-

اک اونکار

سری گورو گوبند سنگھ کی طرف سے نواب شیر خاں مالیر کو محبت کا تحفہ رائے کوٹ [۱]

اور دوسری طرف یہ عبارت کندہ ہے:

"سمت ۱۷۶۲ " [۲]

گورو گوبند سنگھ جی کے ان چھوٹے صاحبزادوں سے متعلق سکھ لوگ عام طور پر یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ صاحبزادہ زور آور سنگھ اور صاحبزادہ فتح سنگھ جی تھے۔ اور دونوں وہاں زندہ دیوار میں چنوا دیئے گئے تھے اور اس طرح ان کی وہاں موت واقع ہو گئی تھی۔ مگر چونکہ سکھ لٹریچر سے گورو جی کے بچوں کا دیوار میں زندہ چنا جانا ثابت نہیں ہے۔ اس سے متعلق مشہور سکھ ہسٹورین سردار کرم سنگھ جی نے یہ بیان کیا ہے کہ:-

"میں ابھی تک اس بات کو نہیں سمجھ سکا کہ یہ بنیادوں میں چنے جانے والی بات کیونکر شہرت پا گئی۔ کوئی بھی بات اس کی تائید نہیں کرتی یہاں تک کہ اس بات کو تسلیم نہیں کرتے۔ گورو دوارہ فتح گڑھ صاحب کے پجاری جو ریہہ خادم ہیں وہ بھی اس بات کو نہیں مانتے۔ گورو دوارے کی جگہ بھی اس خیال کے الٹ ہے" [۳]

یعنی:-

"میں ہر طرف سے غور و فکر کرنے کے بعد یہ سمجھتا ہوں کہ بنیادوں میں چنے جانے کا خیال شروع شروع میں لاہور کی طرف سے پیدا ہوا ہے۔ اور آہستہ آہستہ بڑھتا بڑھتا سرہند کی طرف چلا گیا ... ... ان تمام پرانی تحریروں میں جو شلوک کے نیچے علاقے میں لکھی گئیں۔ یہ مرقوم ہے کہ صاحبزادے بنیادوں میں نہیں جوڑے گئے۔ اس لئے میں ان تحریرات کو بغیر کسی پختہ ثبوت کے رد نہیں کر سکتے" [۴]

پرنسپل تیجا سنگھ آنجہانی نے ایک مرتبہ یہ بیان کیا تھا کہ:-

"اس سانحہ کے قریب زمانہ میں لکھی گئی کتب میں صاحبزادوں کے قتل کئے جانے کا ذکر ہے

---

[۱] اتہاسک یادگاراں ص ۳۵ رسالہ جیون سندیش اتہاسک انک مئی ص ۱۹۵۱ء
[۲] اتہاسک یادگاراں ص ۳۵ رسالہ جیون سندیش اتہاسک انک مئی ۱۹۵۱ء
[۳] سردار کرم سنگھ دی اتہاسک کھوج ص ۶۲ [۴] سردار کرم سنگھ دی اتہاسک کھوج ص ۶۷

لیکن بعد کی کتب میں بنیادوں میں چنے جانے کا ذکر ہے ... ...اگر وہ قلعہ کی بنیادوں میں چن دیئے گئے ہوتے تو موجودہ بھی صاحب کا یادگاری استھان قلعے کی دیوار میں بنایا جاتا۔[1]

ایک اور صاحب بیان کرتے ہیں کہ :۔

"دیوار میں چنے جانے کا ذکر سورج پرکاش میں تو نہیں ہے لیکن آج کل عام مشہور ہے۔"[2]

ایک اور صاحب کا بیان ہے کہ دیوار میں چنے جانے کا ذکر گور بلاس پاتشاہی دس میں بھی نہیں ہے اور گور پرتاپ سورج گرنتھ میں بھی نہیں ہے[3]

گورو جی کے بچوں کے سلسلہ میں یہ بات بھی اب واضح ہو گئی ہے کہ سرہند میں گورو جی کا ایک ہی بچہ لایا گیا تھا اور اس کا نام فتح سنگھ تھا۔ اسی وجہ سے وہاں کے گوردوارہ کو فتح گڑھ صاحب کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

چنانچہ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے ریسرچ سکالر سردار رندھیر سنگھ جی کا بیان ہے کہ :۔

"سرہند میں صرف بابا فتح سنگھ جی ہی شہید کئے گئے اس وجہ سے یادگاری گوردوارہ کا نام فتح گڑھ رکھا گیا"[4]

صوبہ سرہند کی ابتدائی رپورٹ اور بعض دوسری تاریخی کتب میں گورو صاحب کے ایک ہی بچے کا سرہند جانا مرقوم ہے[5] زور آور سنگھ سے متعلق سناپت جی نے یہ بیان کیا ہے کہ وہ چمکور کی لڑائی میں گورو جی کے ساتھ اور وہاں سے بچ کر نکل گیا تھا۔[6] اور پھر گورو صاحب جب حیدر آباد دکن کی طرف جا رہے تھے تو وہ انہیں چتوڑ کے قریب مل گیا تھا اس وقت وہ ایک بیراگی سادھو کے بھیس میں تھا۔ گورو جی نے اور سکھوں نے اس کے اس طرح مل جانے پر بہت خوشی منائی تھی[7] اس کے بعد زور آور سنگھ اپنے ساتھ چند نوجوان ساتھیوں کو لے کر چتوڑ کا قلعہ دیکھنے گئے تو وہاں پہرے داروں سے جھگڑا ہو جانے پر مارے گئے[8]

سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :۔

---

[1] رسالہ کول سنسار امرتسر جنوری ۱۹۵۰ء۔ [2] جنم ساکھی بھائی بالا ص ۶۵۹

[3] ستہ گورو درشن ص ۲۳۸ [4] اتہاسک پتر جلد ۲ نمبر ۱ ص ۷۲-۷۱ گورپرنالیاں ص ۱۱۸

[5] گورو پرنالیاں ص ۱۱۸ احکام عالمگیری منقول از ماخذ تاریخ سکھاں ص ۴۷، سو ساکھی۔ ساکھی ۵۶

[6] گور سوبھا ادھیائے ۱۲ ص ۱۲۔ جنم ساکھی گورو گوبند سنگھ جی ص ۷۶۳ رسالہ کول سنسار امرتسر جنوری ۱۹۴۰ء گور پرتاپ سورج سمپادت ص ۹ رسالہ گورمت پرکاش امرتسر جنوری ۱۹۶۳ء وغیرہ۔

[7] گور سوبھا ادھیائے ۱۶ ص ۹۶۔ گور بلاس پاتشاہی دس ادھیائے ۲۰ گور پرنالیاں ص ۱۱۷ امر نامہ ص ۱۰۔ رسالہ سنت سپاہی جنوری ۱۹۵۲ء

[8] گور بلاس پاتشاہی دس ادھیائے ۲۷ رسالہ سنت سپاہی جولائی ۱۹۵۲ء گور پرنالیاں ص ۱۱۹ امر نامہ ص ۱۰۔ تاریخ معظم شاہ محفوظ کتب خانہ رام پور (قلمی) ص ۱۲۱ تاریخ ماخذ سکھاں ص ۸۱، ۷۷)

"جب گورو گوبند سنگھ جی دہلی سے آگرہ جا کر بہادر شاہ سے ملے اور پھر بہادر شاہ کے ساتھ راجپوتانہ کی طرف چلے گئے۔ اس وقت کے جو حالات سیناپت نے بیان کئے ہیں وہ بہادر شاہ نامہ کے ساتھ حرف بحرف ملتے ہیں۔ بقول سیناپت کے اس وقت زور آور سنگھ سرکہ دمیش جی کے پاس آتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسی کوئی بات ضرور ہوئی ہوگی ورنہ سیناپت اس کا ذکر کیوں کرتا"[1]

نیز بھائی سکھا سنگھ کے بارہ میں سردار صاحب موصوف نے یہ بیان ہے کہ :۔

"بھائی سکھا سنگھ جی آنند پور رہتے تھے اس لئے آپ اس موقعہ کے مصنف ہیں آپ کا گور بلاس تاریخی نقطہ نگاہ سے بہت قیمتی چیز ہے۔ اور یہ سب سے مستند تاریخ تسلیم کرنا ہوگا اس سے صاف ظاہر ہے کہ صاحبزادہ زور آور سنگھ جی سرہند نہیں گئے"[2]

(۱۳) بلونت خان!

سکھ تاریخ کے مطابق بلونت خان روپڑ کے پٹھان نہنگ خان کا پوتا تھا۔ اور گورو جی کا بہت محب تھا گیانی گیان سنگھ جی نے اس سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ جب گورو جی آنند پور کا قلعہ چھوڑ کر اکیلے ہی جا رہے تھے۔ تو یہ بلونت خان گورو جی کو اپنے گھر لے گیا تھا۔ اس وقت دیوی دتا نام کے ایک براہمن نے گورو جی کو گرفتار کروانے کے لئے مخبری کر دی مگر بلونت خان نے بڑی ہوشیاری اور عقلمندی سے گورو جی کو اپنے گھر چھپا لیا اور گورو جی کو گرفتار ہونے سے بچا دیا تھا۔ اگر اس وقت وہ ہوشیاری نہ کرتا۔ تو دیوی دتا براہمن کی مخبری کے نتیجہ میں گورو جی کا گرفتار ہو جانا یقینی بات تھی[3]

گورو جی کی اس یادگار کے طور پر روپڑ کے قریب کوٹلہ نہنگ خان میں ایک گوردوارہ بھی بنا ہوا ہے۔ جیسا کہ گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ :۔

"کوٹلہ نہنگ خان کا روپڑ کے قریب ہی ایک گوردوارہ اندر اور دوسرا باہر۔ یہاں کے پٹھان نہنگ خان کے پوتے بلونت خان نے گورو جی کی بہت خدمت اور خاطر تواضع کی۔ جس سے خوش ہو کر گورو جی نے اسے ایک ڈھال اور تلوار بخش دی۔"[4]

گیانی جی نے اس سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ :۔

"جب گورو جی روپڑ کے پاس پہنچے تو بھٹہ پر کام کرتے

---

[1] سردار کرم سنگھ ہسٹورین دی اتہاسک کھوج ص ۶۵

[2] سردار کرم سنگھ ہسٹورین دی اتہاسک کھوج ص ۵۷

[3] گوردھام سنگرہ ص ۲۱۷ [4] گوردھام سنگرہ ص ۲۱۸

ہوئے مزدوروں سے دریافت کیا کہ ٹھہرنے کی کوئی جگہ بتائیں تو انہوں نے مذاق میں کہا کہ یہ
بھٹہ ہے گورو جی بیچ مچ فوراً بھٹہ پر چڑھ گئے اور وہ فوراً ٹھنڈا ہو گیا۔" ۱

گورو جی نے بونت خان کی اس خدمت پر بہت خوشنودی ظاہر کی اور ایک حکم نامہ انہیں دیا جیسا کہ گیانی گیان سنگھ صاحب کا ہی بیان ہے کہ :-

"گورو جی نے بونت خان پٹھان کو ایک حکم نامہ اور ایک کٹار بخش دی جو اب ان کے گھر با ادب طریق سے رکھی ہے۔" ۲

(۱۴) سیّد علی شاہ

سری گورو گوبند سنگھ جی نے جب اُچ کے پیر کا سا لباس اختیار کیا تو اس وقت جن مسلمانوں نے گورو جی کی خدمت کی مشہور سکھ ودوان گیانی ٹھاکر سنگھ جی کے بیان کے مطابق ان میں سیّد علی شاہ جی نام کے ایک مسلمان بھی تھے گورو جی نے ان کی خدمت پر خوش ہو کر ایک حکم نامہ بھی دیا تھا جیسا کہ گیانی جی نے بیان کیا ہے :-

"ایک حکم نامہ ست گورو جی نے سمت ۱۷۶۲ بکرمی مہینہ ماگھ ودی ۱۲ سوموار سید علی شاہ نند پور والے کو بخشش کیا جنہوں نے اُچ کے پیر بننے کے وقت شاہی لشکر میں سے گزرنے کے وقت سپہ سالار قاسم بیگ کے دریافت کرنے پر یہ کہا تھا کہ یہ اُچ کے پیر ہیں۔" ۳

(۱۵) سید حسن علی !

سید حسن علی ماچھیواڑے کے باشندے تھے۔ سکھ تاریخ کی رو سے انہوں نے بھی گورو گوبند سنگھ جی کے ماچھیواڑے جانے پر بہت محبت بھرا سلوک کیا گیا تھا چنانچہ گیانی گیان سنگھ جی نے ان سے متعلق یہ بیان کیا ہے :-

"سیّد گامے شاہ کے باغ میں گورو صاحب ٹھہرے۔ حسن علی سید باغ میں آیا۔ گورو صاحب کو پہچان کر

۱۔ گیانی جی کو یہ یاد نہیں رہا کہ وہ اس سے قبل یہ بیان کر چکے ہیں کہ گورو جی نے بھٹہ کے پاس کھیل رہے لڑکوں سے یہ دریافت کیا تھا جیسا کہ وہ لکھ چکے ہیں کہ :-

"شہر بدپڑ کے باہر یہاں ایک بھٹہ اینٹوں کا گرم تھا۔ اس کے پاس ہی لڑکے کھیل رہے تھے۔ گورو جی نے دریافت کیا کہ کوئی ٹھہرنے کی جگہ بتائیں۔ ایک لڑکے نے بھٹہ کی طرف ہاتھ کر کے کہا کہ اس بھٹہ پہ بیٹھ جائیں گورو جی معہ گھوڑے کے بھٹہ پر چڑھ گئے۔ اور وہ ٹھنڈا ہو گیا۔"

(گوردھام سنگرہ ص۲۱۰)

۱۔ گوردھام سنگرہ ص۲۱۸
۲۔ گوردوارے درشن ص۶۰۳
۳۔ گوردھام سنگرہ ص۲۳۰۔

گاڑی میں سوار کر کے گھر لے گیا۔ گورو صاحب نے اپنی امانت طلب کی۔ بگاہو شاہ اور ماہو شاہ دو بوڑھے سید دیں نے کہا کہ کچھ وضاحت کیجئے گورو صاحب نے کہا کہ سیاہ کالی پوشاک تیلیوں سے نبی ٹھپاری میں اجمیر سے آئی ہے وہ ہماری امانت ہے یہ سن کر وہ تو قربان ہو گئے اور پوشاک لا کر آگے رکھ دی ... سید دل نے لکھا ہے کشتری کے گھر جو گورو صاحب کا عقیدت مند تھا۔ گورو صاحب کو ٹھہرایا۔" ۱ ... ...

(۱۶) فتو اور سمول

فتو اور سمول نام کے دو ڈوگر تھے۔ انہوں نے بھی گورو جی کی بہت اچھی خدمت کی تھی۔ مشہور سکھ ودوان سردار کاہن سنگھ جی نابھہ بیان کرتے ہیں کہ :-

"تاہلیاں فتو سمول کی۔ فیروز پور کے ضلع مکتسر سے پندرہ کوس ... ... ایک گاؤں جو فتو اور سمول کے ڈوگروں نے آباد کیا تھا۔ ان دونوں بھائیوں نے سری گوبند سنگھ جی کی بہت محبت سے خدمت کی تھی۔" ۲

گیانی گیان سنگھ جی نے لکھا ہے کہ :-

"تاہلیاں گاؤں مکتسر سے پندرہ کوس گورو جی دریا کی سیر شکار کرتے ہوئے پہنچے تو فتو سمول دونوں چوہدری ڈوگروں نے بہت خدمت کی۔ اور ایک لنگی اور ایک خانہ دار کھیس گورو کی بھینٹ کئے گورو جی نے کھیس کندھے پر رکھ کر لنگی کمر میں باندھ لی سکھوں نے کہا ہے کہ آپ تنخواہیے (قصوروار) ہو گئے ہیں۔ کیونکہ آپ نے لنگی کو پاجامہ کی جگہ استعمال کیا ہے۔ آپ نے جواب دیا۔

جیسا دیس ویسا بھیس ؛ اک لنگی دوجے کھیس ۳

بھائی سنتوکھ سنگھ جی نے اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے کہ :-

تن پہ کرپا کرتہ چل پہرے || جائے منزل سر ڈیرا کرے
نتے سمول گرام اگارے || کھرے تُرنگ کر زین اتارے
ہیج سبھاؤک ٹھاندے بچرت || سو لگے کو ہیرنہ اُٹ اِٹ
تس چھن پہنچے ہری کے آئے || لنگی کھیس بھینٹ ہت لجائے
... ... || ... ...
ایہہ پر بھر جی۔ سب گرام ہکارے || دھن بھاگ بھے درس نہارے

۱۔ گوردھام سنگرہ ص۲۳۴ ۲۔ مہان کوش ص۱۶۴۵
۳۔ گوردھام سنگرہ ص۲۵۴۔ سکھ اتہاس ص۳۸۱

پکھ لگی ست گور اٹھائی   کٹ تنٹ کے لپیٹ چنہہ گھائی
بہر کھیس کو کھول لبائے   دوسے سکندہ دھے جھورن ڈالے
بیس بنائے بیس تس دلیش   کھرے بھئے گور بھئے دشیش
مان سنگھ سری پربھ سن بھیئو   ایہہ تنخواہ اچھت کرے جنیو
... ...
پن گور کہیو دیس تیس بھیس   لگی تیٹ سو موڈھے کھیس [۵۱]

(۱۷) سیدا بیگ

سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ سیدا بیگ ایک بہت بڑا بہادر جرنیل تھا۔ ہندو پہاڑی راجے اسے تحریک کرکے گورو جی کے خلاف لڑنے کے لئے لے آئے تھے۔ مگر جب اس نے گورو جی کے درشن کئے تو یقین ہوگیا کہ پہاڑی راجے گورو جی پر زیادتی کر رہے ہیں۔ اس پر وہ گورو جی کے ساتھ لڑنے کی بجائے گورو جی کے ساتھ مل گیا۔ اور اس نے گورو جی کی طرف سے بہت بے جگری سے جنگ کی حتیٰ کہ وہ اپنا آپ نچھاور کر گیا۔ چنانچہ سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے لکھا ہے کہ:۔

"سید بیگ۔ یہ پہاڑی راجوں کی تحریک پر الف خان سردار کے ساتھ گورو گوبند سنگھ جی خلاف جنگ کرنے کے لئے آنند پور پر چڑھائی کرکے آیا تھا۔ لیکن گورو جی کے درشن کرکے ان کا محب بن گیا۔ اور سکھوں کے ساتھ مل کر... ... ...لڑتا ہوا شہید ہوگیا" [۵۲]

بھائی سنتوکھ سنگھ جی نے سید بیگ سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ:۔

سید بیگ تب کھڑگ پرہارا   ہری چند گہہ سپر سہارا
گھاو بچائے سو آپ چلائیو   سید بیگ نے اگ بچائیو
ہری چند ہنیو کر پانا   کٹیو اگ کر پران ہانا
پکھیو لرائی بیر جب ماریو   دین بیگ تب آن دنگاریو
پھیرت سیف آن کر بھریو   سید بیگ سو سنکھ اریو
دوئے گھڑی لگ کین سنگراما   دیکھت بہو نربھا اکھرا ما
دین بیگ تب سیت چلائی   سید بیگ کے انگ لگائی
گریو جدھ موانہہ گور گور سمرت   سری پربھ خوشی کرے چنہ ہرکھت

---

۵۱ گور پرتاپ سورج گرنتھ این یکم سانسو ۴۱   ۵۲ مہان کوش صفحہ ۶۵۷

پہاں کنتوہل سب نے ہیرا   سر لوپ میں تن کین بسیرا [۵۳]

(۱۸) سیّد خان

سید خان ایک جرنیل تھا۔ یہ بھی پہاڑی راجاؤں کے ساتھ مل کر گورو گوبند سنگھ جی کے خلاف لڑنے کے لئے آیا تھا لیکن جب اسے تمام حالات کا علم ہوا تو پتہ چلا کہ گورو جی حق پر ہیں۔ اور ہندو راجے انہیں بلاوجہ تنگ کر رہے ہیں۔ اس لئے وہ گورو جی کی حمایت میں میدان جنگ میں کود پڑا اور پہاڑی راجاؤں کی فوج کے چھکے چھڑا دیئے۔

سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"سید خان یہ اورنگ زیب کی فوج کا سردار تھا۔ جو ۱۰ پھاگن ۱۷۵۹ کو آنند پور فتح کرنے کے لئے آیا تھا۔ جنگ کے دوران جب یہ گورو صاحب کے سامنے آیا تو درشن کرنے سے دل پر ایسا اثر ہوا کہ ... ... کلغیدھر کے قدموں پر آ گرا" [۵۴]

بھائی سنتوکھ سنگھ جی نے سید خان سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ:۔

سید خانہ سنہ سن گن گن کو   چاہت پکھیو پریم کرمن کو
ہنہ افغان بنیو کب کوئی   جس تے ست گور درشن ہوئی
چڑھیو سہم اننت آئیو   اد سر ایہہ خدائے بنائیو
درشن ہوئے ہیں جنگ بہانے   رودے منورتھ ددڑ اس ٹھانے
مول مقابلے دونوں بھئے   دیکھین کی اچھا ارسلئے [۵۵]

(۱۹) میرزا جعفر بیگ

سکھ تاریخ سے واضح ہے کہ میرزا جعفر بیگ نام کا ایک سرکاری اہلکار بھی سری گورو گوبند سنگھ جی کا ایک محب تھا اس کے دل میں بھی گورو صاحب موصوف کے لئے محبت بھرے جذبات تھے۔ اس نے گورو جی سے بے مکھ ہوئے لوگوں کو خوب سزا دی تھی۔ گورو جی نے اپنے کلام میں اس کا خاص طور پر ذکر کیا ہے اور اسے میرزا بیگ کے نام سے یاد کیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

تب اورنگ جی ماجھ رسائے   ایک اہدیہ ایہاں بھجائے

---

۵۳ گور پرتاپ سورج۔ رت ۶۔ انسو ۲   ۵۴ مہان کوش صفحہ ۶۸۷

۵۵ گور پرتاپ سورج گرنتھ رت ۶۔ انسو ۳۔

ہم نے بھاج بے بجھ جے گیٔے — تن کے دھام گرادت بھیٔے
بجے اپنے گور تے سکھ پھر ہیں — ایہاں اوہاں تن کے گرہ گرہیں
ایہاں اپہاس نہ سرلیہہ باسا — سب باحن تے رہے مزاسا

... ...

گورنگ تے بجے سکھ ساھایے — ایہاں اوہاں تن کے مکھ کالیے

... ...

گور دوکھی سگ کی مرتہ پاٹے — نرک کنڈ ڈاہے بچھو تادے
بابے کے بابر کے دوؤ — آپ کرے پرمیشر سوؤ
دین شاہ ان کو پہچانو ! — دنی پت ان کو انو مانو
جو بابے کے دام نہ دے ہیں — تن تے گہہ بابر کے لے ہیں
دے دے تن کو بڈی سزائے — پن لے ہیں گرہ لوٹ بنائے

... ...

میرزا سگ بوت ہنہ مانگ — جنہ ڈھاہے بے سکھن کے ڈھانگ
سب سمکھ گور آپ بچائے — تن کے بار نہ بانکن پاٹے
ات اورنگ جی ادھک رسائیو — چار اھدئین اور پٹھائیو
بجے بے سکھ تاں تے بچ آئے — تن کے گرہ پن لئے گرائے

... ...

موز ڈارتی سبس منڈائے — باہر جاننہ گرہ لے آئے [1]

سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ لکھتے ہیں :۔

"میرزا بیگ ..... بادشاہ اورنگ زیب کا بھیجا ہوا ایک افسر تھا۔ جس نے پہاڑی راجاؤں سے ٹیکس وصول کیا۔ اور سکھ سنتوں کو بھی سزا دے کر ان کا مال لوٹا ..... یہ واقعہ ۱۷۰۱ء کا ہے"۔ [2]

گیانی گیان سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :۔

"شہزادہ خود تو لاہور کی طرف چلا گیا اور ..... ایک افسر میرزا جعفر بیگ کو آنند پور کی طرف روانہ کر دیا۔ جب وہ آیا تو گورو جی کا نرم سبھاؤ، نزانہ دل، رعب داب، کرامات کے

خزانے اور دنیاوی آلائش سے پاک سچا پیر فقیر دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اور غربا کو لنگر تقسیم ہوتا دیکھا تو وہ گورو جی کا خادم بن گیا۔ بلکہ جو لوگ گورو گھر سے جھگڑا کر کے نکلے اور شہزادہ کی دھاک سن کر سب نمک حرام بھاگ گئے تھے اس نے انہیں دوسرے منصب پہاڑی راجاؤں مہاراجاؤں کو جو گورو جی کے لئے فتنہ پردازیاں کرتے رہتے تھے پکڑ پکڑ کر بہت سزا دی۔ ان کے گھر لوٹ لئے۔ ہنتوں کے سر مونہہ منڈا کر سیاہ کر کے گدھوں پر چڑھا کر ڈھول بجوا کر ان کے پیچھے لڑکے لگوا دیئے اور شہروں اور قصبوں میں پھرا کر ان کی خوب ہی پلیدی۔ اور ہنتوں کو تو اینٹوں اور پتھروں سے مار پیٹ بھی کروائی۔ ان سنتوں کی یہ حالت دیکھ کر گورو جی نے یہ بیان کیا ہے کہ :۔

جو بابے کے دام نہ دے ہیں — تن تے گہہ بابے کے لے ہیں [1]

(۲۰) خان خاناں

سری گورو گوبند سنگھ جی کا ایک محب خان خاناں بھی تھا۔ اس کا پورا نام تو منعم خان تھا لیکن سکھ تاریخ میں اسے خان خاناں کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے اس سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ :۔

" خان خاناں (خان خاناں) دسم گورو کا محب ایک امیر۔ جو آگرہ میں رہتا تھا۔ اس کا اصل نام منعم خان تھا۔ اس نے بادشاہ بہادر شاہ کے وقت وزارت کا عہدہ حاصل کیا تھا۔ اس کی وفات ۱۷۶۸ بکرمی میں ہوئی تھی"۔ [2]

بھائی سنتوکھ سنگھ جی نے اس سلسلہ سے متعلق یہ واقعہ یوں بیان کی ہے کہ :۔

ہتو خان خاناں اک خان — بھرات نہ اکبر کو امیر آن
گور گھر کی بہا کچھ جانے — گور آگولہ سینہ تسی کانے
نج سمیپ ستے لوں مچائے — پرجہ ڈھنگ پہنچے بنے سدے
کہیو خان خاناں کر جور — دیجے درکدا آئے ات اور
ڈیرے سہت اداہن کرے — چڑھیئے پرجہ سکھ ہواٹ ٹھرے
کر ہو آرام تہاں چل جھٹے — اتیادک تم سول بچ بھٹے
سری گور سن کر بھے اسرار — سنگھ سنگ سب شستر دھار

لشکر بادشاہ بہترا ! ڈیرا باغ عجب اک ہیرا
بھیٹے پردیش تسی ہیں جامے ہتو خان خاناں تسی تھامے
سینو کان تن گود اگرانو چلیٹو ترت آگے تج بھوانو
پگ ہنپج پر سے نب جائے بنتی بو بیو سیس ٹکائے
جان اپنو درشن دین کرپا دھار سو کرتا رتھ کین
نج کرتے گور تھاپ دئی خوشی ادھک تسی پہ گور کئی [1]

(۲۱) سید بڈھن شاہ

سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ ایک مسلمان بزرگ سید بڈھن شاہ بھی گورو جی کا بہت محب تھا۔ اس سے متعلق یہ بھی مرقوم ہے کہ اس کی ملاقات گورو نانک جی سے بھی ہوئی تھی اور پھر اس نے گورو ہر گوبند جی سے بھی ملاقات کی تھی۔ اکثر سکھ مؤرخین تو یہی بیان کرتے ہیں کہ یہ چھٹے گورو ہر گوبند جی کے زمانہ میں وفات پا گئے تھے لیکن بھائی ویر سنگھ جی نے ان سے متعلق ایک روایت یہ بیان کی ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی کے زمانہ تک زندہ رہے تھے جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے کہ :-

"دوسری روایت یہ ہے کہ جب ست گورو جی نے کہا کہ اور زندہ رہنا ہے ہم نے دس جامے اختیار کرنے ہیں تو فقیر کا دل اس داتا کلغیاں والے کے درشنوں کے لئے بیتاب ہو گیا اور بیتابی میں تیرا جا رضا تیری رضا کہتا ہوا ست ہو گیا۔ ست گورو نے دعا دی اور وہ دسم گورو جی تک وہاں محبت کی سمادھیوں میں رہا۔ اور دسم گورو جی کے درشن کر کے گور ترت میں آیا۔ ہم نے اس بعد کی روایت کی پیروی کی ہے" [2]

خواہ بھائی ویر سنگھ نے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا کہ یہ دوسری روایت انہوں نے کہاں سے نقل کی ہے۔ پر چونکہ انہوں نے سید بڈھن شاہ کا گورو گوبند سنگھ جی کے زمانہ تک رہنا اور ان سے ملنا تسلیم کیا ہے۔ اس لئے ہم نے انہیں گورو گوبند سنگھ جی کے مسلمان محبوں میں شامل کر لیا ہے بھائی جی کے نزدیک سید صاحب نے تقریباً پونے دو سو سال عمر پائی تھی۔ چنانچہ ان کا بیان ہے کہ :-

"بڈھن شاہ کی عمر حساب کرنے سے پونے دو سو سال کے قریب بنتی ہے لیکن روایت اور سورج پرکاش والے دوست نے ان کی تمام عمر تقریباً ۱۰۰ سال بیان کی ہے" [3]

---

[1] گور پرتاپ سورج گرنتھ این یکم۔ انسو ۴۶ [2] سری کلغیدھر چمتکار ص ۱۳۱ فٹ نوٹ
[3] سری کلغیدھر چمتکار ص ۱۳۱ فٹ نوٹ

سردار کاہن سنگھ نابھہ نے اس سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ :-

"بڈھن شاہ۔ یہ کیرت پور کے قریب رہنے والا ایک عمر رسیدہ مسلمان تھا۔ ... بڈھن شاہ کی قبر کیرت پور کے قریب موجود ہے" [1]

یعنی :-

"بڈھن شاہ کا تکیہ کیرت پور سے جانب جنوب آدھ میل کے قریب بابا گور دتا جی کے دربار کے پاس سائیں بڈھن شاہ جی کا تکیہ ہے ... ... تکیہ پختہ بنا ہوا ہے جس کے اندر سائیں جی کی قبر ہے" [2]

(۲۲) مسلمان درویش

سکھ تاریخ سے یہ واضح ہے کہ کئی مسلمان درویش بھی گورو گوبند سنگھ جی کو محبت اور احترام کی نظر سے دیکھتے تھے۔ بھائی سنتو کھ سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مسلمان درویش نے کچھ پھول گورو صاحب کی نظر کئے تھے۔ جس پر گورو جی نے خوشنودی کا اظہار کیا تھا :-

"تس چھن اک فقیر منداری آبیہو بل تے بھیر مچھاری
بسد بر ندلے پھولن منزل بھر کر دونہاں کر کو انجل
پہنچیو سری ست گورو حضور چلیں سوید جنہہ کا نیاں بھور
تگن انگ تے دورنہ آئیو باڈی بھیر چیرت نکسائیو
پھول گلاب چنبیلی کیرے دھری بھینٹ ست گور اگیرے
بندن کر جب ٹھانڈو ہوئیو سو یہ سنے کلغیدھر جو لیو
سری مکھ تے بولے او لوک ! سائیں والے صاحب لوک
اتو کشٹ کیوں تن کر دیو لیاون پھول جتن بہہ کینو
درشن تم سب سنتن کیرا بھیٹے اہے سو ہم نے ہیرا
اک جانیو تب بھید نہ کوئی دیدھا جس اوپ مانسے دوئی
رو ے انند فقیر منداری ہیش اتر کے چترا چاری
دست جو خال روح سو میاہ دست جو آند دے پرواہ
آواز خالی جہان بے پیر بدن سن کافر بے نذیر

---

[1] مہان کوش ص ۲۶۳۹ [2] مہان کوش ص ۹۹۴
[3] گور پرتاپ سورج گرنتھ رت ۵ -انسو ۲۳ -

(۲۳) قاضی سلار دین

سکھ تاریخ میں قاضی سلار دین نام کے ایک مسلمان کا بھی ذکر ہے یہ بھی گورو گوبند سنگھ جی کا محب تھا اس سے متعلق بھائی سنتو کھ سنگھ جی نے یہ بیان کیا ہے کہ :۔

ساٸیں لوک بھید ہنہ پاٸی ۔۔ ہتو سلار دین اک قاضی
سب میں ایک سمان بہ ستا ۔۔ ہنہ ہندک سو دھوکھ کرتا
بیٹھیو بہر آنند کو پائیو ۔۔ ہت درشن کو گور ڈھگ آئیو
جو نکال لگ ایہو نہار[۱] ۔۔ سنگت ار گور کو جوہار

بھائی دیر سنگھ جی نے بھی قاضی سلار دین کا قصہ بیان کیا ہے خواہ اس میں زیادہ تر ناول کا رنگ ہے تاہم اس سے قاضی سلار دین کا گورو گوبند سنگھ جی کا ادب اور احترام کرنا ثابت ہے ۔[۲]

(۲۴) ماموں خان !

یہ بھی ایک گورو کا پریمی مسلمان تھا ۔ اس سے متعلق سکھ کتب میں مرقوم ہے کہ اس نے گورو جی کی ملازمت اختیار کی ہوئی تھی اور انندپور کی لڑائی میں یہ بھی شامل تھا ۔ اور گورو جی کی حمایت میں اس نے تیغ کے جوہر دکھائے تھے راجہ ہری چند سبو الیہ اس کے ہاتھوں ہی مارا گیا تھا چنانچہ مرقوم ہے کہ :۔

" راجہ ہری چند سبوالیہ گورو جی کے ایک مسلمان ملازم ماموں خان کے ہاتھوں مارا گیا "[۳]

(۲۵) نورا ماہی

ایک سکھ ودوان سنت دساکھا سنگھ جی نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ نورا نام کے ایک مسلمان سے گورو جی نے دودھ پینے کے لئے مانگا تو اس نے جلدی سے دودھ دوہ کر گورو جی کو پلایا تھا جیسا کہ مرقوم ہے کہ :۔

" سری گورو جی کے درشن نورا ماہی کو مویشی چراتے ہوئے ہوئے تو وہ محبت میں بے چین ہو گیا نورا گورو صاحب کے قدموں میں جا گرا اور بہت محبت اور عاجزی سے عرض کیا ۔ کہ اسے کوئی خدمت کرنے کا موقعہ دیا جائے ۔ گورو جی نے اس سے دودھ طلب کیا ... ... نورے نے جلد جلد دودھ دوہ کر گورو جی کو پلایا ۔ گورو جی دودھ پی کر بہت خوش ہوئے اور اسے کوئی علی الدین ایا "[۴]

۱؎ گورپرتاپ سورج اتہاس ۔ السوہ ۔ ۲؎ سری کلغیدھر چمتکار صفحہ ۵۲۷ سے ۵۳۲

۳؎ تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۸۷۰ ۴؎ مالوہ اتہاس حصہ اول صفحہ ۸۲ ۔ ۱۸۳ ۔

(۲۷) نواب کریم بخش اور رحیم بخش !

نواب کریم بخش صاحب اور رحیم بخش صاحب دونوں آپس میں بھائی بھائی تھے ان کے دل میں بھی گورو گھر کے لئے بے حد محبت تھی ۔ یہ پٹنہ کے باشندے تھے ۔ جہاں کہ صاحب سری گوبند سنگھ جی کی پیدائش ہوئی تھی گوردوارہ سری پٹنہ صاحب کے نام ایک باغ چلا آرہا ہے یہ باغ ان دونوں بھائیوں نے نذر کیا تھا ۔ چنانچہ گیانی گیان سنگھ جی رقم طراز ہیں کہ :۔

" باغ گورو کا جو نواب کریم بخش اور رحیم بخش نے نذر کیا تھا ۔ (گورو صاحب) کبھی کبھی یہاں املی کے درخت کے سائے میں بیٹھ کر سنگت کو اپدیش کیا کرتے تھے ۔ اور ساری دنیا کو خدا تعالے کا باغ اور خدا تعالے کو مالی بیان کر کے سنگت کو نہال کیا کرتے تھے "[۱]

(۲۸) نواب رانیاں

نواب رانیاں بھی سری گورو گوبند سنگھ جی کے محب تھے انہوں نے دمدمہ صاحب کے نام آٹھ گاؤں کی جاگیر لگائی تھی چنانچہ گیانی گیان سنگھ جی لکھتے ہیں :۔

" نواب صاحب رانیاں نے آٹھ گاؤں دادو ۔ کیول ۔ دھرم پورہ ۔ سنگھ پورہ ۔ پکا ۔ جوگے والا وغیرہ لنگر کے لئے نذر کئے تھے "[۲]

(۲۹) نانڈیڑ کا ناظم

گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں نانڈیڑ کا ناظم گورو گوبند سنگھ سے بہت حسن سلوک سے پیش آیا تھا ۔ اور اسے حکومت کی طرف سے یہ ہدایت تھی کہ گورو جی کا خاص کا خیال رکھے ۔ چنانچہ اس نے گورو جی کے نانڈیڑ پہنچنے پر ہر قسم کا ضروری سامان گورو جی کو مہیا کیا تھا[۳]

(۳۰) متھرا کا نواب

متھرا کا نواب بھی گورو گوبند سنگھ جی کا محب تھا ۔ سکھ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ جب گورو جی متھرا گئے تو اس نواب نے ایک باغ گورو جی کو بھینٹ کیا ۔ چنانچہ گیانی گیان سنگھ صاحب رقم طراز ہیں کہ :۔

۱؎ گوردھام سنگرہ صفحہ ۲۰ ۲؎ گوردھام سنگرہ صفحہ ۲۶

۳؎ گوردھام سنگرہ صفحہ ۲۷

"نواب نے باغ نذر کیا جس کا نام ہی نذر باغ مشہور ہو گیا اور اب تک لوگ اسے نذر باغ کے نام سے موسوم کرتے ہیں"[1]

(۳۱) نظام حیدر آباد دکن!

سکھ تاریخ سے واضح ہے کہ سری گورو گوبند سنگھ جی نے اپنی زندگی کے آخری ایام ریاست حیدر آباد دکن کے مشہور قصبہ ناندیڑ میں بسر کئے تھے اور وہیں آپ نے وفات پائی تھی۔ آپ کا آخری دھرم استھان گوردوارہ سری اپچل نگر حضور صاحب ناندیڑ میں ہے۔ نیز اس کے علاوہ گوردوارہ نگینہ گھاٹ اور ہیرا گھاٹ بھی وہاں ہیں۔ ان گوردواروں کے لئے نظام حیدر آباد کی طرف سے جاگیریں چلی آرہی ہیں۔

گیانی گیان سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"بارہ چودہ ہزار روپے کی جاگیر نظام حیدر آباد کی طرف گورو کے ساتھ ہے جو اب تک چلی آرہی ہے"[2]

اور بھی سکھ مؤرخین نے نظام حیدر آباد کی طرف سے دی گئی جاگیر کو بیان کیا ہے[3]

گیانی گیان سنگھ جی رقم طراز ہیں کہ اس جاگیر سے متعلق ناصر الدولہ والئے حیدر آباد ریاست نے یہ سند دی تھی کہ:۔

"جب تک نظام حیدر آباد کی ریاست قائم ہے یہ جاگیر اور دربار شاہی رکاب کے ساتھ رہنے والی گھوڑوں کی فوج ہمیشہ قائم رہے گی۔ بلکہ اس جاگیر کو میں نے خود گورو جی کی عظمت دیکھ کر گورو جی کے لئے نذر کیا ہے میری اور میری اولاد یا کوئی اور حاکم اسے ضبط کرنے یا کم کرنے کا اختیار نہیں رکھتا"[4]

(۳۲) گورو گوبند سنگھ جی کی آخری یادگار کا محافظ مسلمان!

گورو گوبند سنگھ جی کی وفات کے بعد ایک مسلمان فقیر سات سال تک ان کی آخری یادگار پر دھونی رمائے بیٹھا رہا اور اسکی حفاظت کرتا رہا چنانچہ گیانی گیان سنگھ جی نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"ایک ملنگ فقیر مسلمان جو نام کے رنگ میں رنگین تھا ہمیشہ گورو جی کے درشن کو آیا کرتا تھا اور بلند آواز سے کہا کرتا تھا کہ:۔ اے خداوند کریم۔ رب العالمین۔ رکھ اپنی پناہ میں سات برس تک اس نے خدمت اور حفاظت کی"[6]

۱؎ گوردھام سنگرہ ص۲۱۱ ۔ ۲؎ گوردھام دیدار ص۲۳۶

۳؎ تواریخ گورو خالصہ ص۱۲۴۹

۴؎ گورپرنالی سورج گرنتھ این ۲ انسو ۲۵ - گوردوارے درشن ص۹ - رسالہ امرت امرتسر جولائی ۱۹۵۱ء

۵؎ گوردھام سنگرہ ص۲۸۲ ۔ ۶؎ گوردھام سنگرہ ص۲۸

اس سے ظاہر ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی کی آخری آرام گاہ کی حفاظت اور خدمت کرنے کا فخر بھی ایک مسلمان فقیر کو ہی حاصل ہوا۔ جس کے صاف معنے یہی ہیں کہ گورو جی کے دل میں مسلمانوں کے لئے کوئی نفرت نہ تھی۔ بلکہ وہ مسلمانوں کو پیار اور محبت کی نظر سے دیکھتے تھے اور مسلمان بھی ان کا صدق دل سے احترام کرتے تھے۔ ایک سکھ ودوان نے لکھا ہے کہ گورو جی مصیبت زدہ مسلمانوں کے بھی کام آیا کرتے تھے۔ جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ:۔

"جو مسلمان مصائب میں پھنسے ہوئے تھے اور جنہیں امداد کی ضرورت ہوا کرتی تھی گورو گوبند سنگھ جی ان تمام حاجتمندوں اور ضرورتمندوں کی مدد کیا کرتے تھے"[1]

قدرت کا یہ اصول ہے کہ محبت کے نتیجہ میں ہی محبت پیدا ہوتی ہے گورو نانک جی مہاراج نے بھی اس سلسلہ میں کیا خوب فرمایا ہے:

دھاتو ملے بھی دھاتو کو ؛ لو لوے کو دھاوے

یعنی:۔ جس طرح ایک دھات کے دو ٹکڑے آپس میں مل جاتے ہیں اسی طرح محبت کا نتیجہ محبت کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ نہ محبت کا نتیجہ کبھی نفرت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے اور نہ نفرت کے نتیجہ میں محبت ہی پیدا ہوتا ہے

پس گورو گوبند سنگھ جی نے مسلمانوں سے پیار کیا اور مسلمانوں نے گورو جی کو محبت اور عزت کی نظروں سے دیکھا اگر کبھی مسلمان سے کسی وقت ان کا تنازعہ ہوا تو ہندوؤں سے بھی ان کے جھگڑے ہوئے[2] اور خود سکھوں سے انہیں اختلاف پیدا ہوئے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ایک سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ:۔

"وہ یعنی گورو گوبند سنگھ جی مساوات کے علمبردار تھے اگر انہوں نے ظالم مسلمان حکمرانوں کے خلاف تلوار اٹھائی تو پہاڑی راجاؤں کے ساتھ بھی پیار نہیں کیا تھا[3] کیونکہ وہ جمہوریت کے دشمن تھے اور نہ انہوں نے ایسے مسندوں کا کوئی لحاظ کیا جنہوں نے غریب محنتی سکھوں کو تنگ کرنا شروع کیا ہوا تھا"[4]

گورو جی نے سکھوں سے متعلق یہاں تک فرما دیا ہے کہ:۔

"رہت پیاری مجھ کو سکھ پیارا ناہی"[5]

گویا گورو جی کو تو کسی ہندو سے کوئی ذاتی عداوت تھی اور نہ کسی مسلمان سے ہی کوئی کینہ تھا اور نہ سکھوں سے ہی کوئی بے جا پیار تھا۔ وہ اصول پرست انسان کی طرح ہر اس شخص سے محبت کرتے تھے جس کی زندگی با اصول تھی اسی بات کے پیش نظر انہوں نے با اصول مسلمانوں سے محبت کی۔ اور با اصول مسلمانوں نے گورو جی کو اپنا ایک محب جانا۔ اس

۱؎ رسالہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ مارچ ۱۹۵۲ء ص۳

۲؎ ایک سکھ ودوان پروفیسر کرتار سنگھ جی ایم اے نے اس سلسلہ میں بیان کیا ہے کہ:۔ گورو جی کو زیادہ تکلیف ہندو پہاڑی راجاؤں نے دی تھی شاہی طاقت کو گورو جی کے خلاف میدان میں لانے کی تحریک بھی اکثر ہندو پہاڑی راجے ہی کرتے رہے" (سکھ اتہاس ص۲۵۲)

۳؎ رسالہ گورمت امرتسر ستمبر ۱۹۶۱ء ص۵

میں ایک سکھ وِدوان نے کیا خوب حقیقت بیان کی ہے کہ :-

"کوئی مسلمان کسی ایسے شخص کو کبھی بھی مدد دینے کی ہمت نہیں کر سکتا۔ جو اسلام کا دشمن ہو۔ دین کے دشمن کو پناہ دینے والا مسلمان نہیں۔ بلکہ کافر ہوتا ہے۔ ایک مسلمان خود کو کافر کہلانے سے موت کو ترجیح دیتا ہے۔ اگر گورو گوبند سنگھ جی اسلام کے دشمن ہوتے تو کوئی بھی مسلمان گورو صاحب کو مدد دینے کی بجائے اس وقت گورو جی کو گرفتار کروا کر حکومت سے بہت بڑا انعام حاصل کر سکتا تھا مگر اس کے برعکس مسلمان بھائیوں نے اس وقت جب کہ ان کے اپنے بھی بیگانے بن چکے تھے۔ اور ہر پتہ ان کا دشمن بن چکا تھا۔ اور گورو گوبند سنگھ جی کی مدد کرنے والے کو موت سامنے دکھائی دے رہی تھی گورو صاحب کی جتنی مدد کر سکتے تھے انہوں نے کی اور اس بات کو ثابت کر دیا گورو گوبند سنگھ جی مہاراج سب کے پیارے اور محبوب تھے کوئی بھی شخص ایسے شخص سے محبت نہیں کر سکتا جو اسے نفرت کی نظر سے دیکھے اگر گورو صاحب اس وقت کے مسلمان بھائیوں سے پیار کرتے تھے تو اس کے بدلہ میں ہی انہوں نے گورو صاحب سے پیار کیا اور اس پیار کے عوض میں خود کو بڑے سے بڑے خطرے میں ڈالنے سے بھی گریز نہیں کیا"!! [۱]

ایک اور سکھ وِدوان نے سکھوں اور مسلمانوں کے خوشگوار تعلقات سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ :-

"گورو ہر گوبند جی نے پیندے خان کے لئے سری ہر گوبندپور میں مسجد بنوائی ...... لہنا سنگھ عید کے دن لاہور کے مفتیوں اور ملاؤں کو پگڑیاں بھینٹ کیا کرتا تھا سردار جسا سنگھ آہلووالیہ کا میر منشی مسلمان تھا" [۲]

گورو گوبند سنگھ جی اور ہندو دھرم

صاحب سری گورو گوبند سنگھ جی کے ہندو دھرم سے متعلق کوئی اچھے خیالات نہ تھے آپ نے اپنے بیان کردہ کلام میں جابجا ہندو دھرم کے عقائد اور رسومات کا کھلے بندوں رد کیا ہے اس سلسلہ میں ہم گورو جی کے بعض شبد پیش کئے دیتے ہیں

ہندو بزرگوں سے متعلق گورو جی کا نظریہ

ہندو دھرم میں برہما۔ وشنو اور شو جی کے علاوہ سری رام چندر جی اور سری کرشن جی کو بزرگ اور داتا تسلیم کیا جاتا ہے گورو جی نے ان کے بارہ میں فرمایا :-

مہا ندلیو اچت کہوائیو — دشٹن آپ کو ہی ٹھہرائیو
برہما آپ پار برہم بکھانا — پربھ کو پربھو نہ کہنو جانا [۳]

یعنی :-

جے جے بھئے پہل اوتارا — آپ آپ تن جاپ اچارا
پربھ دوکھی کوڈ نہ بدارا — دھرم کرم کو راہ نہ ڈارا [۴]

---

[۱] خالصہ پارلیمنٹ گزٹ فروری ۱۹۵۷ء [۲] سری دسم گرنتھ بچتر ناٹک ادھیائے ۶ ص ۱ [؟]
[۳] سری دسم گرنتھ بچتر ناٹک ادھیائے ۶ ص ۵۲

گورو صاحب نے اپنے ذاتی عقائد اور نظریات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ :-

میں نہ گنیشہ پرتھم مناؤں — کشن بشن کبھوں نہ دھیاؤں
کان سنے پہچان نہ تن سوں — لو لاگی مورکا پگ ان سوں
مہاکال رکھوار ہمارو — مہالوہ میں کنکر تھارو [۱]

گورو صاحب موصوف نے اس سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ :-

کاہے کو ایس بھیس بھاکتا — کاہے وجیس کو ایس بکھائیو
ہے نہ دگھیس جدلیس درایت — تیس جنہ کو وشنو نائک پچھائیو
کاہوں نے رام کہیو کرشنا کہوں — کاہو منے اوتارن مانیو
پھوکٹ دھرم وسار سبھے — کرتار ہی کو کرتا جیہ جانیو [۲]

یعنی :-
اننت مرے پچھائے پڑتی پر جے جگ میں اوتار کہائے
رے من میل اکیلی کال کے لاگت کاہے نہ پائن دھائے [۳]

اس سے واضح ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی ہندو بزرگوں اور اوتاروں کے عقیدت مند نہ تھے اور نہ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ مختلف شکلوں میں پیدا ہوتا ہے وہ خود اللہ تعالیٰ کو لم یلد ولم یولد جانتے تھے۔

ویدوں اور شاستروں سے متعلق گورو جی کا نظریہ

ہندو دھرم کی مقدس مذہبی کتب کا نام وید ہے اور یہ چار ہیں: رگ وید یجر وید سام وید اور اتھرو وید۔ آریہ سماج سے تعلق رکھنے والے ہندو تو ان ویدوں کو ایشوری گیان مانتے ہیں اور ان کے بعد کسی الہامی کتاب کو سچا نہیں سمجھتے۔ گورو گوبند سنگھ جی نے ویدوں اور شاستروں کے بارہ میں یہ فرمایا ہے کہ :-

جنہ منہ برہم چونہ ٹھہرائیو — تے سمرتن کے راہ نہ آئیو
برہمے چار ہی بید بنائے — سرب لوک تیہ کرم چلائے
جن کی لو ہر چرنن لاگی — تے بیدن تے بھئے تیاگی [۴]

ایک اور مقام پر گورو جی فرماتے ہیں :-

سمرت شاستر بید سبھے — بہو بھید کہیں ہم ایک نہ جانیو [۵]

---

[۱] سری دسم گرنتھ کرشن اوتار ص ۱۷۹ [۲] سری دسم گرنتھ ص ۷۱۲ [۳] سری دسم گرنتھ ص ۷۱۲
[۴] سری دسم گرنتھ ص ۶۴۲ [۵] سری دسم گرنتھ بچتر ناٹک ادھیائے ۶ ص ۵۵
نوٹ: یاد رہے کہ آریہ سماجی برہما کی بجائے چار رشیوں۔ اگنی وایو۔ آدت اور انگرا کے ذریعہ الگ الگ ویدوں کا ظاہر ہونا تسلیم کرتے ہیں
[۶] سری دسم گرنتھ ص ۲۳۸

ایشور جیو اور پرکرتی کے انادی ہونے سے متعلق گورو جی کا نظریہ

آریہ سماج سے تعلق رکھنے والے ہندو، خدا تعالیٰ، روح اور مادہ کو ازلی اور ابدی تسلیم کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ نہ تو روح کا خالق ہے اور نہ مادہ کا۔ بہ تبدیل لفظ دیگر۔ لیکن گورو گوبند سنگھ جی نے اپنے کلام میں صرف خدائے واحد کی ذات کو ازلی اور ابدی تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ آپ خدا تعالیٰ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

بن کرتار نہ کرتم مانو آدا جون اجے ابناشی تہہ پرمیشر جانو[1]

گورو صاحب نے اپنے اس شبد میں اللہ تعالیٰ کو "آد" (ھو الاول) فرمایا ہے جس کے معنے اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں خدائے واحد ہی ازلی ہے اس کے سوا اور کوئی چیز ازلی نہیں۔ چنانچہ ایک سکھ ودوان پرنسپل تیجا سنگھ جی نے اس ضمن میں یہ فرمایا ہے کہ:۔

"خدا تعالیٰ کے 'آد' ہونے سے واضح ہوتا ہے کہ لوگوں نے جو خدا تعالیٰ کے ساتھ ساتھ روح اور مادہ کو بھی ازلی اور ابدی تسلیم کیا ہے وہ درست نہیں کیونکہ ایک وقت ایسا بھی تھا جبکہ خدا تعالیٰ کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔"[2]

گورو جی نے اپنے کلام میں صرف خدا تعالیٰ کو ازلی ابدی بیان کیا ہے جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ:۔

کیول کال کرد ہی کرتار ؛ آدانت انت مورت گڑھن بھنجن ہار[3]

گورو صاحب موصوف نے ایک اور مقام پر خدا تعالیٰ سے متعلق یہ بیان فرمایا ہے:۔

آد انیل اناد اناہد آپہ اد دیکھ ابھیکھ اجے ہے
ردپ اردپ اریکھ جرا اردن دین دیال کرپال بھیے ہے[4]

ایک اور مقام پر آپ فرماتے ہیں کہ:۔

جون جگت میں کبہوں نہ آیا بالہ تے سبھوں اجون بتایا
چند سعد جن کرے بیچارا نال تے جانیت ہے کرتارا[5]

یعنی۔ ازلی اور ابدی خدا تعالیٰ ہی ہے وہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہی فناہ کرنے والا ہے۔

دیوی دیوتاؤں سے متعلق گورو جی کا نظریہ

ہندو دھرم میں دیوی دیوتاؤں کی پرستش عبادت کا خاص حصہ تصور کی جاتی ہے اس بارہ میں گورو گوبند سنگھ جی یہ فرماتے ہیں:۔

کوڈ دھیس کو مانت ہیں اور کوڈ مہیس ایس بتتے ہیں
کوددڈ کہے بشنو دشو نائک جاہی بھجے اگھ اوگھ ہرے ہیں
بار ہزار دیچار ارے جڑھ انت سمے سب ہی تجے ہے
تاں ہی کو دھیان پر مان ہیئے جو ڈ تھا اب ہے ار آگے اد ہئے ہے[6]

---

[1] سری دسم گرنتھ صاحب ۶۰ [2] جپ جی مترجم صہ ۱۶۷
[3] دسم گرنتھ صاحب تلنگ کافی صہ ۶۰ [4] دسم گرنتھ صہ ۱۹
[5] دسم گرنتھ صاحب صہ ۱۲۱ [6] دسم گرنتھ صہ ۱۲۳

رہت ناموں میں گورو صاحب کی یہ تعلیم مرقوم ہے کہ:۔

"گورو کا سکھ مٹھ۔ بت۔ تیرتھ۔ دیوی۔ دیوتا۔ برت پوجا۔ جنتر منتر۔ براہمن۔ ترپن گائتری کتے دل چت نہ دیوے ناہیں۔"[1]

بت پرستی سے متعلق گورو جی کا نظریہ

گورو گوبند سنگھ جی مورتی پوجا یا بت پرستی کے بھی سخت خلاف تھے بلکہ انہوں نے خود کو بت شکن تک قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ:۔

منم کشتیم کوہیاں بت پرست کہ او بت پرستند من بت شکست[2]

ایک اور مقام پر گورو جی نے فرمایا ہے کہ:۔

کاہے کو پوجت پاہن کو کچھ پاہن میں پرمیشر ناہیں
تاہی کو پوج پربھو کر جنہہ پوجت اگھ اوگھ مٹا ہیں![3]

تیرتھ اشنان اور گورو جی

ہندو دھرم میں تیرتھ اشنان بھی ضروری سمجھا جاتا ہے گورو جی اس کے بھی سخت خلاف تھے۔ چنانچہ آپ کا ارشاد ہے کہ:۔

تیرتھ کوٹ کئے اشنان دئیے بہو دان نہال برت دھارے
دیس پھرے کر بھیس تپو دھن کیس دھرے نہ ملیں ہر پیارے[4]

ایک اور مقام پر گورو جی کا یہ ارشاد ہے کہ:۔

"نہات پھرے لیئے سات سمندرن لوک گئیو پرلوک گوائیو"[5]

ذات پات اور گورو جی

ہندو دھرم میں ذات پات اور ورن آشرم کا مسئلہ بھی ہے گورو جی اس کے حق میں بھی نہ تھے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ:۔

"ہندو ترک کوؤ رافضی امام شافعی مانس کی ذات سبھے ایکے پہچانبو"۔۔۔۔۔
ایک ہی کی سیو سب ہی کو گورو دیو ایک ہی سروپ سبھے ایک جوت جانبو[6]

ایک اور مقام پر گورو صاحب نے فرمایا ہے کہ:۔

جتک جگت کے بیچ بکھانو ایکہ جوت سبھی میں جانو[7]

زنار اور گورو جی

ہندو دھرم میں زنار کا اختیار رکھنا اشد ضروری ہے گورو جی نے زنار کے خلاف ہی تعلیم دی ہے اسی وجہ سے سکھ زنار نہیں پہنتے سکھ دھرم کے رہت ناموں میں یہاں تک مرقوم ہے کہ:۔

"گور کا سکھ جنجو ٹکے کی کان نہ رکھے"[8]

---

[1] رہت نامہ بھائی دیا سنگھ [2] دسم گرنتھ صہ ۱۲۵ [3] دسم گرنتھ صہ ۱۳ [4] سری دسم گرنتھ صہ ۲۲
[5] سری دسم گرنتھ صہ ۱۳ [6] سری دسم گرنتھ صہ ۱۴ [7] سری دسم گرنتھ صہ ۴۲
[8] رہت نامہ بھائی چوپا سنگھ خالصہ دھرم شاستر صہ ۱۶۷

یعنی :۔ "ملک تاگہ (زنار) کاٹھ کی مالا اختیار کرے وہ تنخواہیا ہے۔" (یعنی قابل سزا مجرم ہے) [1]

مشہور سکھ لیڈر ماسٹر تارا سنگھ جی نے ایک مرتبہ بیان کیا تھا کہ :۔

"آریہ سماجی اپدیشک یہ کہنے سے بھی نہیں جھجکتے تھے کہ مغل بادشاہ اورنگ زیب اور گورو گوبند سنگھ جی میں کوئی فرق نہیں تھا۔ دونوں ہندوؤں کو اپنے دھرم سے گرا رہے تھے۔" [2]

ایک اور سکھ ودوان کا بیان ہے کہ :۔

"وہ ہندو جنہوں نے اپنے لیکچروں میں یہاں تک کہا کہ اورنگ زیب اور گورو گوبند سنگھ جی یکساں تھے کیونکہ دونوں ہندوؤں کے زنار اتروا تے تھے .... وہ اب بھی سکھوں پر دباؤ ڈالنا چاہتے ہیں۔" [3]

سری گورو گوبند سنگھ جی اور دوسرے سکھ گورو صاحبان کے نظریات۔ عقائد اور خیالات کے پیش نظر سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے گورو گوبند سنگھ جی کے خالصہ کی تعریف یہ بیان کی ہے کہ :۔

ماسنے نہ دید بھید سمرت پوران کے !
پوجت نہ بھیروں بھوت گرجا گنند ہے
تھت وار شگن بھورت نہ جانے کچھ
راہ کیت شنی شکر چندرما دنند ہے
ذات پات منتر جنتر تنتر ورت شرادھ ھوم
سندھیا سو تنگا دکو دشواس نہ بند ہے
دسمیش کو سپوت خالصہ ہے بھن پنتھ !
تہا ہے اگیانی جوڑ یاں کو کہے ہند ہے [4]

۔

---

[1] گورمت سدھاکر صفحہ ۲۵
[2] اخبار پربھات ۲۰ / ۷ / ۱۹۵۲ء
[2] پنتھ اں ٹھیک راہ صفحہ ۲۳
[4] ہم ہندو نہیں صفحہ ۳۱